پاکستان میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کی خدمات

(منتخب اداروں کے تناظر میں)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علومِ اسلامیہ

مقالہ نگار:

نعمان واجد عزیز

ایم فل علومِ اسلامیہ

نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

رجسٹریشن نمبر:-1300-MPhil-IS-F16

نگران مقالہ:

ڈاکٹر امجد حیات

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ

نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

جون2020

پاکستان میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کی خدمات

(منتخب اداروں کے تناظر میں)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علومِ اسلامیہ

مقالہ نگار

نعمان واجد عزیز

ایم فل علومِ اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر امجد حیات

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ،

نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

سیشن 2016

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1.	مقالہ اور دفاع کی منظوری کا فارم	V
2.	حلف نامہ	VI
3.	انتساب	VII
4.	اظہار تشکر	VIII
5.	ملخص مقالہ	IX
6.	مقدمہ	X
7.	باب اول: عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت واہمیت	1
8.	فصل اول: عوامی سطح پر قرآن فہمی سے مراد	2
9.	مبحث اول: عوام وخواص میں فرق	3
10.	مبحث دوم: عوامی سطح پر قرآن فہمی سے مراد	12
11.	فصل دوم: عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت واہمیت	18
12.	مبحث اول: قرآن وسنت کی روسے	19
13.	مبحث دوم: علماءامت کے اقوال کی روسے	28
14.	فصل سوم: قرآن سے دوری کے اسباب	33
15.	مبحث اول: تاریخی وسیاسی اسباب	36
16.	مبحث دوم: تعلیمی ونظریاتی اسباب	42
17.	باب دوم: عصر حاضر میں قرآن فہمی کے فروغ کے لئے کرنے کے اہم کام	47
18.	فصل اول: سرکاری اداروں کی سطح پر کرنے کے کام	48

49	مبحث اول: سکولز کی سطح پر کرنے کے کام	.19
60	مبحث دوم: کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کرنے کے کام	.20
66	فصل دوم: نجی اداروں کی سطح پر کرنے کے کام	.21
68	مبحث اول: مساجد کی سطح پر کرنے کے کام	.22
73	مبحث دوم: مدارس کی سطح پر کرنے کے کام	.23
76	مبحث سوم: نجی تعلیمی اداروں کی سطح پر کرنے کے کام	.24
79	فصل سوم: شخصی اور ذاتی سطح پر کرنے کے کام	.25
81	مبحث اول: خود داعی بننا	.26
86	مبحث دوم: وسائل مہیا کرنا	.27
87	مبحث سوم: اگلی نسل کو تیار کرنا	.28
89	باب سوم: قرآن فہمی کے میدان میں خدمات: انجمن خدام القرآن	.29
90	فصل اول: تعارف بانیِ انجمن خدام القرآن	.30
92	مبحث اول: ذاتی اور خاندانی تعارف	.31
94	مبحث دوم: تحریکی اور علمی تعارف	.32
101	فصل دوم: تعارف انجمن خدام القرآن	.33
103	مبحث اول: اغراض و مقاصد	.34
106	مبحث دوم: مراکز اور ذیلی ادارے	.35
113	فصل سوم: نصاب و کورسز	.36

.37	مبحث اول: طویل دورانیے کے کورسز	115
.38	مبحث دوم: مختصر دورانیے کے کورسز	126
.39	فصل چہارم: تعلیمی خدمات	129
.40	مبحث اول: منہج دعوت	131
.41	مبحث دوم: خدمات و قابلِ اصلاح پہلو	139
.42	باب چہارم: قرآن فہمی کے میدان میں خدمات: دیگر ادارے	148
.43	فصل اول: الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل	149
.44	مبحث اول: تعارف بانیِ الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل	151
.45	مبحث دوم: تعارف الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل	156
.46	مبحث سوم: نصاب و کورسز	163
.47	مبحث چہارم: خدمات و قابلِ اصلاح پہلو	167
.48	فصل دوم: المدرار انسٹیٹیوٹ و بروج انسٹیوٹ	171
.49	مبحث اول: تعارف و خدمات بروج انسٹیٹیوٹ	172
.50	مبحث دوم: تعارف و خدمات المدرار انسٹیٹیوٹ	175
.51	فصل سوم: الفلاح منزل ٹرسٹ و آذان انسٹیٹیوٹ	178
.52	مبحث اول: تعارف و خدمات الفلاح منزل ٹرسٹ	179
.53	مبحث دوم: تعارف و خدمات آذان انسٹیٹیوٹ	182
.54	فصل چہارم: البلاغ فاؤنڈیشن و انٹر نیشنل انسٹیٹیوٹ فار قرآن لرننگ	185
.55	مبحث اول: تعارف و خدمات البلاغ فاؤنڈیشن	186
.56	مبحث دوم: تعارف و خدمات انٹر نیشل انسٹیٹیوٹ فار قرآن لرننگ	188
.57	نتائج بحث	193
.58	سفارشات	195
.59	فہرست آیات قرآنی	197
.60	فہرست احادیث نبویہ ﷺ	200

202	فہرست اصطلاحات	.61
203	فہرست اعلام	.62
205	فہرست اماکن	.63
206	مصادر و مراجع	.64

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھااور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **پاکستان میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کی خدمات (منتخب اداروں کے تناظر میں)**

Contribution to Understanding the Quran for Public in Pakistan

(in the light of selected institutes)

نام ڈگری: ایم فل علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: **نعمان واجد عزیز**

رجسٹریشن نمبر: **1300-MPhil/IS/F16**

ڈاکٹر امجد حیات

(نگران مقالہ) ____________________ دستخط نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ____________________ دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

بریگیڈیئر محمد ابراہیم

(ڈائریکٹر جنرل) ____________________ دستخط ڈائریکٹر جنرل

تاریخ: ____________________

حلف نامہ

(Candidate declaration form)

میں **نعمان واجد عزیز** ولد **قاضی عزیز الرحمن**

رول نمبر: MP-IS-AF16-ID-008 رجسٹریشن نمبر: 1300-MPhil/IS/F16

طالب علم، ایم فل شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ

بعنوان: **پاکستان میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کی خدمات (منتخب اداروں کے تناظر میں)**

Contribution to Understanding the Quran for Public in Pakistan

(in the light of selected institutes)

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر امجد حیات** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: **نعمان واجد عزیز**

دستخط مقالہ نگار: ________________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

انتساب

ان دو عظیم ہستیوں کے نام

میرا وجود جن سے مستعار ہے۔

ہر طرح کے طوفانوں سے مقابلہ کر کے

جنہوں نے مجھے پروان چڑھایا۔

زندگی کے ہر مرحلے میں

اپنی خواہش پر میری خواہش کو ترجیح دی۔

میرے ہر فیصلے میں میرا ساتھ دیا۔

میں اپنے اس مقالہ کا انتساب اپنے والدِ محترم اور والدہِ محترمہ کے نام کرتا ہوں۔

اس دعا کے ساتھ۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

اظہار تشکر

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے یہ توفیق دی کہ میں اس کی کتاب عزیز سے متعلق کچھ لکھنے کی سعادت حاصل کر سکوں اور لئن شکرتم لازیدنکم کی بنیاد پر امید کرتا ہوں کہ وہ مستقبل میں بھی اپنی کتاب عزیز کی خدمت کی توفیق عطاء فرمائے گا اور میری یہ کوشش اور دیگر تمام کوششیں اپنی جناب میں اپنی رحمت کے طفیل قبول فرمائے گا۔

اس کے بعد میں اپنے والدین کا مشکور ہوں جن کی دعائیں اور شفقتیں میرے ساتھ رہیں۔ اس کے بعد میں اپنی اہلیہ کا مشکور ہوں جنہوں نے میری دیگر کئی مصروفیات کے ساتھ ساتھ اس تحقیقی مقالہ کی مصروفیت میں بھی میرا بھرپور ساتھ دیا۔

اس کے بعد میں نگران مقالہ ڈاکٹر امجد حیات صاحب کا مشکور ہوں جن کی رہنمائی ہر وقت آسانی سے دستیاب رہی اور ہر مرحلے پر نہایت اچھے طریقے سے مقالہ کی ترتیب اور دیگر امور میں معاونت کی۔

اس کے بعد میں یونیورسٹی انتظامیہ خصوصاً ڈاکٹر شاہد صدیقی صاحب، ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز نمل، ڈاکٹر نور حیات ہیڈ آف اسلامک سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ کا مشکور ہوں جنہوں نے مجھے اس تحقیق کا موقع عطا فرمایا۔

آخر میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کاوش کے دوران میری کسی نہ کسی انداز سے معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم سے نوازے۔ (آمین)

(Abstract)ملخص

پاکستان میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کی خدمات (منتخب اداروں کے تناظر میں)

Contribution to Understanding the Quran for Public in Pakistan

(in the light of selected institutes)

This study is primarily aimed to focus and identify the role played by some peculiar institutions in disseminating the basic message of Holy Quran at grass root level. Since no theory can be inclusive in nature, therefore, there is a dire need to construct a discourse theoratical and practical which highlights the importance institutions vis-a-vis Holy Quran.

Secondly, one can forsee the impact of major and minor institutions in the current social order of the society. Therefore a cross pollination of ideas must occur between this discourse and the previous theories.

Primarily it will solve two problems. Firstly, It will be helpful in creating new trends contours in understanding the Holy Quran coupled with its dissemination at cellular level.

Secondly, a process of reverse engineering can be started by rectifying the previous mistakes made by the institutions vis-a-vis the Holy Quran.

Along with this practical study and research of the institutions, this study also highlights the importance of dissemination the basic message of Holy Quran at grass root level.

Thirdly this study also proposes the possible and feasible steps, activities and programs for dissemination of the basic message of Holy Quran through Government, private instutions and on personal level.

Thus, this study covers the importance of the research topic, work done on it in the past, ongoing contributions by the institutions and work required in the future.

مقدمہ

اللهم لك الحمد حتى ترضى، ولك الحمد إذا رضيت ولك الحمد بعد الرضا، ولك الحمد على كل حال وفي كل حين، اللهم لك الحمد حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه

والصلاة والسلام على اشرف الخلق و سيد المرسلين ارسله الله لمكارم الاخلاق و تبيين الدين على العالمين

اما بعد!

موضوع تحقیق کا تعارف(Introduction of the research topic)

اس امر میں کوئی دو رائے نہیں کہ پاکستان کے وجود کی واحد اساس اسلام ہے۔ لیکن آج ستر سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود اس وطن عزیز میں اسلام کو فروغ دینے کے بجائے اسلام کی بیخ کنی کی جا رہی ہے۔ جس کے لئے سب سے مؤثر ذریعہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا ہے۔

اس صورت حال میں اگر ہم اس وطن عزیز کو اسلام سے قریب تر کرنا چاہتے ہیں، اس کی تہذیب و تمدن کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں، اس ملک میں قرآن کے قانون کو بالاتر کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے نقطہ آغاز "رجوع الی القرآن" ہے۔ ہمیں قرآن کو اپنی زندگیوں میں واپس لانا ہو گا اور اس کا آغاز عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے ذریعے کرنا ہو گا۔

اس موضوع کے تحت پاکستان میں کام کرنے والے ان اداروں کے کام کا جائزہ پیش کرنا مقصود ہے جو عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے لئے کام کر رہے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت و اہمیت اور مستقبل میں کرنے کے کاموں کے حوالے سے کچھ گزارشات بھی پیش کی گئی ہیں۔

موضوعِ تحقیق کی ضرورت واہمیت(Need & Importance of the research topic)

پاکستان نہ صرف اسلام کے نام پر بنا ہے بلکہ اس وقت دنیا کے تمام مسلم ممالک کے لیے امیدوں کا مرکز بھی ہے۔ اسلام کے نام پر بننے والا ملک دنیا میں واحد مسلِم ایٹمی قوت بننے کی وجہ سے بھی ممالک اسلامیہ کے لئے امیدوں کا مرکز ہے۔ عصر حاضر میں امت اپنے زوال کی وجہ سے شدید مصائب اور تکالیف سے دوچار ہے۔ دنیا کا شاید ہی کوئی میدان ایسا ہو جس

میں یہ امت مجموعی طور پر ذلت کا سامنانہ کر رہی ہو۔اس ذلت اور پستی کی صرف ایک بڑی وجہ ہے اور وہ وہی ہے جسے اس امت کے صلحاء نے ہر زمانے میں بیان کیا ہے۔

ھادیِ اعظم، خاتم المرسلین والانبیاء، محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتابِ أَقْوَامًا وَّ یَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (کو امام و پیش روبنانے) کے ذریعے قوموں کو عروج بخشتا ہے اور اس کتاب (کی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے) کی وجہ سے دوسری قوموں کو پست کر دیتا ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ عمر کے آخری حصے میں مالٹا کی اسیری کے دوران کے غور و فکر کا حاصل اس انداز سے بیان فرماتے ہیں کہ:

''جہاں تک میں نے جیل کی تنہائیوں میں اس امت کے زوال پر غور و فکر کیا تو مجھے اس کی صرف دو وجوہات سمجھ آئی ہیں۔ پہلی امت کا قرآن کو چھوڑ دینا اور دوسری امت کے آپس کے اختلافات''۔

شیخ الہند کے اس قول کو روایت کرنے والے ان کے شاگردِ رشید، مفسر قرآن مولانا مفتی شفیعؒ اس قول کے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ شیخ الہند نے جو دو وجوہات بیان کی ہیں وہ دراصل ایک ہی ہے یعنی قرآن کو ترک کر دینا کیونکہ جب امت نے قرآن کو ترک کیا تو ان میں آپس میں اختلافات پیدا ہو گئے۔ پس اصل وجہ قرآن کو ترک کرنا ہی ہے۔

اور علامہ اقبال نے اسی بات کو اپنے ایک شعر میں سمو دیا ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

مندرجہ بالا تفصیل سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آج اگر ہم امت کو زوال اور ذلت سے نکالنا چاہتے ہیں تو بحیثیت قوم رجوع الی القرآن ضروری ہے۔ لہٰذا اس سے اس امر کی اہمیت از خود واضح ہوتی ہے کہ ہم یہ جانیں کہ امت کا تعلق قرآن کے ساتھ جوڑنے کے لئے کون سے طریقے، راستے اور وسائل اختیار کئے جائیں اور آج سے پہلے کون سے ادارے اور شخصیات تھے جنہوں نے اس خدمت کی سعادت حاصل کی۔ کیونکہ کسی بھی کام کو سرانجام دینے کے لیے یہ جاننا اہم ہوتا ہے کہ اس

کام کا کتنا حصہ مکمل ہو چکا ہے اور کتنا باقی ہے ؟اور ہمیں اس کام کے کس مرحلے سے کام کو آگے بڑھانا ہے ؟اور ہم سے پہلے جنھوں نے اس کام کو سر انجام دیا انہوں نے کون سے طریقے اختیار کر کے کامیابی حاصل کی ؟اور کون سی کوتاہیاں ان کے کام میں خلل کا سبب بنیں ؟اس ساری تفصیل کا احاطہ کرنے کی اس مقالہ میں حتی الامکان کوشش کی جائے گی۔ یہ امر امید افزاں ہے کہ قومی سطح پر یہ شعور اجاگر ہو رہا ہے اور کئی نئے ادارے بھی وجود میں آچکے ہیں جو عوامی سطح پر قرآن فہمی کو فروغ دے رہے ہیں۔ یہ مقالہ جہاں ایک طرف مزید نئے وجود میں آنے والے اداروں اور فورمز کو رہنمائی فراہم کرے گا وہیں پہلے سے موجود اداروں کے لئے نئی سوچ اور نئے ذرائع اور نئے طریقہ کار بھی تجویز کرے گا۔ ان شاء اللہ

تحقیقی سوالات(Research Questions)

اس مقالہ میں درج ذیل تحقیقی سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

- دورِ حاضر میں قرآن فہمی کے فروغ کے لئے نجی اور سرکاری سطح پر کن اقدامات کی ضرورت ہے ؟
- پاکستان میں بڑے پیمانے پر قرآن فہمی کے فروغ کے لئے خدمات سر انجام دینے والے ادارے کون سے ہیں ؟اور ان اداروں نے آج تک قرآن فہمی کے میدان میں کیا خدمات سر انجام دی ہیں ؟
- ان اداروں کا قرآن فہمی کے فروغ کا منہج، نصاب اور کورسز کیا ہیں ؟ان اداروں کے کام کے کون سے پہلو قابلِ اصلاح ہیں ؟
- اس میدان میں نئے ابھرنے والے ادارے کون سے ہیں ؟قرآن فہمی کے فروغ کے لئے وہ کیا اقدامات کر رہے ہیں ؟

موضوع تحقیق کی تحدید کار(Limitation of the research topic)

پاکستان کے تشخص میں یہ امتیازی صفت موجود ہے کہ اس کا وجود اسلام کے نام پر ممکن ہوا ہے لہٰذا اس ملک میں دینی خدمت کے لیے کثیر تعداد میں ادارے موجود ہیں۔ ان تمام اداروں میں سے ہمارے پیشِ نظر صرف وہ ادارے ہیں جو کہ بطور خاص عوامی سطح پر قرآن فہمی کے لئے کوشاں ہیں۔ اس تحدید کے باوجود قرآن فہمی کے لئے کام کرنے والے ادارے بھی چونکہ کثیر تعداد میں ہیں لہٰذا اس مقالہ میں چند اہم اداروں کو منتخب کیا گیا ہے۔ ان میں سے انجمن خدام القرآن کو اصل اور اساس کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اس کے کام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جبکہ دیگر اداروں کو مختصر اور فروع کے طور پر متعارف کروایا گیا ہے۔ دیگر ادارے درج ذیل ہیں۔

الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل

المدرار انسٹیٹیوٹ

بروج انسٹیٹیوٹ

الفلاح منزل ٹرسٹ

آذان انسٹیٹیوٹ

البلاغ فاؤنڈیشن

انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ فار قرآن لرننگ

اہداف ومقاصد تحقیق(Targets and objectives of the research)

- مقالہ نگار کو خود مربوط شکل میں یہ معلوم ہو جائے کہ اس میدان میں اب تک کن اداروں نے کیا کام سرانجام دیا ہے؟ تاکہ سابقہ کام سے فائدہ حاصل کیا جاسکے اور آئندہ کیا کام کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے؟اس کا ایک صحیح اندازہ ہو سکے۔
- اس میدان میں وجود میں آنے والے نئے اداروں کیلئے یہ جاننا آسان ہو جائے کہ اسی میدان میں ماضی میں کیا کام ہوا ہے اور کیسے ہوا؟ اس کام سے کیا فوائد حاصل ہوئے؟اس کام میں کس پہلو سے کمی رہ گئی؟
- اس اہم کام کو باقاعدہ موضوع بنایا جائے اور مستقبل میں اس موضوع کے دیگر گوشوں پر تحقیق کی جائے۔
- مختلف اداروں کے کام کو ایک جگہ مرتب کر کے ان اداروں کے لئے ایک سہولت مہیا کی جائے تاکہ وہ ایک دوسرے کے کام کو جانیں اور ایک دوسرے کے کام سے سیکھیں بھی اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون بھی کر سکیں۔
- ایسے افراد جو قرآن کو باقاعدہ سمجھنا چاہتے ہیں اور کسی ایسے ادارے کی تلاش میں ہیں جو ان کی ذہنی سطح اور ان کے حالات اور وسائل کے مطابق قرآن فہمی کا کوئی پروگرام پیش کرتا ہو، انہیں ایک جگہ پر ایک جامع رہنمائی میسر آجائے۔
- اس میدان میں مستقبل میں جو کام مقصود ہے اس کی طرف مختصراً رہنمائی کر دی جائے اور اس کے مختلف گوشوں کو بیان کر دیا جائے تاکہ ایسے افراد جو دین کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں انہیں ایک سمت مہیا کی جاسکے۔

موضوع پر سابقہ کام کا جائزہ(Literature Review)

قرآن مجید اور اس سے متعلق ہزاروں موضوعات پر کثیر تعداد میں مقالے اور کتب لکھی گئی ہیں۔ لیکن کوئی مقالہ ایسا نہیں ہے جو بطور خاص عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے لئے کام کرنے والے اداروں کو موضوع بنا کر لکھا گیا ہو۔ البتہ کچھ کتب ایسی ہیں جن میں اس موضوع سے متعلق کسی حد تک مواد موجود ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر	ڈاکٹر اسرار احمدؒ	انجمن خدام القرآن، لاہور
قرآن اور علم جدید	ڈاکٹر رفیع الدین	ڈاکٹر رفیع الدین فاؤنڈیشن، لاہور
دینی مدارس کا منہاج عملِ اور جدید معاشرتی تقاضے (مقالہ پی ایچ ڈی)		مقالہ نگار: ایچ۔ رشید احمد
نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر نسرین اسلم شاہ	یونیورسٹی آف کراچی، کراچی	2003ء
اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام	ڈاکٹر اسرار احمدؒ	انجمن خدام القرآن، لاہور

مندرجہ بالا کتابوں میں سے مقالہ ہذا کے موضوع سے قریب تر کتاب دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر ہے لیکن اس کتاب میں فاضل مصنف نے رجوع الی القرآن کی ضرورت و اہمیت کو بیان کیا لیکن اداروں کے کام کا تجزیہ و جائزہ پیش نہیں کیا۔ جبکہ مقالہ ہذا میں قرآن فہمی کے میدان میں کام کرنے والے اداروں کی خدمات کا جائزہ نصف مقالہ میں پیش کیا گیا ہے۔ ایسے ہی مستقبل میں اس میدان میں کیا خدمات سرانجام دینی چاہیں اس کا ذکر بھی اس کتاب میں نہیں ہے۔ جبکہ مقالہ ہذا میں ایک باب اس موضوع پر مشتمل ہے۔ ایسے ہی قرآن اور علم جدید میں ڈاکٹر رفیع الدین صاحب نے زیادہ بحث قرآن اور علم جدید میں مماثلت اور علم جدید کی روشنی میں قرآن کی تفسیر و توضیح کی ضرورت و اہمیت پر کی ہے جبکہ مقالہ ہذا میں یونیورسٹیوں کے نصاب میں اس حوالے سے چند تجاویز دی گئی ہیں۔ دینی مدارس کا منہاج عملِ اور جدید معاشرتی تقاضے میں صرف عمومی طور پر مدارس کے منہاج عمل پر بحث کی گئی ہے جبکہ مقالے کے دس ابواب میں سے صرف ایک باب جدید معاشرتی تقاضوں پر مشتمل ہے لیکن وہ بھی صرف مدارس کے تناظر میں ہے جبکہ مقالہٰ ہذا میں جن اداروں کے کام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے ان میں سے معروف معنوں میں کوئی بھی مدرسہ نہیں ہے۔ نیز مذکورہ مقالہ عمومی تعلیم سے متعلق ہے جبکہ مقالہٰ ہذا بالخصوص عوامی سطح پر قرآن فہمی سے متعلق ہے۔

اسلوب/ منہج تحقیق(Research method)

- مقالہ کا اسلوب مطالعاتی و تجزیاتی ہے۔
- یونیورسٹی کے مجوزہ فارمیٹ کے مطابق مقالہ مرتب کیا گیا ہے۔
- تحقیق کے لئے کتب، اداروں کی کارکردگی رپورٹس، ذاتی ملاقاتوں اور دیگر جدید ذرائع سے استفادہ کیا گیا ہے۔ نیز اداروں کا وزٹ بھی کیا گیا ہے۔

- قرآن مجید کی آیات کے ترجمے کے لئے مولانا مفتی تقی عثمانی کے ''آسان ترجمہ قرآن'' اور ڈاکٹر اسرار احمد کی تفسیر ''بیان القرآن'' میں موجود ترجمہ سے مدد لی گئی ہے۔

باب اول:

عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت و اہمیت

فصل اول:

عوامی سطح پر قرآن فہمی سے مراد

فصل دوم:

عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت و اہمیت

فصل سوم:

قرآن سے دوری کے اسباب

فصل اول:

عوامی سطح پر قرآن فہمی سے مراد

مبحث اول:

عوام و خواص میں فرق

مبحث دوم:

عوامی سطح پر قرآن فہمی سے مراد

مبحث اول:

عوام وخواص میں فرق

تمہید:

''عوام''اور ''خواص''ایسے الفاظ ہیں جو روز مرہ کلام میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ان الفاظ کا اطلاق کن کن اشخاص اور افراد پر ہو سکتا ہے اور ان میں اصولی اور نظری طور پر کیا فرق ہے۔ نیز مقالہ ہذا کے عنوان میں عوامی سطح سے کیا مراد ہے۔اس کی وضاحت اس فصل میں کی جائے گی اور اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ عوامی سطح پر قرآن فہمی سے کیا مراد ہے۔اس فصل کو دو ذیلی مباحث میں تقسیم کیا جائے گا۔

افرادِ معاشرہ کی اقسام:

کسی بھی انسانی معاشرے میں بالعموم افرادِ معاشرہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ قسم اول کو عوام اور قسم دوم کو خواص سے موسوم کیا جاتا ہے۔ تقریباًہر زمانے اور ہر معاشرے میں خواص کی تعداد انتہائی قلیل جبکہ عوام کی تعداد کثیر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض معاشروں میں خواص اور عوام کی نسبت تناسب اس درجہ بھی ہوتی ہے کہ ایک ہزار یا دس ہزار عوامی افراد کے مقابلہ میں صرف ایک خاص فرد پایا جاتا ہے۔

اس تعداد کی نسبت تناسب میں پائے جانے والے اس فرق کی چند وجوہات درج ذیل ہیں۔

- معاشرتی حالات
- معاشی حالات
- سیاسی حالات
- قوم کی فکری اور نظریاتی بنیادیں
- تعلیمی نظام کی فعالیت اور اہمیت
- خواص کے مقاصد زندگی
- قدرتی جبر

عوام:

عوام معاشرے کے ایسے افراد کو کہا جاسکتا ہے جن میں یا تو کوئی منفرد صلاحیت موجود نہ ہو جو انہیں معاشرے کے دیگر افراد سے ممتاز کرے یا پھر ان کی فکر و نظر میں کوئی ایسا امتیاز نہ ہو جو انہیں معاشرے کے دیگر افراد سے الگ حیثیت دے سکے۔ نتیجے کے طور پر ایسے افراد کا الگ سے کوئی مقصدِ حیات نہیں ہوا کرتا اور خواص معاشرے کے لئے جو بہاؤ طے کر دیتے ہیں، یہ عوام الناس اس بہاؤ میں بہنا شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیات بینات سے معلوم ہوتا ہے کہ روزِ محشر جہنمیوں کی ایک بڑی تعداد اپنے جہنم میں پہنچنے کا سبب اپنے معاشرے کے خواص کی اندھی پیروی کو قرار دے گی۔

قال اللہ تعالی: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا﴾
ترجمہ: اور وہ لوگ جنھوں نے پیروی کی تھی کہیں گے: اگر ہمارے بس میں ہوتا ایک بار (دنیا میں) لوٹ کر جانا تو ہم بھی ان (گمراہ سرداروں) سے بیزاری اختیار کرتے جیسے انہوں نے ہم سے بیزاری اختیار کی۔[1]
ایسے ہی ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا﴾
ترجمہ: جن لوگوں کے غلاف (عذاب کی) بات ثابت ہو چکی ہو گی وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ ہیں (وہ گمراہ سردار) جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا۔[2]

مندرجہ بالا وضاحت اور نصوصِ قرآن کے استدلالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی معاشرے کی عوام اکثر و بیشتر اپنے مقاصد کے بجائے اصلاً خواص کے مقاصد کی تکمیل کے لئے کام کر رہی ہوتی ہے۔ بطور خاص اگر کسی معاشرے کے خواص کے مقاصد زندگی نظریاتی کے بجائے نفسانی اور شہواتی ہوں۔ جیسا کہ ذیل کی سطور میں وضاحت کی جائے گی۔

خواص:

خواص سے مراد کسی معاشرے کے ایسے افراد ہو سکتے ہیں جن میں کوئی ایسی منفرد صلاحیت پائی جاتی ہے جو انہیں اس معاشرے کی کثیر تعداد میں پائی جانے والی عوام سے ممتاز کرتی ہے۔ یہ صلاحیتیں بھی دو طرح کی ہو سکتی ہیں۔

۱۔ سورۃ البقرۃ: ۲/۱۶۷

۲۔ سورۃ القصص: ۲۸/۶۳

1۔ علمی، فکری یا نظریاتی صلاحیتیں:

خواص کی ایک قسم ایسی ہوتی ہے جن کی صلاحیتیں علمی، فکری یا نظری نوعیت کی ہوتی ہیں اور اصلاً یہی صلاحیتیں ہیں جو انسان کی ترقی اور عظمت کا باعث بنتی ہیں۔ انسان نے تاریخ میں ارتقاء کے جو بھی عظیم کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اس میں اکثر و بیشتر کارناموں کے پیچھے اس قسم کے خواص کی خدمات شامل ہیں۔ ان صلاحیتوں کا تعلق چونکہ انسان کے شعور کے ساتھ ہے اس لئے یہ انسان کو معراج بخشنے والی صلاحیتیں ہیں۔

2۔ عملی، تکنیکی یا ہنر مندی کی صلاحیتیں:

خواص کی دوسری قسم ایسی ہوسکتی ہے جن کی صلاحیتیں عملی، تکنیکی یا ہنر مندی سے متعلق ہیں۔ ایسے افراد بھی چونکہ ممتاز صلاحیت کی وجہ سے عوام کے طبقہ سے خارج ہو کر طبقہ خواص کا جز بن جاتے ہیں لیکن ان کی صلاحیتیں عام طور پر انسان کو معراج بخشنے والی نہیں ہوتی بلکہ انسان کے لئے وقتی طور پر کسی فائدہ کا باعث بنتی ہیں۔ ان عملی یا تکنیکی صلاحیتوں کی بھی پھر دو قسمیں ہیں۔

- ایک وہ صلاحیتیں جو اپنی ذات میں تو عملی یا تکنیکی ہوتی ہیں لیکن ان کے پس منظر میں، کوئی علم موجود ہوتا ہے جیسے کہ انجینئرنگ یا میڈیکل کے شعبہ جات۔ یہ شعبہ جات اگرچہ فی نفسہ تو عملی یا تکنیکی ہیں لیکن اصلاً یہ کسی علم ہی کا عملی نتیجہ ہیں لہذا انہیں کلیتاً عملی نہیں کہا جاسکتا۔ اس بنا پر یہ صلاحیتیں بھی انسان کے لئے دیرپا اور مستقل فائدہ کا سبب بنتی ہیں لیکن یہ بھی مسلسل محتاج رہتی ہیں کہ انہیں فکر و نظر اور علم کی رسد بہم پہنچائی جاتی رہے۔ گویا یہ صلاحیتیں بھی تب ہی کارگر ثابت ہوتی ہیں جب انہیں علم و نظر کا سہارا میسر رہے۔
- دوسری صلاحیتیں وہ ہیں جو محض تکنیکی اور عملی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ اگرچہ شاذ و نادر ہی انکے پس منظر میں بھی علم کا کوئی عمل دخل ہوتا ہے۔ لیکن غالب پر حکم لگاتے ہوئے ہم انہیں محض تکنیکی اور عملی کی قسم میں شمار کریں گے۔ جیسا کہ مختلف قسم کی کھیلوں میں کچھ افراد کے پاس خاص صلاحیت ہوتی ہے۔ اس کی بدولت وہ باقی افراد سے ممتاز ہو کر خواص میں مقام حاصل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں ایسے ہی کچھ دوسرے قسم کے فنون جیسے موسیقی، اداکاری، خاص قسم کی آوازیں نکالنے کی صلاحیت، حیران کر دینے والے عملی اقدامات وغیرہ۔ اگرچہ یہ سب لوگ بھی خواص کہلاتے ہیں لیکن ان لوگوں کی یہ صلاحیتیں ایک انتہائی عارضی اور قلیل وقت کے لئے کچھ لوگوں کے لئے کسی قدر فائدہ مند تو ثابت ہو سکتی ہیں لیکن انسان کی شعوری ترقی اور عظمت میں ان کا زیادہ عمل دخل نہیں ہوتا۔ Guinness World Records جو کہ پہلے The

Guinness Book of Records یا The Guinness Book of World Records کے نام سے معروف تھی۔اس میں اکثر ایسے لوگوں اوران کے کارناموں کا ذکر ہے جو خواص کی اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔[1]

مقاصد کے اعتبار سے خواص کی اقسام:

خواص کی یہ تقسیم ان کی صلاحیتوں کے اعتبار سے تھی۔ جبکہ مقاصد کے اعتبار سے بھی خواص کی دو بڑی قسمیں ہو سکتی ہیں۔

- **خواہشاتِ نفس کی تسکین:**

خواص کی ایک قسم وہ ہے جن کی زندگی کے کل مقاصد بس یہ ہوتے ہیں کہ انکی خواہشات، شھوات اور نفسانیت کی تسکین ہو جائے۔ لہذا یہ لوگ اپنی ان منفرد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ان سے ایسی منفعتیں حاصل کرتے ہیں جو محض انکی خواہشات و شھوات کی تسکین کر سکیں۔اس کا ایک عمومی جائزہ لینا ہو تو دنیا بھر کے ایسے خواص کے معیار زندگی (Living Standard) کو دیکھا جا سکتا ہے۔ان میں سے ایک قلیل تعداد کو مستثنیٰ کر کے باقی اکثریت کے لئے اچھا گھر،اچھی گاڑی، بچوں کی اچھی تعلیم،اچھا لباس اور دیگر تصرفاتِ حیات میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل کرنا ان کے مقاصد کا منتہیٰ ہوتا ہے۔ایسے لوگ اپنے ان مقاصد کو حاصل کرنے کی خاطر ہر اس شے کو راستے سے ہٹا دیتے ہیں جو علمی و نظری اعتبار سے چاہے کتنی ہی اہم اور حقیقت پر مبنی ہو لیکن ان کے مقاصد میں رکاوٹ بن رہی ہو۔ خواص کی یہ قسم اصلاً اپنی صلاحیتوں کے ساتھ خیانت کی مرتکب ہوتی ہے کیونکہ انسان کو یہ صلاحیتیں ہرگز ان کم تر مقاصد کے لئے نہیں دی گئی۔ایسے لوگوں کے حوالے سے قرآن مجید کی آیات سے کچھ اشارات ملتے ہیں۔

قَالَ اللہُ تعالیٰ﴿ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴾[2]

ترجمہ: اعراض فرمایئے اس سے جس نے منہ موڑا ہمارے ذکر سے اور وہ زندگانی دنیا کے ماسوا کچھ چاہتا ہی نہیں۔

---

1 www.guinnessworldrecords.com

۲۔ سورۃ النجم: ۲۹/۵۳

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دنیا پرست شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○﴾[1]

ترجمہ: اور ان پر اس شخص کی خبر پڑھیے جسے ہم نے اپنی نشانیاں عطا فرمائی تھی۔ وہ ان سے نکل باہر ہوا اور شیطان اس کے پیچھے جا لگا پھر ہو گیا وہ بھٹکوں میں سے۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○﴾ [2]

ترجمہ: اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا تو اس کے لئے تنگ گزران ہو گا اور ہم روزِ قیامت اسے بینائی سے محروم اٹھائیں گے

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ○﴾[3]

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں پیدا کیا۔ پھر ہم نے لوٹا دیا اسے پست لوگوں میں سے پست ترین بنا کر۔

ان دو آیات میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ نے انسان کو بہترین صلاحیتیں تو عطا فرمائی ہیں لیکن اگر یہ ان کا منفی استعمال کرے تو یہ پست لوگوں میں سے پست ترین بن جاتا ہے۔ پس اعلیٰ انسان وہی ہے جو اللہ کی ودیعت کردہ صلاحیتوں کو سُفلی اغراض کے بجائے اعلیٰ مقاصد کے لئے صرف کرے۔

خواص کی باعتبار مقاصد کے یہ قسم باعتبار صلاحیت کے دونوں اقسام میں پائی جاتی ہے۔ باعتبار صلاحیت کے دوسری قسم کا غالب حصہ اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے اور پہلی قسم سے بھی ایک معتدبہ تعداد مقاصد کے اعتبار سے اسی پہلی قسم سے تعلق رکھتی ہے۔ ایسے خواص جن کی اصل صلاحیتیں علمی و فکری ہیں اگر وہ اپنی صلاحیتیں اپنی خواہشات و شھوات کی تسکین کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیں تو اسکا نتیجہ انسانیت کی تباہی اور بربادی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾

ترجمہ: بحر و بر میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائیوں کے سبب فساد برپا ہو گیا۔[4]

۱۔ سورۃ الاعراف: ۱۷۵/۷

۲۔ سورۃ طہ: ۱۲۴/۲۰

۳۔ سورۃ التین: ۹۵/۴۔۵

۴۔ سورۃ روم: ۴۱/۳۰

وقال تعالیٰ:﴿ وَاَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴾

ترجمہ: فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کردیا اور انہیں بھلا راستہ نہ دکھایا۔[1]

قال اللہ تعالیٰ:﴿ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِى الۡاَرۡضِ وَجَعَلَ اَهۡلَهَا شِيَعًا ﴾

ترجمہ: بلاشبہ فرعون نے زمین (یعنی مصر) میں سرکشی کی اور اسکے باشندوں کو (گروہوں میں) تقسیم کردیا۔[2]

ایسے لوگ جو اپنی صلاحیتوں کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں وہ اکثر دوسرے لوگوں کا استحصال کرتے ہیں۔اس کی ایک بڑی مثال فرعون ہے۔

موجودہ دور جس میں کہ سرمایہ دارانہ نظام دنیا کے اکثر حصہ پر چھایا ہوا ہے۔اس دور میں سرمایہ دارانہ نظام کا خاص وظیفہ یہ ہے کہ وہ بطور خاص علمی و فکری صلاحیتیں رکھنے والے خواص کو ایسی مراعات عنایت کرتا ہے جو ان کی تمام خواہشات کی تسکین کر سکیں۔اس سے قطع نظر کہ وہ خواہشات کسی بھی دین یا نظامِ اخلاق میں جائز ہیں یا ناجائز۔اور اس بھاری معاوضہ کے عوض وہ یہ شرط عائد کرتا ہے کہ یہ خداداد صلاحیتیں انسانیت کی فلاح و بہبود کے بجائے سرمایہ دارانہ نظام کی بقاء، تحفظ اور نشو و نما میں صرف ہوں گی۔

- **ذات سے بالاتر مقصد کے لئے:**

اس کے مقابلے میں خواص کی باعتبار مقاصد کے دوسری قسم وہ ہے جو اپنی ممتاز صلاحیتیں اپنی خواہشات و شہوات کی تسکین کے بجائے مخلوقِ خدا کی بہتری کے لئے کھپاتے ہیں۔وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ اپنی ضروریات تو پوری کرنے کے مجاز ہیں لیکن اس سے آگے بڑھ کر اپنی خواہشات اور شہوات کی اعلیٰ سطح کی تسکین کو وہ اخلاقاً اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے۔اس کی کامل ترین مثال دہر انسانی میں نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ملتی ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت سے ماقبل کی زندگی کے پندرہ سال ایسے حالات میں گزرے کہ اگر آپ انسانیت کی فلاح و نجات کی بجائے اپنے معیار زندگی کی بہتری میں صرف کرتے تو تمام ایسے اسباب و وسائل میسر تھے جن سے آپ اپنے شہر کے امیر ترین لوگوں میں شامل ہو جاتے۔مالدار بننے کے لئے جو دو بڑی اور بنیادی ضروریات ہوتی ہیں وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کو بھرپور دستیاب تھیں۔ایک یہ کہ تجارت کا ہنر آتا ہو اور اس میں آپ ﷺ کو درجہ کمال حاصل تھا۔حضرت خدیجہؓ اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ متاثر ہوئی کہ عام تاجر تو منافع حاصل کرنے کے لئے اخلاقی حدود سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں لیکن یہ ایسے منفرد تاجر ہیں جو

۱۔ سورۃ طہٰ:۲۰/۷۹

۲۔ سورۃ القصص:۲۸/۴

تمام تر اخلاقی معیارات کو قائم رکھتے ہوئے جائز اور پاکیزہ ترین منافع حاصل کرتے ہیں۔[1] دوسری شے سرمایہ ہے جس سے کوئی شخص کاروبار کرکے منافع حاصل کرکے غنی بن جائے۔ وہ بھی نبی اکرم ﷺ کو وافر مقدار میں میسر تھا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی۔[2] اس معاملے کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"غریب حجاز کا سب سے بڑا امیر شہر مکہ تھا اور مکہ کے تمام امیروں کے پاس مجموعی طور پر جو کچھ تھا، انفرادی طور پر اسی قدر دولت کی مالکہ وہ بزرگ بی بی تھیں جن کا اسم گرامی طاہرہ اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے"[3]

پھر مولانا نے لکھا کہ یہ سارا مال انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔

لیکن پھر بھی نبی اکرم ﷺ نے انسانوں کی فلاح و نجات کی خاطر اپنی صلاحیتیں صرف کی اور خود کو ضروریاتِ زندگی تک محدود کیا۔ حضرت خدیجہ کا سارا مال بے کسوں اور محتاجوں کی احتیاج دور کرنے میں خرچ ہو گیا اور نبی اکرم ﷺ کی زندگی ویسی ہی سادہ رہی اور نبی اکرم ﷺ کی یہ روش زندگی کے آخری دن تک جاری رہی۔ نبی اکرم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ میں بھی یہ وصف پایا جاتا تھا جو یقیناً مرہون منت تھا نبی اکرم ﷺ کی اسی عملی تربیت کا۔ جیسا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے متعدد روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ چند روایات درج ذیل ہیں۔

1. « عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فِي أَحَدِهِمَا ثُمَّ قَالَ: «بَخٍ بَخٍ يَتَمَخَّطُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي الكَتَّانِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ مِنَ الجُوعِ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيءُ الجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي يَرَى أَنَّ بِيَ الجُنُونَ، وَمَا بِي جُنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا الجُوعُ » [4]

ترجمہ: ابن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر ہم حضرت ابوہریرہؓ کے پاس تھے اور انہوں نے کتان کی دو رنگ دار اور سرخ نقوش والی چادریں اوڑھی ہوئی تھیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک سے ناک صاف کیا پھر کہنے لگے: اللہ اللہ! آج ابوہریرہ کتان کے کپڑے سے ناک صاف کرتا ہے اور میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں (کہ ایک ایسا وقت تھا) کہ میں جب منبر نبوی ﷺ اور حضرت

۱۔ رحمۃ للعالمین، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، مرکز الحرمین الاسلامی، ۲۰۰۷، جلد اول، ص:- ۷۲۔۷۱

۲۔ مولانا مناظر احسن گیلانی یکم اکتوبر ۱۸۹۲ میں غیر منقسم ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار بڑے علماء میں ہوتا ہے۔ آپ نے کئی تصنیفات چھوڑی ہیں جن میں تدوین حدیث، مقدمہ تدوین فقہ اور سوانح قاسمی مشہور ہیں۔ آپ کی وفات ۵ جون ۱۹۵۶ کو ہوئی۔ [علم و تحقیق کا کوہ گراں: مولانا مناظر احسن گیلانی، شاہ اجمل فاروق ندوی، ملت ٹائمز، آن لائن، https://urdu.millattimes.com/archives/34824]

۳۔ النبی الخاتم، مولانا سید مناظر احسن گیلانی، مکتبہ اخوت، لاہور، ص:۳۲

۴۔ شمائل ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (زبیر علی زئی)، مکتبۃ التفہیم، یوپی، انڈیا، ۲۰۱۱، باب ماء فی عیش رسول اللہ ﷺ، حدیث: ۳۶۸، ص: ۱۱۶

عائشہؓ کے حجرہ کے مابین گرا پڑا ہوتا تھا اور مجھ پر بے ہوشی طاری ہوتی تھی اور جو شخص بھی گزرتا تو وہ میری گردن پر یہ سمجھتے ہوئے پاؤں رکھتا کہ مجھے جنون طاری ہے حالانکہ مجھے کوئی جنون طاری نہیں ہوتا تھا بلکہ بھوک کی وجہ سے ایسا ہوتا تھا۔

دوسری روایت میں جو کہ حضرت عائشہؓ نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

2. « عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمٌ، حَشْوُهُ لِيفٌ »[1]

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا بستر جس پر آپ سوتے تھے وہ چمڑے کا تھا۔ (اور) اس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔

حضرت مصعب بن سلیم نبی اکرم ﷺ کی عاجزی کا بیان یوں کرتے ہیں۔

3. « عن مُصْعَب بْن سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: "أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ فَرَأَيْتُهُ يَأْكُلُ وَهُوَ مُقْعٍ مِنَ الْجُوعِ» [2]

ترجمہ: حضرت مصعب بن سلیم بتاتے ہیں کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ کھجوریں لائی گئیں۔ میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کھجوریں کھا رہے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ بھوک کی وجہ سے اس وقت اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔

خادم رسول حضرت انس نبی اکرم ﷺ کی استعمال شدہ اشیاء کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

4. « عَنْ ثَابِتٍ قَالَ : أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ، قَدَحَ خَشَبٍ غَلِيظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيدٍ فَقَالَ : يَا ثَابِتُ ، هَذَا قَدَحُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»[3]

ترجمہ: حضرت ثابت کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے لکڑی کا ایک موٹا پیالہ ہمیں دکھایا جس میں لوہے کے پترے لگے ہوئے تھے اور فرمایا: اے ثابت! یہ پیالہ ہے نبی اکرم ﷺ کا۔

خلاصہ مبحث:

خواص کی 2 تقسیمات، پھر ان کی ذیلی قسموں کی وضاحت سے مقصود اس نکتہ کی توضیح ہے کہ خواص کی دوسری قسم اصلاً انسان کی رہبر و رہنما ہے۔ اگر وہ انسانیت کے ساتھ خیر خواہی چاہے تو انسانیت کامیابی اور ترقی کر سکتی ہے اور اگر وہ انسانیت کی فلاح کے بجائے اپنی شہوات و نفسانیت کی تکمیل کو اپنا مقصد زندگی بنالیں تو پھر انسانیت ظلم کی چکی میں پستی ہے۔

۱۔ شمائل ترمذی، باب ماجاء فی فراش النبی ﷺ، حدیث: ۳۲۷، ص: ۳۳۵

۲۔ ایضاً، باب ماجاء فی صفۃ أکل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث: ۱۴۱، ص: ۱۷۲

۳۔ ایضاً، باب ماجاء فی قدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث: ۱۹۴، ص: ۲۲۰

اس مقالہ میں خواص کی یہ دوسری قسم ہی ہماری مخاطب ہے۔ان خواص کے مقصدِ زندگی اگر اعلیٰ ہوں تو ان میں بھی مراتب کا فرق ممکن ہے۔اہم بات مگر یہ ہے کہ اصل کام خواص کا، عوام کی نفع کے لئے اپنی صلاحیتیں کھپانا ہے، چاہے وہ منفعت دنیاوی ہو یا اخروی۔

دین اسلام کی رو سے خواص کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ عوام الناس کا تعلق اللہ کے ساتھ استوار کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں صرف کریں کیونکہ رب انس و جن نے اپنی رضا اور نجات اخروی کو تمام نوع انسانی کی زندگی کا نصب العین مقرر فرمایا۔رب باری تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ ﴾[1]

ترجمہ:اور میں نے نوع جن وانس کو پیدا ہی محض اس لئے کیا کہ وہ میری بندگی کریں

یہی وہ مقصد حیات ہے جو عوام و خواص سب کے لئے یکساں ہے اور کوئی مستثنیٰ نہیں ہے اس سے۔اور یہی مقصد حیات مقدم ہے اور اصل ہے۔خواص میں سے سب سے اعلیٰ وہ ہوں گے جو اپنی صلاحیتیں اس مقصد کے لئے صرف کریں گے اور اپنی صلاحیتیں صرف کرنے کا بہترین میدان قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔جیسا کہ سنت سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے۔

« خَيْرُكُم مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ » [2]

ترجمہ:تم میں سے بہترین ہے وہ جو خود قرآن عظیم پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

۱۔سورۃ الذاریات:۵۱/۵۶۔۵۷

۲۔صحیح بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری،(مترجم:مولانا داؤد راز)، مرکزی جمعیت اہل حدیث، ہند، ۲۰۰۴، کتاب فضائل القرآن، باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ، حدیث ۵۰۲۷:، جلد:ششم، ص:۵۵۰

مبحث دوم:

عوامی سطح پر قرآن فہمی سے مراد

تمہید:

جیسا کہ پہلی مبحث میں عوام اور خواص میں فرق نمایاں ہوا۔اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اس مقالے کے مخاطب افراد اور ان کی صفات کا تعین ہو سکے۔اس فصل میں اُس فرق کو مد نظر رکھ کر اس بات پر بحث کی جائے گی کہ عوامی سطح پر قرآن فہمی سے کیا مراد ہے؟ تا کہ مطلوب کام کا مناسب تعین کیا جا سکے۔اس بحث کے دو پہلو ہیں۔اول عوامی سطح اور دوم قرآن فہمی۔لہذا ان دو پہلو پر مختصراً کچھ بحث کرنا ضروری ہے۔

عوامی سطح:

کسی بھی شے کو عوامی سطح پر عام کرنے کے لئے کچھ امور ایسے ہوتے ہیں جو کہ ہر طرح کے حالات و واقعات میں مشترک ہوتے ہیں جبکہ کچھ امور ایسے ہوتے ہیں جو کہ حالات و واقعات کے مطابق طے کئے جاتے ہیں۔اس مبحث میں ہم صرف ان امور پر بحث کریں گے جو ہر طرح کے حالات و واقعات میں مشترک ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ اساسی اور اصولی ہیں۔رہا معاملہ ان امور کا جن کا تعین حالات و واقعات کے مطابق ہوتا ہے تو وہ حالات و واقعات کو دیکھ کر ان اصولی امور کو مد نظر رکھ کر طے کئے جا سکتے ہیں۔

مشترک امور:

وہ امور جو ہر طرح کے حالات و واقعات میں مشترک ہوتے ہیں درج ذیل ہیں۔

1. آسان رسائی
2. عام فہم

آسان رسائی:

عوامی سطح پر کسی شے کو عام کرنے کے لئے اس تک رسائی کو آسان بنانا نہایت ضروری ہے کیونکہ کسی بھی معاشرے میں عوام الناس کی تعداد انتہائی کثیر ہوتی ہے اور اتنی بڑی تعداد خصوصی اقدامات کر کے کسی بھی شے کے حصول کی کوشش کرنے

سے قاصر ہوتی ہے۔ لہذا کسی بھی ملک میں سرکاری سطح پر وہ تمام امور جو عوام الناس سے متعلق ہوتے ہیں ان تک آسان رسائی کے لئے انہیں بڑے پیمانے پر عام کیا جاتا ہے جیسا کہ سکول وغیرہ۔

ایسے ہی اگر قرآن کی تعلیم کو عوامی سطح پر عام کرنا ہے تو اس کے لئے ایسے اسباب و وسائل اختیار کرنا ناگزیر ہوں گے جس کے نتیجے میں غیر معمولی تگ و دو کے بغیر ایک عام شخص کی اس تک رسائی ممکن ہو۔ بصورت دیگر ایسے اقدامات مفید ثابت نہ ہوں گے۔

وہ اسباب جن سے قرآن کی تعلیم کی رسائی عوام الناس تک آسانی سے ممکن ہو سکتی ہے ان کا ذکر مقالہ کے باب دوم میں کیا جائے گا۔

عام فہم:

عوامی سطح پر کسی امر کو پھیلانے واسطے دوسرا لازمہ اس کا عام فہم ہونا ہے۔ جیسا کہ عوام کی تعریف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ عوام معاشرے کے اس گروہ کو کہتے ہیں جن میں کوئی غیر معمولی صلاحیت نہ پائی جائے۔ لہذا یہ امر اہم ہے کہ جس شے کو عوامی سطح پر عام کرنا ہے اسے عام فہم بنایا جائے تاکہ وہ شے عوام الناس کے لئے قابل فہم ہو اور اسے سمجھنے کے بعد وہ اپنی عملی زندگی اس کے مطابق ڈھال سکیں۔

عوام الناس کے لئے کچھ امور دقت کا باعث ہوتے ہیں۔ جیسے ثقیل اصطلاحات اور جدید علوم کے تصورات کو بنیاد بنا کر انہیں ہر شے سمجھائی جائے گی تو عوام الناس کی سمجھ سے بالاتر ہو گی۔ لہذا قرآن کی تعلیم کو عام فہم بنانے کے لئے کسی بھی دور میں موجود افراد کے مجموعی اور عمومی علم کا صحیح اندازہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگر یہ تعیین صحیح ہو جائے گی تو اس تعیین کی بنیاد پر قرآن کی تعلیم کو باقاعدہ مدون کرنا ہو گا جو کہ ایک عظیم کام ہے اور اس کے لئے کئی ادارے درکار ہوں گے جن کی تفصیل باب دوم میں بیان کی جائے گی۔

قرآن فہمی:

اردو زبان میں ''قرآن فہمی'' کے الفاظ موجودہ دور میں ایک باقاعدہ اصطلاح کے طور پر رائج ہوتے جا رہے ہیں۔ قرآن فہمی کے عنوان سے اب کئی مضامین اور کچھ کتب بھی لکھی جا رہی ہیں جیسا کہ ''دین میں قرآن فہمی کی اہمیت'' مولفہ مفتی کلیم رحمانی۔[1][2]اور ''قرآن فہمی کے بنیادی اُصول اور لغتِ عرب''[3]

فہم عربی میں باب سمع سے مصدر ہے جس کے معنی ''سمجھنا'' ہیں۔[4]پس قرآن فہمی کا معنی ہے قرآن کو سمجھنا۔

عوامی سطح پر قرآن فہمی سے مراد:

اسلام اللہ کا دین ہے جو تمام انس و جن کی رشد واسطے اللہ رب العزت نے اپنے محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے انسانیت تک پہنچایا ہے اور اسی لئے نبی اکرم ﷺ بھی کافۃ الناس واسطے رسول بنائے گئے۔

نبی اکرم ﷺ تمام انسانوں کے لئے محض رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ نبی اکرم ﷺ کی رسالت تمام نوعِ انسانی کے لئے سراپا رحمت بھی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی رسالت کا ذریعہ دعوت قرآن مجید ہے جو نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں بھی اور نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے بعد یوم آخر تک ہے اور یہ کلام اللہ ہے۔﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ﴾

ترجمہ: ''اور اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔[5]

---

1. http://www.jahan-e-urdu.com/deen-mien-quraan-fahami-ki-ahamiat-part-۱

۲ ۔ مفتی کلیم رحمانی صاحب یکم جنوری ۱۹۶۵ کو اورنگ آباد کے دیہات پانباڑی میں پیدا ہوئے۔ ابتداء ہی سے دینی تعلیم مکتب میں حاصل کی۔ بعد ازاں علیمت اور امارتِ شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ، بہار سے افتاء کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۹۲ سے تاحال پوسد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔[https://www.jahan-e-urdu.com/deen-mien-quraan-fahami-ki-ahamiat-part-1/]

3. http://magazine.mohaddis.com/shumara/168-sep-2003/2114-quran-fehm-bunyadi-usool-lughat-arab

۴ ۔ القاموس الوحید، مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی، ادارہ اسلامیات، لاہور۔ کراچی، اشاعت اول، جون ۲۰۰۱، ص: ۱۲۸۵

۵ ۔ سورۃ التوبۃ: ۶/۹

بعثت انبیاء کا مقصد ہی یہ بیان ہوا کہ وہ لوگوں کو ان کے برے انجام سے باخبر کریں اور انہیں ان کے مقصد حیات سے آگاہ کر کے ان کے لئے کامیابی کا راستہ واضح کریں۔ جیسا کہ قولِ ربانی ہے۔﴿ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ﴾

ترجمہ: اور یہ کتاب جسے ہم نے نازل کیا ہے، بڑی برکت والی ہے۔ جو کتابیں اس سے پہلے ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے۔ اور تاکہ آپ مرکزی بستی (یعنی مکہ والوں) کو خبردار کریں اور ان کے ارد گرد رہنے والوں کو۔[1]

قال اللہ تعالیٰ: ﴿ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ﴾

ترجمہ: ”مومنوں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ سب کے سب ہی نکل پڑیں۔ پھر ایسا کیوں نہیں کہ ہر طبقے میں سے ایک گروہ نکلے تاکہ وہ دین کا گہرا فہم حاصل کریں اور اپنی قوم کو بھی خبردار کریں جب وہ ان کے پاس لوٹیں۔ شاید کہ وہ بھی باز آجائیں۔[2]

اسی آیت کی تفسیر کے ذیل میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ[3] نے فرض عین علم کا عنوان قائم کر کے تحریر فرمایا۔

”ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ اسلام کے عقائد صحیحہ کا علم حاصل کرے اور طہارت نجاست کے احکام سیکھے، نماز روزہ اور تمام عبادات جو شریعت نے فرض و واجب قرار دی ہیں ان کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا ہے ان کا علم حاصل کرے، جس شخص کے پاس بقدر نصاب مال ہو اس پر فرض ہے کہ زکوٰۃ کے مسائل و احکام معلوم کرے، جس کو حج پر قدرت ہے اس کیلئے فرضِ عین ہے کہ حج کے احکام و مسائل معلوم کرے جس کو بیع و شراء کرنا پڑے یا تجارت و صنعت یا مزدوری و اجرت کے کام کرنے پڑیں اس پر فرض عین ہے کہ بیع و اجارہ وغیرہ کے مسائل و احکام سیکھے، جب نکاح کرے تو نکاح کے احکام و مسائل اور طلاق کے احکام و مسائل کا علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔“[4]

۱۔ سورۃ الانعام: ۹۲/۶

۲۔ سورۃ التوبۃ: ۱۲۲/۹

۳۔ مفتی شفیع عثمانی ۲۵ جنوری ۱۸۹۷ کو غیر منقسم ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپ دیوبند کے چوٹی کے علماء میں سے ایک تھے۔ آپ کی تفسیر معارف القرآن کو عوامی مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ پاکستان کے مفتی اعظم رہے۔ آپ کی وفات ۶ اکتوبر ۱۹۷۶ کو ہوئی۔ [تذکرہ اولیائے دیوبند، حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص: ۵۱۱۔۵۱۷]

۴۔ تفسیر معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۸، جلد چہارم، ص: ۴۸۹

اس بات میں قطعاً دو رائے نہیں ہو سکتی کہ انسان کا مقصد تخلیق اور مقصد حیات اللہ کی بندگی اور عبادت ہے۔ پھر یہ بھی معلوم ہے کہ یہ مقصد صرف چند افراد کا یا مذہبی طبقہ کا نہیں بلکہ کل نوع انسانی کا مقصد حیات اور وجہِ وجود یہی بندگی اور عبادت ہے۔ اس بندگی کے لئے انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی درکار ہے اور خود اپنی معرفت بھی درکار ہے۔ معرفت کے حصول کے بعد انسان کی اہم ترین ضرورت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا منشا اور احکامات کو سمجھنا ہے۔ اسی بات کو ایک اور اعتبار سے یوں بیان کیا جا سکتا ہے بندگیِ رب کے لئے پہلی شرط ایمان ہے اور دوسری شرط عمل صالح ہے۔ ان دونوں شرائط کے اکمال واسطے انسان محتاج ہے قرآن مجید سے رجوع کا کیونکہ قرآن مجید ہی منبع ایمان ویقین بھی ہے اور ذریعہ ہدایت بھی ہے۔ ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ﴾

ترجمہ: ''حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے، اور جو لوگ (اس پر) ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں، انہیں خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔[1]

نبی اکرم ﷺ کی نبوی زندگی کی تمام جدوجہد کا مرکز قرآن ہے۔ قرآن کے ذریعے دعوت، قرآن کے ذریعے تزکیہ، قرآن کے ذریعے مجادلہ اور مخاصمہ کیا ہے۔ کوئی عام شخص ہو، غلام ہو یا چاہے کوئی سردار اور شاعر ہو۔ جس نے بھی نبی اکرم ﷺ سے التفات کیا، نبی اکرم ﷺ نے جواب میں قرآن مجید کی آیات تلاوت کردی۔

نبی اکرم ﷺ کے مخالفین اور دشمنوں کو بھی یہ بات معلوم تھی کہ جب تک یہ قرآن موجود ہے ہمارے لوگ نبی اکرم ﷺ متاثر ہوتے رہیں گے اور نبی اکرم ﷺ کی دعوت آگے بڑھتی رہے گی اور شرک کو شدید خطرات لاحق رہیں گے لہذا ان کا مطالبہ بھی یہی تھا کہ کسی طرح اس قرآن کو راستہ سے ہٹا دیا جائے تو ان کا کام بن سکتا ہے۔ اسی حوالے سے قرآن کی بعض آیات میں مشرکین مکہ کی اس پریشانی کا ذکر کیا گیا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ﴾

ترجمہ: اور جب پڑھی جاتی ہیں ہماری آیات ان پر، تو جو لوگ ناامید ہیں ہماری ملاقات سے، وہ کہہ دیتے ہیں لے آؤ علاوہ اس کے کوئی دوسرا قرآن، یا کر دو رد و بدل ہی اس میں۔[2]

۱۔ سورۃ الاسراء: ۹/۱۷

۲۔ سورۃ یونس: ۱۵/۱۰

پس معلوم ہوا کہ تمام نوع انسانی کی حقیقی کامیابی اور اخروی نجات کے لئے قرآن کو سمجھنا نہایت اہم ہے۔اور اس مقصد کے لئے قرآن فہمی کو عوامی سطح پر عام کرنا مفید ترین عمل ہے۔

خلاصہ کلام:

اس فصل میں افراد معاشرہ کی دو اقسام عوام اور خواص کی تعریفات کی گئیں اور خواص کی مزید دو ذیلی اقسام بیان کی گئیں۔ پہلی قسم خواص باعتبار صلاحیت کے اور دوسری قسم خواص باعتبار مقصد کے۔ پھر اس مقالے کے اصل مخاطب متعین کئے گئے جو کہ وہ خواص ہیں جن کی صلاحتیں علمی اور نظری ہیں اور ان کا مقصد حیات خواہشات کی تسکین کے بجائے ذات سے بالاتر ہو کر دوسروں کے لئے کوئی خیر کا کام کرنا ہے۔ پھر ان خواص کو یہ راہ دکھلائی گئی کہ دوسروں کے لئے خیر کے کاموں میں سے ایک کام دوسروں تک قرآن کی دعوت پہنچانا ہے اور یہ خیر کے کاموں میں سے سب سے عظیم اور اعلیٰ ہے۔اس کام سے نہ صرف انسان کی اپنی آخرت سنورتی ہے بلکہ معاشرہ کی دنیاوی بہتری بھی اسی میں ہے۔پس اگر یہ لوگ امت کی رہنمائی کے منصب پر فائز ہو جائیں اور ایسے افراد مطلوبہ مقدار میں میسر آجائیں تو مسلمانوں کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔

اس کے بعد عوامی سطح پر قرآن فہمی سے مراد کو واضح کیا گیا اور ان امور کی نشاندہی کی گئی جو قرآن فہمی کو عوامی سطح پر عام کرنے کے لئے ناگزیر ہیں۔وہ دو امور قرآن فہمی کو عام فہم اور اس کی آسان رسائی ہیں۔

فصل دوم:

عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت واہمیت

مبحث اول:

قرآن وسنت کی رو سے

مبحث دوم:

علماء امت کے اقوال کی رو سے

مبحث اول:

قرآن و سنت کی رو سے

تمہید:

کسی بھی دینی امر کو جاننے کے لئے سب سے اہم طریقہ یہ ہے کہ قرآن اور سنت کی روشنی میں اس کا حکم یا اسکی تفصیلی ہدایات دیکھ لی جائیں۔ اسی تناظر میں اس مبحث میں ہم عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت واہمیت کو پہلے قرآن کی رو سے جانیں گے اور اسکے بعد سنت رسول ﷺ کی روشنی میں جاننے کی کوشش کریں گے۔ دوسری فصل میں علمائے امت کے اقوال کی روشنی میں قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت واہمیت بیان کی جائے گی۔ علمائے امت کے اقوال کے ذریعے زیر بحث موضوع پر قرآن وسنت سے ہمارے استدلال کو مزید تقویت حاصل ہو گی۔

قرآن وسنت کی رو سے:

عوامی سطح پر قرآن فہمی کے پھیلاؤ کی ضرورت واہمیت کو قرآن و سنت کی کئی اصطلاحات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت یوں بیان کرتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾

ترجمہ: تحقیق اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا جب اس نے ان میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا۔ جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب کی اور حکمت کی۔ اگرچہ اس سے پہلے وہ واضح گمراہی میں تھے۔[1]

اس آیت کی رو سے تلاوت اور تعلیمِ کتاب اور حکمت سکھانا نبی اکرم ﷺ کا فرض منصبی تھا اور یہ ظاہر ہے کہ اس آیت میں تعلیمِ کتاب وحکمت کے لئے مخاطبین کی تخصیص نہیں کی گئی بلکہ تمام مومنین اس میں شامل ہیں۔ گویا نبی اکرم ﷺ کا فرض منصبی تھا کہ آپ تمام اہل ایمان کو تعلیم کتاب وتدریس حکمت عنایت فرماویں۔ تعلیم کتاب کی تفسیر جمہور مفسرین نے قرآن مجید سے کی ہے۔ چند مفسرین کے اقوال درج ذیل ہیں۔

۱۔ سورۃ آلِ عمران: ۳/۱۶۴

صاحب تفسیر بیضاوی فرماتے ہیں:

(يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ)ای القرآن بعد ما كانو ا جهالا لم يسمعو ا الوحى(وَيُزَكِّيۡهِمۡ)يطهرهم من دنس الطباع وسوء الاعتقاد والاعمال(وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ)ای القرآن والسنة[1]

ترجمہ: (يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ) یعنی کہ قرآن۔ اس کے بعد کہ وہ انجان تھے اور کبھی وحی کو نہیں سنا تھا۔ (وَيُزَكِّيۡهِمۡ) وہ انہیں پاک کرتے ہیں طبیعتوں کی آلودگی سے اور برے عقائد اور اعمال سے۔ (وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ) یعنی کہ قرآن اور سنت۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

(وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ) الكتاب:القرآن و الحكمة: المعرفة بالدين [2]

(وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ) کتاب سے مراد قرآن ہے اور حکمہ سے مراد دین کی معرفت ہے۔

مفسرین کے اقوال بالا سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرض منصبی میں سے تعلیم کتاب سے غرض تعلیم قرآن ہے۔ یہ تعلیم عام مسلمانوں کے لئے ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی زندگی تک یہ فرض نبی اکرم ﷺ پر بنفسِ نفیس تھا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کے بعد پوری امت کا اب یہ فرض ہے اور امت میں سے بطورِ خاص وہ افراد جنہیں اللہ تعالی نے قرآن مجید کا فہم عطا فرمایا ہے۔

قرآن وسنت کی رو سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ دین کی دعوت و تعلیم کا جو فرض نبی اکرم ﷺ پر آپ کی حیات میں عائد ہوتا تھا وہی فرض اب بحیثیت مجموعی اس امت کے ذمے ہے۔ اس کو قرآن مجید میں شہادت علی الناس کہا گیا ہے۔: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا ﴾

ترجمہ: "اور یوں ہی تمہیں ہم نے بہترین امت کا اعزاز نواز اتا کہ گواہ بن جاؤ تم لوگوں پر اور گواہ بن جائیں رسول تم پر"[3]

۱۔ تفسیر بیضاوی، ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی الشافعی البیضاوی، داراحیا التراث العربیہ، بیروت، جلد دوم، صفحہ 46
۲۔ تفسیر قرطبیؒ، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر القرطبیؒ، موسسہ الرسالہ، بیروت، 2006، جلد دوم، ص: 403
۳۔ سورۃ البقرۃ، ۲/۱۴۳

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾

ترجمہ: تاکہ رسول تم پر گواہ بن جائیں اور تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔[1]

ان آیات کی رو سے شہادت علی الناس کی اہمیت کے بیان میں چند مفسرین کے اقوال درج ذیل ہیں۔

مولانا اصلاحی[2] لکھتے ہیں:

"رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو" سے یہ بات واضح طور پر نکلتی ہے کہ شہادت علی الناس کا جو فرض آنحضرت ﷺ پر بحیثیت رسول کے تھا آپ کے بعد آپ کی امت کی طرف منتقل ہوا اور اب یہ اس امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر دور، ہر ملک اور ہر زبان میں لوگوں پر اللہ کے دین کی گواہی دے، اگر وہ اس فرض میں کوتاہی کرے گی تو اس دنیا کی گمراہیوں کے نتائج بھگتنے میں دوسروں کے ساتھ وہ بھی برابر کی شریک ہو گی"[3]

ڈاکٹر اسرار احمدؒ[4] فرماتے ہیں:

"اب یہ تمہارا فرض منصبی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جس دین کی گواہی تم پر اپنے قول و فعل سے دی ہے اسی دین کی گواہی تمہیں اپنے قول اور عمل سے پوری نوع انسانی پر دینی ہے۔ اب تم نبی اکرم ﷺ اور نوع انسانی کے مابین واسطہ (link) بن گئے ہو"۔[5]

۱۔ سورۃ الحج، ۷۸/۲۲

۲۔ آپ مولانا فراہی کے تلمیذ تھے۔ آپ ۱۹۰۴ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کئی تصنیفات ہیں جن میں سے مشہور تصنیفات "تفسیر تدبر قرآن، دعوت دین اور اس کا طریقہ کار، تزکیہ نفس ہیں۔ [مولانا امین احسن اصلاحی، حامد ریاض ڈوگر، جسارت سنڈے میگزین، ۶ جنوری ۲۰۱۷]

۳۔ تفسیر تدبر قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۹، ج: اول، ص: ۳۶۴-۳۶۵

۴۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ ۱۹۳۲ میں پیدا ہوئے۔ شعبہ کے اعتبار سے طبیب تھے تاہم طب کے شعبے کو چھوڑ کر پوری زندگی تعلیم و تعلم قرآن کے لئے وقف کر دی۔ ستر سے زائد کتابوں کی تالیف کی۔ خدمت دین کے لئے ایک جماعت "تنظیم اسلامی" اور ایک تعلیمی ادارہ "انجمن خدام القرآن" قائم کیا۔۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا تفصیلی تعارف اس مقالہ کے باب سوم کی فصل اول میں دیا گیا ہے۔ [ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی ایک تعارف، تنظیم اسلامی، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، طبع: سوم، ۲۰۱۲، ص: ۱۷]

۵۔ تفسیر بیان القرآن، ڈاکٹر اسرار احمد، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، اشاعت: ہفتم، ۲۰۱۷، جلد: پنجم، ص: ۱۵۷

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوا کہ عوام الناس کو قرآن حکیم کی تعلیم دینا نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری تھی اور نبی اکرم ﷺ کے بعد یہ ذمہ داری امت کو منتقل ہو گئی ہے۔ لہذا عوامی سطح پر جس طرح تلاوتِ آیات کی ذمہ داری پوری کی جارہی ہے اسی طرح تعلیمِ کتاب کی ذمہ داری بھی اس امت کو پوری کرنی ہے۔ اس ذمہ داری کو قرآن میں "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر"[1]، "شہادت علی الناس"[2]، "جہادِ کبیر"[3] اور "تبلیغ دین"[4]، "دعوت الی الخیر"[5] کی اصطلاحات سے بیان کیا گیا ہے۔

احادیثِ نبویہ ﷺ میں بھی تعلیم قرآن کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ تعلم و تعلیم قرآن کی فضیلت و اہمیت سے متعلق چند احادیث درج ذیل ہیں۔

سب سے افضل شخص:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: « خَيْرُكُم مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ » [6]

ترجمہ: تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود قرآن حکیم پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

۱۔ سورۃ آلِ عمران، ۱۱۰/۳ [یہ اصطلاح قرآن عظیم میں نو مرتبہ آئی ہے۔ امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کو نیکی کی تلقین کریں اور برائی سے منع کریں]

۲۔ سورۃ الحج، ۷۸/۲۲ [لوگوں تک دین حق کو واضح طور پر پہنچا کر ان پر یہ دلیل قائم کرنا کہ ان تک حق پہنچ گیا تھا۔ اب اگر وہ نہیں مانتے تو حقیقی مجرم قرار پائیں گے۔]

۳۔ سورۃ الفرقان، ۵۲/۲۵ [قرآن کے ذریعے لوگوں کو دعوت دینے کو قرآن نے جہاد کبیر کہا ہے]

۴۔ سورۃ المائدہ، ۶۷/۵ [دین کو غیر مسلموں تک پہنچانا تبلیغ دین کہلاتا ہے، عموماً غافل مسلموں کو دین پہنچانا بھی اسی زمرے میں شامل ہے]

۵۔ سورۃ آلِ عمران، ۱۰۴/۳ [خیر سے عمومی مراد کوئی بھی بھلائی ہے جبکہ خصوصی مراد قرآن ہے۔ لوگوں کو قرآن کی طرف بلانا دعوت الی الخیر کہلاتا ہے۔]

۶۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ، حدیث ۵۰۲۷:، جلد: ششم، ص: ۵۵۰

اس حدیث کی شرح میں ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی لکھتے ہیں:

"قرآن کریم کلام اللہ ہے اور اللہ کے کلام کو سیکھنا سکھانا، سمجھنا سمجھانا اور خود عمل کرنا اور دوسروں کو آمادہ عمل کرنا سراسر خیر ہی خیر ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم سیکھنا اور سکھانا اشرف العلوم کا سیکھنا اور سکھانا ہے"[1]

اللہ کے دربار میں تذکرے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: « وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلاَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ » [2]

ترجمہ: اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کچھ لوگ جمع ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت کریں اور اسے آپس میں پڑھیں پڑھائیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ ان کو یاد فرماتا ہے اپنے ہاں کے لوگوں میں۔

اس حدیث کی شرح میں مولانا محمد ادریس میرٹھی لکھتے ہیں۔

"اللہ کی کتاب کی تلاوت کے لیے اور اس کے سمجھنے سمجھانے کے لئے اگر کوئی جماعت اللہ کے گھر میں یا کسی اور جگہ اکٹھا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لیتے ہیں، ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور فرشتوں کی مجلس میں اللہ ان کا ذکر فرماتے ہیں"[3]

ہدایت کا دائمی سرچشمہ:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: « تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ »[4]

۱۔ طریق السالکین شرح ریاض الصالحین، ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۰۸، ص: ۴۶۲

۲۔ صحیح مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری (مترجم: علامہ وحید الزمان)، نعمانی کتب خانہ، لاہور، ۲۰۰۴، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن و علی الذکر، حدیث: ۶۸۵۳، جلد: ششم، ص: ۲۷۸

۳۔ خیر الصالحین شرح ریاض الصالحین، مولانا محمد ادریس میرٹھی، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۱۴۳۰ھ، جلد دوم، ص: ۱۰۶

۴۔ موطا امام مالک، (مترجم: علامہ وحید الزمان)، نعمانی کتب خانہ، لاہور، ۲۰۰۶، کتاب الجامع، باب النھی عن القول فی القدر، حدیث: ۱۶۰۱، ص: ۸۷۶

ترجمہ : میں دو امر تمہارے واسطے چھوڑتا ہوں۔ جب تک تم انہیں تھامے رکھو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

اس حدیث کی شرح میں قاری علی بن سلطان لکھتے ہیں۔

''تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ أَيْ: شَيْئَيْنِ عَظِيمَيْنِ أَوْ حَكَمَيْنِ بِفَتْحِهِمَا (لَنْ تَضِلُّوا) ؟ أَيْ: لَنْ تَقَعُوا فِي الضَّلَالَةِ (مَا تَمَسَّكْتُمْ) أَيْ: مُدَّةَ تَمَسُّكِكُمْ (بِهَا) أَيْ: بِالْأَمْرَيْنِ مَعًا (كِتَابَ اللَّهِ) : أَيِ: الْقُرْآنَ (وَسُنَّةَ رَسُولِهِ) أَيْ: حَدِيثَ رَسُولِهِ''[1]

ترجمہ: ''(میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہاہوں) یعنی دو عظیم چیزیں یا دو حکم، زبر کے ساتھ، (تم ہر گز گمراہ نہیں ہو گے) یعنی تم گمراہی میں ہر گز نہ جاپڑو گے (جب تک تم تھامے رکھو) یعنی جتنا عرصہ تم تھامے رکھو گے (ان دونوں کو) یعنی ان دونوں امور کو ایک ساتھ، (اللہ کی کتاب) یعنی قرآن (اور اس کے رسول ﷺ کی سنت) یعنی اس کے رسول کی حدیث۔''

گمراہی سے بچنے کی تدبیر:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: « وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ، فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيهِ » [2]

ترجمہ : میں دو عظیم امر تمہارے واسطے چھوڑتا ہوں، ان میں اول کتاب اللہ ہے جو ہدایت اور نور کا منبع ہے۔ پس کتاب اللہ کو تھام لو اور تمسک کر لو۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے کتاب اللہ کے بارے رغبت دی اور ترغیب دلائی۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ فیصل بن عبد العزیز لکھتے ہیں۔
''فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ: اَلْحَثُّ عَلَى التَّمَسُّكِ بِكِتَابِ اللهِ، وَالْاِعْتِصَامِ بِحَبْلِهِ''[3]
ترجمہ ''اس حدیث میں اللہ کی کتاب کو تھامنے اور اس کی رسی سے مضبوط چمٹ جانے پر ترغیب دی گئی ہے''

۱۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، قاری علی بن سلطان محمد القاری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، حدیث: ۱۸۶، جلد اول، ص: ۳۹۲
۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علي بن ابي طالب رضي اللہ عنہ، حدیث: ۶۲۲۵، جلد: ششم، ص: ۹۲
۳۔ تطریز ریاض الصالحین، فیصل بن عبد العزیز آل مبارک، کتاب الأدب، باب وداع الصاحب ووصیتہ عند فراقہ لسفر، حدیث: ۷۱۲

علم والوں کی اولیت:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:« وَإِنَّ فَضْلَ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِ القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ عَلَى سَائِرِ الكَوَاكِبِ، وَإِنَّ العُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ،وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا،إِنَّمَا وَرَّثُوا العِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ»[1]

ترجمہ: بے شک فضل حاصل ہے عالم کو اوپر عابد کے جیسے فضل حاصل ہے چاند کو اوپر ستاروں کے ،بے شک علماء وارث ہیں انبیاء کے ۔ پیغمبر وراثت میں دینار اور درہم نہیں چھوڑتے بلکہ وہ وراثت میں علم چھوڑتے ہیں۔ جس نے اسے پالیا تو بڑا حظ پا گیا۔

اس حدیث کی شرح میں صاحب طریق السالکین لکھتے ہیں:

"حدیث میں علم سے مراد قرآن وسنت کا علم ہے جس کے حصول اور جس کے مطابق عمل پر اللہ کی رضا موقوف ہے۔ یہی وہ علم ہے جس میں مسلمانوں کی رفعت وترقی اور ان کی روحانی اور مادی ترقی کا راز پنہاں ہے۔ یہی میراث محمد ﷺ ہے"[2]

اہل قرآن:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: « إِنَّ لِلَّهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ .«قَالُوا: وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ» :أَهْلُ الْقُرْآنِ هُمْ أَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُهُ »[3]

ترجمہ: لوگوں میں سے کچھ اللہ والے لوگ ہیں۔ صحابہ نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ اہل قرآن، اللہ والے ہیں اور اسکے چنے ہوئے لوگ ہیں۔

مجاہد کا مرتبہ:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: « مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا ، لَمْ يَأْتِ إِلاَّ لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ ، أَوْ يُعَلِّمُهُ ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ ، وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذَلِكَ ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ يَنْظُرُ إِلَى مَتَاعِ غَيْرِهِ »[4]

---

۱ ۔ سنن ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، (مترجم: مولانا عطاء اللہ ساجد)، دار السلام، لاہور، ۱۴۲۸ھ، ابواب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث: ۲۲۳، ص: ۲۶۶

۲ طریق السالکین شرح ریاض الصالحین، ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی، جلد سوم، ص: ۱۳۴

۳ ۔ سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ، باب فضل من تعلیم القرآن وعلمہ، حدیث: ۱۷۸

۴ ۔ سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث: ۱۸۴

ترجمہ: جو شخص میری اس مسجد میں آئے اور اس کا آنا محض اس لئے ہو کہ وہ کوئی بھلی بات سیکھے یا سکھائے۔ تو اس کا مرتبہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ اور جو کوئی اس کے علاوہ کسی وجہ سے آئے تو وہ ایسے شخص کی مانند ہے جس کی نظر کسی اور کے سامان پر ہے۔

مخلوقات کی احسان مندی:

« عَنْ أَبِي أُمَامَةَ البَاهِلِيِّ، قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الخَيْرَ » [1]

ترجمہ: ابو امامہ بتاتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو بندوں کا ذکر کیا گیا۔ پہلا عابد تھا اور دوسرا عالم۔ (پوچھا گیا: کون افضل ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عالم کو عابد پر ایسے فضیلت حاصل ہے جیسے فضیلت ہے مجھ کو تم میں سے کسی ادنیٰ درجہ کے شخص پر۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے، آسمان اور زمین والے، چیونٹیاں اپنی بلوں میں اور مچھلیاں بھی لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں۔

مندرجہ بالا دو احادیث میں خیر سے عمومی طور پر تو ہر طرح کی خیر کی تعلیم شامل ہے لیکن اس کا مصداق اول خود قرآن مجید ہے کیونکہ قرآن نے خود کو "خیر" قرار دیا۔ سب سے بڑی خیر قرآن ہے اور ان احادیث میں بیان کردہ فضائل کے سب سے زیادہ مستحق وہی لوگ ہیں جو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا﴾

ترجمہ: 'اور پوچھتے ہیں تقویٰ والوں سے: کیا اتارا تمہارے رب نے؟ تو وہ کہتے ہیں: اتاری ہے خیر[2]

۱۔ جامع ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، (مترجم: مولانا ناظم الدین)، مکتبۃ العلم، لاہور، ابواب العلم، باب فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث: ۵۸۳، جلد: دوم، ص: ۲۴۵

۲۔ سورۃ النحل: ۱۶/۳۰

خلاصہ مبحث:

قرآن وسنت کی رو سے تعلیم قرآن ایک نہایت ہی فضیلت والا عمل اور اس کے اجر وثواب غیر معمولی ہے۔ان فضائل کو مد نظر رکھتے ہوئے امت کے حاملین علم کو چاہیے کہ کلام اللہ کو بندوں تک پہنچانے کے لئے اپنے اوقات اور صلاحیتیں استعمال کریں اور عوام الناس کی اخروی فلاح و نجات کا ذریعہ بننے کی سعادت بھی حاصل کریں اور ان بیان کردہ فضائل کے مستحق بھی بنیں۔

مبحث دوم:

علماء امت کے اقوال کی رو سے

امام نوویؒ[1] تعلیمِ قرآن کو فرض قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّمِيْنَ فَرْضٌ كِفَايَةٌ ، فَاِنَّ لَمْ يَكُنْ مَنْ يُصْلِحُ لَهٗ اِلَّا وَاحِدًا، تَعِيْنُ عَلَيْهِ۔ وَاِنْ كَانَ هُنَاكَ جَمَاعَةٌ يَحْصُلُ التَّعْلِيْمُ بِبَعْضِهِمْ فَاَمْتَنِعُوْا كُلُّهُمْ۔۔اَثمُوْا، وَاِنْ قَامَ بِهٖ بَعْضُهُمْ سَقَطَ الْحَرَجُ عَنِ الْبَاقِيْنَ "[2]

ترجمہ: ”سیکھنے والوں کو تعلیم دینا فرض کفایۃ ہے۔ اگر تعلیم دینے والا صرف ایک شخص ہی ہو تو اس پر فرض عین ہو جائے گا۔اور اگر کسی جگہ تعلیم دینے والے بہت سے ہوں جن میں سے بعض سے خدمت لی جاسکتی ہو اور وہ سارے انکار کر دیں تو سب کے سب گناہ گار ہوں گے۔البتہ اگر ان میں سے کچھ لوگ یہ ذمہ داری قبول کر لیں تو باقیوں سے ذمہ داری ساقط ہو جائے گی“

امام نوویؒ کے اس قول سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تعلیم قرآن فرض کفایہ ہے لیکن اگر تعلیم دینے کے لئے جتنے افراد درکار ہیں وہ میسر نہ آسکیں تو پھر فرض ادانہ کرنے والے وہ سب لوگ گناہ گار ہوں گے جو اس کی استطاعت رکھنے کے باوجود یہ فرض ادانہ کریں۔اور فرض کفایہ کا اصول بھی یہی ہے جیسا کہ جامع الاصول میں فرض کفایہ کی تعریف کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

”واجب کفائی ادانہ کرنے کی صورت میں سب گناہ گار ہوتے ہیں کیونکہ شارع امت سے مجموعی طور پر اس کا مطالبہ کرتا ہے۔اس لئے جو اس کام کی استطاعت رکھتے ہیں۔چاہیے کہ وہ اسے انجام دیں اور جو اس کی قدرت

---

۱ ۔امام یحیی بن شرف النووی مشہور محدث اور عالم دین ہیں۔آپ نے زہد اور علم دین کی پختگی کی وجہ سے پوری امت میں معروف ہیں۔آپ دمشق کے ایک گاؤں نویٰ میں ۶۳۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔۱۹ سال کی عمر میں تعلیم و تعلم کی غرض سے گھر سے دمشق شہر چلے گئے اور ۴۵ سال کی عمر تک خدمت دین میں مصروف رہے۔گھر واپس آنے کے اگلے سال ۴۶ سال کی عمر میں ۶۷۶ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔آپ کی اکثر تصنیفات کو اللہ نے قبول عام عطا فرمایا ہے جن میں المنہاج شرح صحیح مسلم، ریاض الصالحین اور اربعین نووی شامل ہیں۔[ریاض الصالحین (اردو مترجم)، حافظ صلاح الدین یوسف، دار السلام، لاہور، جلد اول، ص: ۲۳۔۲۶]

۲ ۔التبیان فی آداب حملۃ القرآن، یحیی بن شرف الدین النووی، دار الرواد، مصر، الطبعۃ السابعۃ، ۲۰۱۸، ص: ۲۸

نہیں رکھتے انہیں ان لوگوں کو ترغیب دینی چاہیے جو اس کے اہل ہیں۔ اگر یہ واجب کسی طرف سے بھی ادا نہ ہوگا تو یہ سب کا قصور سمجھا جائے گا"[1]

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ[2] نے مالٹا کی اسیری سے واپس آنے کے بعد ۸۰ سال کی عمر میں سب علماء کو جمع کر کے امت کے زوال کے اسباب بیان کئے جن میں سے ایک قرآن کو چھوڑنا اور دوسرا آپس کے اختلافات۔ اس کے بعد فرمایا:

"میں یہ عزم وہیں سے لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی بستی قائم کئے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کروایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے"۔[3]

مولانا مفتی محمد شفیع، شیخ الہند کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"آج بھی مسلمان جن بلاؤں میں مبتلا اور جن حوادث و آفات سے دوچار ہیں اگر بصیرت سے کام لیا جائے تو ان کے سب سے بڑے سبب یہی دو ثابت ہوں گے۔ قرآن کو چھوڑنا اور آپس میں لڑنا۔ غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا لازمی نتیجہ ہے۔ قرآن پر کسی درجے بھی عمل ہوتا تو خانہ جنگی یہاں تک نہ پہنچتی"[4]

مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے شیخ الہند کے بیان کئے گئے دو اسباب کو ایک قرار دے کر اس نکتے کی اہمیت بیان کر دی کہ مسلمانوں کی آپس کی خانہ جنگی قرآن پر عمل نہ کرنے کے نتیجے میں ہے اور قرآن پر عمل نہ کرنے کا ایک اہم سبب قرآن کی تعلیم کا عوامی سطح پر عام نہ ہونا ہے۔

۱۔ جامع الاصول، ڈاکٹر عبد لکریم زیدان و ڈاکٹر احمد حسن، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، طبع اول، ۲۰۱۴، ص: ۵۵

۲۔ مولانا محمود حسنؒ دار لعلوم دیوبند کے پہلے طالب علم ہیں۔ آپ ۱۸۵۱ میں ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کو مرکزی خلافت کمیٹی کی جانب سے آپ کی خدمات کی اعتراف میں "شیخ الہند" کا لقب دیا گیا۔ علم کے ساتھ ساتھ آپ نے تحریکی زندگی میں بھی سر گرم کردار ادا کیا جس کے نتیجے میں آپ کو عمر کے آخری حصہ میں مالٹا میں قید کر دیا گیا۔ آپ کی وفات ۱۹۲۰ میں ہوئی۔ [تذکرہ اولیائے دیوبند، حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری، ص: ۱۶۹۔۱۸۳]

۳۔ وحدت امت، مولانا مفتی محمد شفیع، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع: سوم، ۱۹۹۷، ص: ۴۰

۴۔ ایضاً، ص: ۴۰

قرآن مجید نے خود کو فہم کے لئے آسان قرار دیتے ہوئے چار بار[1] صدا لگائی ہے کہ کوئی ہے جو مجھے سمجھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾[2]

ترجمہ: اور بالا تر ہے شک سے یہ کہ ہم نے نصیحت واسطے سہل کر دیا قرآن کو۔ تو کیا اب کوئی ارادت مند ہے اس نصیحت واسطے؟
اس آیت میں قرآن کو جس پہلو سے سہل کہا گیا اس کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے ہیں۔

"فہم قرآن کے دو درجے ہیں۔ پہلا اور ابتدائی درجہ تذکر ہے جس سے مراد قرآن مجید کا بنیادی مفہوم سمجھنا ہے جو کہ ہر انسان کے عقیدہ و ایمان سے متعلق ہے۔ اس اعتبار سے قرآن انتہائی آسان ہے جبکہ دوسرا درجہ تدبر کا ہے اور یہ معانیِ قرآن کی گہرائیوں میں اترنے کے لئے ہے اور اس اعتبار سے قرآن مجید مشکل ترین کتاب ہے اور اس تدبر کے اہل صرف علماء ہی ہیں"[3]

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید اپنے بنیادی پیغام کو آشکار کرنے کے حوالے سے انتہائی آسان کتاب ہے۔ اگر انسان کو سیرت النبی ﷺ کا معمولی سا علم ہو اور وہ قرآن کا لفظی ترجمہ پڑھ لے تو ایمانیاتِ ثلاثہ اور بنیادی اعمال سے متعلق قرآن سے مناسب رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ اس حوالے سے چند مفسرین کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ لکھتے ہیں:

"اللہ جل شانہ کی طرف سے اس اعلان کو پڑھ لینے یا سن لینے کے بعد ایک بندے پر گویا اتمام حجت ہو جاتا ہے اور اس واسطے لازم ہو جاتا ہے کہ قرآن کو سمجھنے اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کے لیے استطاعت بھر کوشش شروع کر دے۔ خصوصی طور پر پڑھے لکھے خواتین و حضرات پر تو گویا فرض ہے کہ وہ عربی سیکھیں اور قرآن کے معانی و مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر وہ باقی علوم حاصل کر سکتے ہیں تو قرآن کا علم باقاعدہ حاصل نہ کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ اس قدر اہم اور بنیادی فرض کے بارے میں لوگوں کو بتایا ہی نہیں جاتا۔ لیلۃ القدر میں نوافل پڑھنے کی ترغیب بھی دی جاتی ہے '

---

۱ ۔ سورۃ القمر، ۵۴/۴۰، ۳۲، ۲۲، ۱۷

۲ ۔ سورۃ القمر، ۵۴/۱۷

۳ ۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، طبع: ۳۱، ۲۰۰۵، ص: ۲۳-۳۳

مختلف اذکار و وظائف کے ثواب کا تذکرہ ہوتا ہے، لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق قرآن کے مطالب و مفاہیم کا سمجھنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔[1]

حافظ عبدالسلام بھٹوی[2] فرماتے ہیں:

"قرآن مجید پڑھنے، پڑھانے، سمجھنے، سمجھانے اور اس سے نصیحت حاصل کرنے کی ترغیب ہے۔ اس کے باوجود مسلمانوں میں بہت سے لوگ وہ ہیں جن کا کہنا ہے کہ قرآن و حدیث کو سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں، یہ بڑے بڑے عالم و فاضل لوگوں کا کام ہے، جو چودہ یا اکیس علوم پڑھے ہوئے ہوں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ساری عمر متعدد مشکل سے مشکل علوم و فنون پڑھتے رہتے ہیں، مگر قرآن کے قریب نہیں جاتے، اپنے چودہ یا اکیس علوم پورے کرتے کرتے ہی دنیا سے گزر جاتے ہیں۔ کئی تو ایسے ظالم ہیں، جو کہتے ہیں کہ عام آدمی کے لیے قرآن کا ترجمہ پڑھنا ممنوع ہے، کیونکہ اس سے گمراہی کا خطرہ ہے۔ حالانکہ قرآن مجید عربی مبین میں اترا اور لوگوں کی ہدایت کے لیے اترا، ہر عام و خاص اور عالم و جاہل عرب نے اسے سنا، سمجھا، اس پر عمل کیا اور آگے پہنچایا"[3]

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی[4] فرماتے ہیں:

"اس میں محض خیالی فلسفے نہیں بلکہ ایسی ہدایات دی گئی ہیں جو انسان کی عملی زندگی سے متعلق ہیں اور ہر شخص اسے سمجھ سکتا ہے اور ہدایت حاصل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے"[5]

۱۔ تفسیر بیان القرآن، ڈاکٹر اسرار احمد، جلد: ہفتم، ص: ۷۲

۲۔ حافظ عبدالسلام بھٹوی کا تعلق جماعۃ الدعوۃ سے ہے اور آپ جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مرید کے، شیخوپورہ میں شیخ الحدیث والتفسیر کے منصب پر فائز ہیں۔ اس تفسیر کی تصنیف سے پہلے آپ نے ۴۵ سال تک تعلیمی و تدریسی خدمات سرانجام دی ہیں۔ [https://kitabosunnat.com/kutub-library/tafseer-ul-quran-ul-kareem-abdussalam-bin-muhammad-1]

۳۔ تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی، دارالاندلس، لاہور، ۲۰۱۴، جلد: چہارم، ص: ۵۱۷

۴۔ مولانا عبدالرحمن کیلانی ۱۹۲۳ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا ابتدائی پیشہ خطاطی تھا۔ آپ اہل حدیث مکتبہ فکر کے معتبر عالم دین تھے۔ آپ کی کئی تصنیفات ہیں جن میں سے اکثر کو قبول عام حاصل ہوا جن میں سے تفسیر تیسیر القرآن، آئینہ پرویزیت اور مترادفات القرآن نمایاں ہیں۔ آپ کی وفات ۱۹۹۵ میں عشاء کی نماز کی پہلی رکعت کے پہلے سجدے میں ہوئی۔ [تفسیر تیسیر القرآن، مولانا عبدالرحمن کیلانی، مکتبۃ السلام، لاہور، طبع: نہم، ۱۴۳۷ھ، جلد: اول، ص: ۳۔۸]

۵۔ تفسیر تیسیر القرآن، مولانا عبدالرحمن کیلانی، جلد: چہارم، ص: ۳۳۷

مولانا مفتی محمد شفیعؒ رقمطراز ہیں:

''قرآن کریم نے اپنے مضامین عبرت و نصیحت کو ایسا آسان کر کے بیان کیا ہے کہ جس طرح بڑے سے بڑا عالم و ماہر، فلسفی اور حکیم اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اسی طرح ہر عام اور جاہل شخص جس کو علوم سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ بھی عبرت و نصیحت کے مضامین قرآنی کو سمجھ کر اس سے متاثر ہوتا ہے''[1]

علامہ نعیم الدین مرادآبادی[2] بیان کرتے ہیں:

''قرآن کریم کی تعلیم و تعلّم اور اس کے ساتھ اشتغال رکھنے اور اس کو حفظ کرنے کی ترغیب ہے''[3]

خلاصہ کلام:

فصل اول میں جس موضوع کو پیش کیا گیا اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اس فصل میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کو عام کرنے کی ضرورت و اہمیت کو پہلے قرآن اور سنت کی روسے پیش کیا گیا۔ بعد ازاں علمائے امت کے اقوال کی روشنی میں اس موضوع کی اہمیت اجاگر کی گئی۔

بحیثیت مسلمان ہمارے لئے قرآن مجید کا حکم حرف آخر ہے۔ لہذا قرآن سنت کے دلائل لانے کے بعد اہل علم کے اقوال محض اس لئے نقل کئے گئے کہ آیات و احادیث سے جو استنباط ہم نے کیا ہے وہ مزید قوی جائے اور یہ اقوال ہمارے استدلال کو مزید مستحکم کر دیں۔

---

۱ ۔ تفسیر معارف القرآن، مولانا مفتی محمد شفیع، جلد: ہشتم، ص: ۲۳۰

۲ ۔ علامہ نعیم الدین مرادآبادی ۱۳۰۰ ہجری، 1883 عیسوی میں پیدا ہوئے۔ آپ ممتاز عالم دین تھے۔ مولانا احمد رضا خان نے آپ کو ''صدر الافاضل'' کا خطاب دیا۔ آپ نے بیس سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے مشہور تفسیر خزائن العرفان، سوانح کربلا اور سیرت صحابہ ہیں۔ آپ کی وفات ۱۳۶۷ ہجری میں ہوئی۔ [تذکرہ صدر الافاضل، مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی، ص: ۱۔۲۵]

۳ ۔ تفسیر خزائن العرفان، علامہ نعیم الدین مرادآباد، مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی، کراچی، ۱۴۳۲ھ، جلد: اول، ص: ۹۷۷

فصل سوم:

قرآن سے دوری کے اسباب

مبحث اول:

تاریخی و سیاسی اسباب

مبحث دوم:

تعلیمی و نظریاتی اسباب

تمہید:

آج امت مسلمہ کی زبوں حالی کی وجہ عظیم قرآن مجید سے دوری ہے اور صلحاءِ امت کی تشخیص بھی یہی ہے۔ علامہ محمد اقبال جو کہ حکیم الامت ہیں اور انہوں نے زندگی کا بڑا حصہ اس امت اور قوم کی خیر خواہی اور غم گساری میں گزارا ہے۔ ساری زندگی کے غور و فکر اور عمل پیہم کے نچوڑ کے طور پر انہوں نے امت کی پستی کی جو وجہ بیان کی وہ قرآن سے دوری ہے۔ علامہ محمد اقبال جواب شکوہ کی طویل نظم میں فرماتے ہیں۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر[1]

مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ آخری عمر میں مالٹا کی قید سے آزاد ہونے کے بعد دارالعلوم دیوبند میں علماء ربانی سے یوں مخاطب ہوئے: ''ہم نے تو مالٹا کی قید میں دو سبق سیکھے ہیں'' یہ الفاظ سن کر علماء کا سارا مجمع ہمہ تن گوش ہو گیا کہ استاذ العلماء نے ۸۰ سال علماء کو درس دینے کے بعد آخر عمر میں جو سبق سیکھے ہیں وہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ

''میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ کل عالم میں مسلمان مادی اور دینی دونوں حیثیتوں سے کیوں پسپا ہو رہے ہیں تو اس کی دو علتیں سمجھ آئی۔ ایک ترک قرآن، دوسرے اختلافات باہمی۔''[2]

مندرجہ بالا شعر اور اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک طرف ایک شخص ہے جو جدید تعلیم یافتہ ہے اور یورپ سے فلسفہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرتا ہے اور اپنے وطن واپس لوٹ کر اپنی ملت و قوم کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ برسوں کی سوچ و بچار اسے بالآخر یہی سجھاتی ہے کہ اس امت کے زوال کی اصل وجہ قرآن کو چھوڑنا ہی ہے۔ جبکہ دوسری طرف دارالعلوم دیوبند کا پہلا شاگرد ہے۔ جس کی ساری تعلیم روایتی طرز پر ہے اور اس کی ساری عمر روایتی علوم کے پڑھنے پڑھانے اور روایتی لوگوں کو پڑھانے میں گزری۔ اس کے نزدیک بھی امت کے مسائل کی تشخیص قرآن کو چھوڑنا ہے۔ یہ دونوں شخصیات ہی عظیم شخصیات ہیں۔ پہلی شخصیت علامہ محمد اقبال کو شاعر مشرق اور حکیم الامت کا خطاب دیا گیا جبکہ دوسری شخصیت مولانا محمود الحسنؒ کو شیخ الہند اور نباضِ امت[3] کا لقب دیا گیا۔

۱۔ بانگ درا، علامہ محمد اقبال، جوابِ شکوہ، دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

۲۔ وحدت امت، مولانا مفتی محمد شفیع، ص: ۳۹۔۴۰

۳۔ ایضاً، ص: ۴۰

اس تمہید سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ امت کے زوال کی اصل وجہ قرآن حکیم سے دوری ہے۔اس فصل میں ہم قرآن سے دوری کے اسباب بیان کریں گے تاکہ قرآن کی طرف رجوع کرنے کے لئے ان اسباب سے بچا جاسکے اور ان اسباب کا خاتمہ کر کے رجوع الی القرآن کی تحریک میں مزید تیزی پیدا کی جاسکے۔

مبحث اول:

تاریخی وسیاسی اسباب

اس امت کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا۔[1] ایک شخص تنِ تنہاء غار حرا سے اترتا ہے اور نبوت کا دعویٰ کر کے صدیوں سے چلے آئے شرک کے نظام کو للکارتا ہے اور تن تنہاء ایک قوم کی مخالفت مول لیتا ہے اور اس قوم اور صدیوں سے چلے آئے شرکیہ نظام کے مقابلے میں صرف ایک شے کو اپنے دفاع اور اپنے اقدام کا ذریعہ بناتا ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔

یہی قرآن تھا جس کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ نے صدیوں پرانی گمراہی کے اندھیرے کو ختم کرنا شروع کیا۔ آپ کا واسطہ کسی سے بھی پڑا، اس کا مذہب کچھ بھی ہو یا چاہے معاشرتی سطح پر اس کی کوئی بھی حیثیت ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے سب کو قرآن مجید کے ذریعے ہی دعوت دی ہے۔ یہی قرآن تھا جو مشرکین کے سرداروں کے لئے پریشانی کا سبب بن گیا تھا۔ اسی قرآن سے نبرد آزما ہونے کے لئے انہوں نے طرح طرح کی چالیں چلیں۔ کبھی اس قرآن کو جادو قرار دے دیتے تا کہ لوگ اس کی طرف التفات نہ کر سکیں۔ جیسے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

ترجمہ: ”اور اگر ہم آپ پر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب نازل کر دیتے، اور پھر یہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھ بھی لیتے تو جو لوگ کفر پر اڑ گئے ہیں وہ پھر بھی کہتے کہ نہیں ہے یہ مگر کھلا ہوا جادو۔[2]

کبھی اس قرآن کو پرانے زمانے کے قصے کہانیاں قرار دے کر اس کی اہمیت ختم کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾

ترجمہ: ”اور جب ان سے کہا گیا: تمہارے رب نے کیا نازل کیا؟ تو انہوں نے کہا: پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں۔[3]

ا۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے ”بدأالإسلام غريباً وسيعود غريباً كما بدأ فطوبى للغرباء“ اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا اور عنقریب یہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا پس اجنبیوں کے لئے خوشخبری ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث: ۳۷۲، جلد: اول، ص: ۲۴۳)

۲ ۔ سورۃ الانعام: ۶/۷

۳ ۔ سورۃ النحل: ۱۶/۲۴

یہ حربہ کارگر نہ ہوتا تو اس قرآن کو شاعری اور کسی شاعر کا کلام قرار دے دیتے۔قرآن نے اس اعتراض کا رد ان الفاظ میں کیا ہے:﴿وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ﴾

ترجمہ:اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں(لیکن) تم تھوڑا ہی ایمان لاتے ہو۔[1]
کبھی اس قرآن کو کاہن کا قول قرار دے دیتے۔اس کی بھی قرآن نے نفی کی۔قال اللہ تعالی:﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾

ترجمہ:اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے(لیکن) تم تھوڑی ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔[2]

اور کبھی یہ الزام لگاتے کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ قرآن کوئی حبشی غلام سکھاتا ہے جس کی اپنی زبان عربی نہیں ہے۔قرآن نے ان کے اس بودھے اعتراض کو بھی بڑی خوب صورتی سے رد کیا۔قال اللہ تعالی:﴿لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴾

ترجمہ:جس شخص کی طرف ان لوگوں کا اشارہ ہے وہ تو عجمی اللسان ہے۔جبکہ قرآن عظیم واضح عربی مبین میں ہے۔[3]
اسی طرح یہ اعتراض بھی کیا کہ یہ قرآن سارے کا سارا ایک مرتبہ ہی کیوں نازل نہیں ہوتا؟قرآن نے ان کا اعتراض اور اس کا رد اس طرح بیان کیا:﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا﴾

ترجمہ:اور یہ کہتے ہیں کہ:اس پر سارا قرآن ایک ہی دفعہ میں کیوں نازل نہیں کر دیا جاتا؟ہم نے اس لیے ایسا کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے تمہارے دل کو ثبات دیں۔اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھوایا ہے۔[4]

اس قدر اعتراض کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ خائف تھے کہ قرآن مجید کے ہوتے ہوئے ان کا شرکیہ دین اور شرکیہ نظام شدید خطرے میں ہے۔اس قرآن کو غیر موثر کرنے واسطے انہوں نے متنوع اقدامات بھی کئے جن میں نبی اکرم ﷺ کو قرآن تبدیل کرنے یا اس میں کچھ تبدیلیاں کرنے کی گذارش کرنا بھی شامل ہے۔[5]لیکن قرآن اللہ کی کتاب ہے۔اس کی حفاظت اللہ

۱۔سورۃ الحاقہ:۴۱/۶۹

۲۔سورۃ الحاقہ:۴۲/۶۹

۳۔سورۃ النحل:۱۰۳/۱۶

۴۔سورۃ الفرقان،۳۲/۲۵

۵۔سورۃ یونس،۱۵/۱۰

جل شانہ کے ذمہ ہے۔[1]اوراسے مشرکین مکہ اور رہتی دنیاتک کے لئے حق اور سچ کی کسوٹی قرار دے کے پوری دنیاکو چیلنج کیا ہے کہ اگر تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ یہ اللہ کی کتاب نہیں ہے تو اس جیسی ایک سورۃ بنا کر دکھاؤاور یہ انجام بھی بیان کر دیا کہ ممکن العمل ہے ہی نہیں۔[2]۔

پھر یہی نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قرآن مجید کو صرف اپنا ذریعہ دعوت بنایا بلکہ جو لوگ اس دعوت پر لبیک کہہ کر قافلہ اسلام میں شامل ہوتے تھے ان کا تزکیہ اور تربیت بھی قرآن مجید کے ذریعے ہی کیا جاتا تھا۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

ترجمہ: وہی رب عظیم ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان کی قوم سے رسول بھیجا۔جو ان پر تلاوت کرتا ہے آیات ربانی اور تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب اور حکمت کی۔[3]

اسی بناپر اس امت کے صلحاء نے تزکیہ، تربیت واصلاح نفس کے لئے قرآن مجید ہی کو اول وبنیادی ذریعہ قرار دیا ہے۔اور یہ معلوم ہوناچاہیے کہ قرآن کے مفہوم میں سنت از خود شامل ہے کیونکہ سنت قرآن ہی کی تشریح وتوضیح پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے ہیں:

"وہ ایمان جس میں شدتِ یقین کے ساتھ ساتھ وسعتِ فکر و نظر بھی ہو، جس میں گہرائی کے علاوہ ایک شعوری یا Intellectual عنصر بھی ہو۔ایسا "علیٰ وجہ البصیرۃ" ایمان صرف اور صرف قرآن سے ملے گا"[4]

پھر یہ قرآن نہ صرف امت کے لئے تزکیہ کا باعث ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود نبی اکرم ﷺ کے تعلق مع اللہ کے لئے روزانہ تہجد کی نماز میں اسی قرآن کی تلاوت کی تلقین کی۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾

---

۱ ۔سورۃ الحجر، ۹/۱۵

۲ ۔سورۃ البقرۃ، ۲۳/۲

۳ ۔سورۃ الجمعہ، ۲/۶۲

۴ ۔حقیقتِ تصوف، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، اشاعت دوم، ۲۰۰۳، ص: ۲۲

ترجمہ: اور رات کے ایک حصے میں آپ اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھیے۔ یہ اضافی ہے آپ کے لیے۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔[1]

اب تک کی بحث سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے اول دور میں قرآن مجید کی حیثیت بالکل مرکزی تھی اور دعوت، تربیت، تزکیہ، مجادلہ و مخاصمہ سب کے لئے قرآن ہی بنیاد اور ذریعہ تھا۔ لیکن دورِ صحابہ کے بعد کچھ امور ایسے پیش آئے جن کی وجہ سے رفتہ رفتہ قرآن سے نگاہیں او جھل ہونا شروع ہو گئی۔ البتہ اس ضمن میں دو باتیں مستحضر رہنی چاہیں۔ پہلی یہ کہ اس مرحلہ پر قرآن سے دوری کا صرف آغاز ہوا تھا جس میں اضافہ ہونے میں کئی صدیاں لگ گئی یعنی ایسا بالکل بھی نہیں ہوا کہ ایک دن یا ایک سال میں قرآن سے دوری پیدا ہو گئی۔ بلکہ یہ سفر درجہ بدرجہ صدیوں پر محیط ہے۔ دوسری بات یہ کہ جو امور ذیل میں بیان کئے جائیں گے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات میں بھی لازماً مذموم ہوں۔ بعض اوقات ایک محمود شے کسی دوسری محمود شے کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے جس کی عام مثال عمومی زندگی سے یہ ہے کہ جب کسی شخص کی اولاد میں صرف ایک بیٹا یا بیٹی ہو تو اسے ماں باپ کی کامل محبت اور توجہ میسر آتی ہے لیکن جب دوسرا بیٹا یا بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اب توجہ بہر صورت تقسیم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات بچوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ماں باپ کو دوسرے بہن یا بھائی سے زیادہ محبت ہے۔ مگر اس کا معنی ہر گز یہ نہ ہو گا کہ اولاد صرف ایک ہی ہونی چاہیے۔ ایسے ہی ذیل میں جو امور بیان کئے جائیں گے ان میں سے بعض اپنی ذات میں محمود ہوں گے لیکن بہر حال ان کے نتیجے میں قرآن سے عمومی دوری پیدا ہوئی ہے۔

ا۔ علومِ اسلامیہ کی تدوین:

نبی اکرم ﷺ کے دورِ مبارک میں علومِ اسلامیہ الگ سے مدون نہیں تھے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کو بھی دو گتوں کے مابین مصحف کی شکل میں صدیق اکبرؓ کے دور میں مرتب کیا گیا۔[2] ایسا نہیں کہ دیگر علوم وجود نہیں رکھتے تھے۔ سیرت اور حدیث کا علم یقیناً موجود تھا لیکن چونکہ ان کی الگ سے باقاعدہ آزادانہ شناخت نہ تھی اس لئے عمومی طور پر قرآن مجید مرکزی حیثیت رکھتا تھا لیکن پھر دور کے تقاضوں کے مطابق علم مغازی، علم فقہ اور علم سیرت مدون ہونا شروع ہوئے۔ امت میں کچھ گمراہ فرقے پیدا ہوئے تو ان کے رد میں علمِ عقیدہ وجود میں آیا اور اسی سے علم الکلام کا آغاز ہوا۔ قرآن مجید کی تشریح و وضاحت کے

۱۔ سورۃ الاسراء، ۱۷/۷۹

۲۔ محاضراتِ قرآن، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران، اشاعت پنجم، ۲۰۰۹، ص: ۱۳۱

لئے علمِ تفسیر کے تحت تفاسیر لکھی گئی اور پھر ان سب علوم کے لئے اصول وضع کئے گئے اور یہ اصول اپنی جگہ علومِ اسلامی کی شاخوں کی حیثیت اختیار کرتے چلے گئے جیسا کہ اصول تفسیر، اصول فقہ اور اصول حدیث وغیرہ۔

علومِ اسلامی کے اس ارتقاء کے نتیجے میں جو اپنی ذات میں تو ایک محمود عمل تھا، قرآن مجید کی طرف التفات میں عمومی کمی پیدا ہونی شروع ہو گئی۔ انسان کی عملی زندگی چونکہ فقہی مسائل سے تعلق رکھتی ہے لہٰذا زیادہ توجہ فقہ پر ہو گئی۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ واضعین حدیث میں سے ایک شخص کے وضع حدیث کے سبب کو بیان کرنے سے بخوبی ہوتا ہے۔

ابو عصمہ نوح بن ابو مریم مروزی جو واضعین حدیث میں سے تھا۔ اس نے قرآن کی سورتوں کے فضائل پر مبنی احادیث وضع کی تھی۔ جب اسے پکڑا گیا اور اس نے وضع حدیث کا اقرار بھی کر لیا تو اس سے وضع حدیث کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا:

> ''جب میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن سے بے رخی اختیار کر کے ابو حنیفہ (کی فقہ) اور ابن اسحاق کی مغازی میں مشغول ہو رہے ہیں تو ثواب کی نیت سے میں نے یہ احادیث گھڑی ہیں (تاکہ لوگ قرآن کی طرف متوجہ ہوں)''۔[1]

یہ شخص اگرچہ واضع حدیث ہے لیکن اس کا یہ تاثر چاہے ادنی درجہ کی حقیقت پر ہی مبنی ہو لیکن بہر حال یہ حقیقت تھی کہ علومِ اسلامیہ کی تدوین سے قرآن سے تعلق میں عمومی کمی پیدا ہوئی۔ تاہم یہ ایک فطری عمل تھا اور صدیوں پر محیط تھا لہٰذا اس کی ذمہ داری کسی مخصوص شخص یا گروہ پر عائد نہیں ہوتی۔

۲۔ فتوحات و مملکت اسلامی:

دورِ صحابہ ہی سے فتوحات کا سلسلہ تیز تر ہو گیا تھا اور مسلمانوں کا ایک گروہ مسلسل دشمن سے نبرد آزما رہتا تھا۔ کئی مواقع ایسے بھی آجاتے تھے کہ مسلمان بیک وقت کئی محاذوں پر دشمن سے بر سر کار ہوتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مملکت میں اضافہ بھی ہو رہا تھا اور اس کا انتظام و انصرام سنبھالنا اپنی جگہ ایک چیلنج تھا۔ خلافت راشدہ میں تو اس چیلنج کو بخوبی پورا کیا گیا اور ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قرآن کے اس توازن کو برقرار رکھا گیا لیکن بعد کے ادوار میں رفتہ رفتہ یہ توازن بگڑنا شروع ہو گیا اور تلوار اور مملکت کا انتظام و انصرام زیادہ توجہات کا مرکز بنتا چلا گیا اور چونکہ قرآن کی عمومی تعلیم اخلاق اور ایمان ہے جبکہ مملکت

۱۔ من اطیب المنح فی علم المصطلح، عبد الکریم المراد و عبد المحسن العباد، (مترجم محمد محفوظ اعوان و عبد المنان راسخ)، مکتبہ محمدیہ لاہور، ص: ۵۰

خالصتاً قانون پر چلتی ہے لہذا مملکت کی توجہ بھی زیادہ قانون کی تدوین اور اسے رائج کرنے پر ہی رہی۔ اسی سے متعلق ڈاکٹر اسرار احمدؒ لکھتے ہیں:

''جب اسلام مملکت اور سلطنت کے دور میں داخل ہوا تو اصل زور اسلام کے بجائے ایمان پر، یقین کے بجائے اقرار و شہادت پر اور باطن سے بڑھ کر ظاہر پر ہو گیا۔ نتیجۃً قرآن حکیم کے بھی منبع ایمان اور سرچشمہ یقین ہونے کی حیثیت مؤخر اور نگاہوں سے او جھل ہوتی چلی گئی اور کتاب قانون اور یکے از ادلۂ اربعہ ہونے کی حیثیت مقدم اور مرکز توجہ بنتی چلی گئی''۔[1]

۳۔ یونانی فلسفہ و منطق کا اسلام میں داخلہ:

یہ سبب بھی دراصل دوسرے سبب کا نتیجہ ہی ہے۔ جب قرآن کی مرکزیت کم ہوتی چلی گئی تو بہر حال اس سے ایک خلا پیدا ہوا اور اس خلا کو ارسطو اور افلاطون کی منطق نے پر کیا اور اس منطق کا مسلمانوں پر ایسا اثر ہوا کہ مسلمانوں کے کئی علوم میں اس منطق نے اپنی جڑیں گاڑھ لیں۔ یہ سلسلہ اس قدر بڑھ گیا کہ ابن تیمیہؒ کو اس منطق کے رد پر ایک کتاب لکھنی پڑی۔[2]

۴۔ تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش:

تصوف جو کہ حقیقت میں اسلام ہی کی ایک بنیاد ''تزکیہ'' کا دوسرا نام ہے۔ اس میں رفتہ رفتہ ایسے نظریات شامل ہوتے گئے جن کے نتیجے میں تصوف تزکیہ کے بجائے ایک الگ نظام اختیار کرتا چلا گیا۔ تزکیہ اسلام کی بنیادوں میں سے ہے اور اس کے حصول کے لئے سب سے بنیادی عنصر خود قرآن مجید ہے لیکن رفتہ رفتہ جب تصوف ایک فکر اور نظام کی شکل اختیار کرتا رہا ویسے ویسے قرآن ناکافی سمجھا گیا اور اس کی جگہ ایسی ریاضتوں نے بنا لی جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ نتیجۃً قرآن نظروں سے او جھل ہوتا چلا گیا اور اصلاحِ نفس کے لیے نئی نئی ریاضتیں وجود میں آتی گئیں۔ غیر دینی نظریات کی تصوف میں آمیزش سے متعلق پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب نے ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔[3] غیر دینی نظریات کی تصوف میں آمیزش کے اسباب اس فلسفہ و منطق کے علاوہ بعض گمراہ فرقوں کی اپنی من مانی تاویلات کا تصوف میں شامل کرنا بھی ہے۔

۱۔ دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع: سوم، ۲۰۰۱، ص: ۸۴-۸۵

۲۔ اس منطق اور اہل منطق کے رد میں علامہ ابن تیمیہ نے ''الرد علی المنطقیین'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب تصنیف کی ہے۔

۳۔ اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش، پروفیسر یوسف سلیم چشتی، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، طبع اول، 1976

مبحث دوم:

تعلیمی و تہذیبی اسباب

تعلیمی اسباب:

مسلمانوں کی قرآن سے دوری کا دوسرا اہم سبب تعلیمی و نظریاتی ہے۔ مسلمانوں کے ہاں ہمیشہ ایک ہی تعلیمی نظام رائج رہا ہے۔ لیکن برصغیر میں انگریز کی آمد اور جنگ آزادی میں مسلمانوں کی شکست کے بعد انگریز نے جہاں مسلمانوں کو عسکری طور پر اپنے ماتحت کر لیا وہیں نظام تعلیم کے ذریعے بھی اس نے مسلمانوں کی مغلوبی کو آخری حد تک پہنچانے کی کوشش کی اور اسی نظام تعلیم کے ذریعے اس نے اپنی تہذیب و ثقافت اور اپنے فکر و نظر کو مسلمانوں میں عام کرنے کا منصوبہ بنایا۔[1]

اس کا اولین نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے ہاں دو طرح کے تعلیمی نظام رائج ہو گئے۔ ایک طرف جدید اور عصری تعلیم کا نظام تھا جسے دنیاوی تعلیم سے موسوم کیا جاتا ہے تو دوسری طرف دینی مدارس کا نظام تھا جسے قدیم تعلیم یا دینی تعلیم سے موسوم کیا جاتا ہے۔ نظامِ تعلیم کا ان حصوں میں تقسیم ہو جانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ معاشرے میں دو بالکل مختلف بلکہ متضاد قسم کی شخصیتیں پروان چڑھنا شروع ہو گئیں۔[2]

ایک طرف دینی تعلیم حاصل کرنے والے افراد تھے جو قال اللہ و قال الرسول سے تو بخوبی واقف تھے لیکن فقہ الواقع ان کی گرفت سے نکلتا جا رہا تھا۔ عملی زندگی کے تمام شعبوں سے وہ خود بھی کافی حد تک بے نیاز تھے اور رائج نظام بھی انہیں شریک کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ دوسری طرف خالصتاً دنیاوی تعلیم کے حاملین تھے جو دینی تعلیم سے ناواقف بھی تھے اور اس کی احتیاج کے کچھ زیادہ قائل بھی نہ تھے۔

معاشرے کی بھاگ دوڑ عملاً اس دوسری قسم کے لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی اور معاشرے کی رہنمائی و رہبری کے مقام پر یہ جدید تعلیم یافتہ لوگ از خود فائز ہو گئے۔ معاشرہ انہی لوگوں کی سیادت و قیادت میں تیار ہونا شروع ہو گیا اور عملاً عوام الناس میں بھی دینی علوم کی رغبت کم ہوتی چلی گئی۔

۱۔ اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش، ڈاکٹر محمد امین، بیت الحکمت، لاہور، ۲۰۰۶، ص: ۱۳۶

۲۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع: بارہ، ۲۰۰۴، ص: ۹-۱۰

جدید تعلیم کے ذریعے جہاں انسانیت کو بہت سے فوائد ہوئے وہی کچھ نقصانات بھی ہوئے۔ یہ نقصانات عام انسان کو بھی ہوئے اور بطور خاص مسلمانوں کو ہوئے۔ مسلمانوں کو جدید تعلیم کی ترویج سے جو نقصانات ہوئے وہ مختصر درج ذیل ہیں۔

- پہلے زمانے میں معاش کا تعلق زیادہ تر تجارت اور ہنر مندی سے تھا جبکہ موجودہ دور میں معاش کا زیادہ تر انحصار جدید تعلیم پر ہو گیا۔اب تجارت کرنے کے لئے بھی باقاعدہ جدید تعلیم کی ضرورت ہے۔ پھر معاش کے لئے جس جدید تعلیم کی ضرورت ہے وہ کوئی دو چار سال میں حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے زمانے میں ہنر اور فن کا معاملہ تھا جس کی تحصیل کے لئے دو چار سال کافی ہو جاتے تھے۔اب معاش کے حصول کے لئے جس جدید تعلیم کی ضرورت ہے اس کے حصول کے لئے کم از کم بھی 16 سال درکار ہیں۔اور یہ سولہ سال بھی کل وقتی درکار ہیں۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تین سے چار سال کی عمر سے ہی ایک بچہ جدید تعلیم کے حصول میں اس قدر مگن ہو جاتا ہے کہ دوسری قسم کی تعلیم کے لئے وقت اور صلاحیتیں باقی نہیں بچتیں۔اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ 20، 25 سال کی عمر تک لوگ جدید تعلیم میں اس قدر منہمک ہوتے ہیں کہ بالکل بنیادی دینی تعلیم بھی حاصل نہیں کر پاتے۔جبکہ اسلام رہنمائی مہیا کرتا ہے انسان کی کل زندگی سے متعلق اور اس ہدایت کے لئے بھی باقاعدہ تعلیم کی ضرورت ہے اور اس تعلیم کے بغیر اسلام پر صحیح طرح عمل کرنا ممکن نہیں ہے۔
- جدید علم ایک ایسی قوم نے ایجاد کیا جو کہ مجموعی اور عملی طور پر خدا، آخرت اور مذہب بیزار ہے۔ لہذا جدید علم کی روح بھی خدا، آخرت اور مذہب بیزار ہے۔ لہذا ایک لمبا عرصہ صرف جدید تعلیم حاصل کرنے کے نتیجہ میں عموماً انسان عملاً مذہب سے دور ہوتا جاتا ہے اور دین اور آخرت سے اسے زیادہ سروکار نہیں رہتا۔البتہ اگر کوئی خارجی عنصر شامل ہو جائے تو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ انسان مذہبی بھی رہ سکتا ہے لیکن ایسے کسی خارجی عنصر کے بغیر یہ بات تقریباً ناممکن ہے کہ انسان جدید تعلیم میں آگے بڑھتا چلا جائے اور اس کی مذہبی اور ایمانی کیفیات سرد نہ پڑیں۔
- جدید تعلیم کے ذریعے انسان نے جہاں عقل و شعور میں ارتقاء کیا وہیں انسان نے ٹیکنالوجی میں بھی ترقی کی۔ پچھلی دو صدیوں میں ٹیکنالوجی کی ترقی حیران کن اور انتہائی سبک رفتار ہوئی ہے جس کے نتیجے میں سینکڑوں ایسی اشیاء جو کہ پہلے وجود نہیں رکھتی تھیں، اب وہ انسان کی زندگی کی بنیادی ضرورتوں میں شمار ہونے لگی۔ جیسا کہ موبائل فون، بجلی اور اس پر چلنے والے کئی آلات، گاڑیاں جو کہ جانوروں کی طرح قدرتی چارہ کھا کر خود سے افزائش نسل نہیں کرتی بلکہ مسلسل ایندھن طلب کرتی ہیں۔اس کے علاوہ شہری زندگی کے پھیلاؤ کے نتیجے میں اپنے گھر کا حصول بھی ایک جاں گسل محنت کا متقاضی ہو گیا۔اشیاء ضروریات زندگی میں اضافے کے باعث انسان کے لئے معاشی مشکلات میں اضافہ ہو گیا جس کے

نیتجے میں جدید تعلیم سے فراغت حاصل کرتے ہی انسان معاش کی تگ ودو میں گرفتار ہو جاتا ہے اور یہ تگ ودو اس کا تقریباً تمام وقت اور صلاحیتیں استعمال کر لیتی ہیں۔

- جدید تعلیم کا معاملہ پہلے زمانے کی تعلیم سے اس پہلو سے بھی منفرد ہے کہ پہلے تعلیم کبھی اس قدر مہنگی نہ تھی جتنی آج کے زمانے میں ہو گئی ہے۔ لہذا خود جدید تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب ایک انسان شادی کے بعد بچوں کی تعلیم کا آغاز کرتا ہے تو دوبارہ سے ایک معاشی مشکل کا شکار ہو جاتا ہے۔ ان سب معاشی مشکلات کی وجہ سے بھی ایک شخص کے پاس دین کو سیکھنے اور سمجھنے کے لئے وقت نہیں بچتا اور وہ دینی تقاضوں سے نابلد ہونے کی وجہ سے ایک اچھا مسلمان نہیں بن پاتا۔[1]
- دورِ جدید میں مادہ پرستی میں حیران کن حد تک اضافہ ہوا ہے جس کے نتیجے میں وقت اور صلاحیتیں ہونے کے باوجود انسان کسی ایسی چیز کی کچھ خاص طلب اپنے اندر نہیں پاتا جس کے حصول سے اس کو مادی اعتبار سے فائدہ نہ ہو۔ اس لئے دینی تعلیم جس کا کوئی خاص مادی فائدہ نہیں ہے، عوام الناس کے ایک بڑے حصے کے لئے قابل التفات شے نہ رہی۔

تہذیبی اسباب:

جدید تعلیم چونکہ اپنے اندر مغربی تہذیب بھی رکھتی تھی اس لئے رفتہ رفتہ ہم اپنی تہذیب سے بیگانہ ہونا شروع ہو گئے اور مغربی تہذیب کو خوشی خوشی اپنانا شروع ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز کے جانے کے ستر سال بعد بھی ہم عملاً اس کی تہذیب کو ایک اعلیٰ تہذیب سمجھتے ہیں اور جدید تعلیم یافتہ افراد کی بڑی اکثریت اسی مغربی تہذیب کو اپنائے ہوئے ہے۔[2] اس مغربی تہذیب کے کچھ بنیادی خواص درج ذیل ہیں۔[3]

- خدا بیزاری
- آخرت کا انکار یا کم از کم درجہ پر عدم التفات
- مادہ پرستی
- مذہب بیزاری

۱۔ اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش، ڈاکٹر محمد امین، ص: ۱۲۴

2 https://www.mukaalma.com/۲۲۷۸۷/

۳۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام، ڈاکٹر اسرار احمد، ص: ۶-۷

ان اوصاف کی حامل تہذیب جب مسلمانوں پر مسلط ہو گی تو لازماً مسلمانوں کی اپنی تہذیب جو کہ نہ صرف مغربی تہذیب سے مختلف ہے بلکہ متصادم بھی ہے۔اس تہذیب کی بنیاد اور اساس بھی کمزور ہو جائے گی اور یہ امر مترشح ہے کہ اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن پر ہے اور قرآن مجید کے بنیادی اور اساسی نظریات یہ ہیں۔

- کائنات کی سب سے بڑی حقیقت اللہ تعالیٰ اور انسان کا مقصد تخلیق ہی اللہ سبحانہ تعالیٰ کی پہچان پانا ہے اور اس کی بندگی میں زندگی بسر کرنا ہے۔یہ دو حقائق قرآن نے یوں بیان کیے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ﴾

ترجمہ: یہ اس لیے کہ اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ جنہیں یہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہیں۔[1]

وقال تعالیٰ: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾

ترجمہ: جنات اور بشر کو میں نے اس کے سوا کہ وہ میری عبادت کریں کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا۔[2]

- آخرت سے متعلق قرآن کا نظریہ نہ صرف اثبات کا ہے بلکہ زندگی سے متعلق اصل شے آخرت ہی ہے اور اس دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں کوئی حیثیت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾

ترجمہ: آخرت کہیں زیادہ بہتر اور زیادہ پائیدار ہے۔[3]

- مادہ پرستی کی قرآن مجید پرزور نفی کرتا ہے اور دنیا کی زندگی کو دھوکے کا سامان قرار دیتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

ترجمہ: اور نہیں ہے یہ دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔[4]

---

۱ ۔سورۃ الحج:۶۲/۲۲

۲ ۔سورۃ الذاریات:۵۶/۵۱

۳ ۔سورۃ الاعلیٰ:۱۷/۸۷

۴ ۔سورۃ آلِ عمران:۱۸۵/۳

لہذا مغربی تہذیب اور اسلامی تہذیب ایک دوسرے سے متصادم ہیں اور مغربی تہذیب کے عروج کا لازمی نتیجہ قرآن سے دوری ہے کیونکہ قرآن مجید جس تہذیب کا داعی ہے وہ مغربی تہذیب کی ضد ہے۔اب وہ قوم جو مغربی تہذیب کو اپنا چکی ہے کیونکر قرآن کی طرف التفات کرے گی؟

خلاصہ کلام:

فصل اول میں جس قضیہ کو بیان کیا گیا اور فصل دوم میں اس کی ضرورت و اہمیت اور فضائل ذکر کیے گئے ہیں۔اس قضیے کے جوانب میں سے ایک جانب یہ ہے کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ جو معاملہ اتنا اہم تھا اور جس کی اہمیت خود قرآن و سنت سے مسلم ہے۔آخر کیا وجہ ہے کہ عملاً معاشرہ اس سے دور ہے۔

اس فصل میں قرآن سے دوری کے اسباب کا جائزہ لیا گیا اور قرآن سے دوری کے چار بڑے اسباب متعین کئے گئے۔ان اسباب کو جاننے کے بعد ہمیں مرض کے اسباب اور مرض کی سنگینی کا بھی علم ہو جاتا ہے اور اس مرض کے تدارک کا راستہ بھی مزید واضح ہو جاتا ہے اور آئندہ کے لئے تنبیہ بھی ہو جاتی ہے کہ اس متاع عزیز کی حفاظت کیونکر ممکن ہو گی۔

قرآن سے دوری کے بڑے چار اسباب یہ ہیں۔تاریخی اسباب، سیاسی اسباب، تعلیمی اسباب اور نظریاتی اسباب۔ان میں ہر ایک کا تجزیہ کیا گیا اور وہ قرآن سے دوری پیدا کرنے کا سبب کیسے بنا اس کا جائزہ لیا گیا۔ان اسباب کا تدارک قرآن فہمی کے فروغ کے لئے از بس ضروری ہے۔

باب دوم:

عصر حاضر میں قرآن فہمی کے فروغ کے لئے کرنے کے اہم کام

فصل اول:

سرکاری اداروں کی سطح پر کرنے کے کام

فصل دوم:

نجی اداروں کی سطح پر کرنے کے کام

فصل سوم:

شخصی اور ذاتی سطح پر کرنے کے کام

فصل اول:

سرکاری اداروں کی سطح پر کرنے کے کام

مبحث اول:

سکولز کی سطح پر کرنے کے کام

مبحث دوم:

کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کرنے کے کام

مبحث اول:

سکولز کی سطح پر کرنے کے کام

تمہید:

سرکاری سکولز میں کل طلباء میں سے نصف سے زائد طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کسی بھی قوم کا تعلیمی نظام، اس قوم کی تہذیبی اقدار کی تعلیم سے ہر گز خالی نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے تعلیمی نظام میں ایک بچہ سکول کا آغاز کرتا ہے اور دس سے بارہ سال سکول میں گزارنے کے بعد میٹرک پاس کرتا ہے لیکن اس دوران ایک بار بھی مکمل قرآن ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھتا۔

عملی اقدامات:

سرکاری سکولز میں قرآن فہمی کو فروغ دینے کے لئے کچھ مضامین کو شامل کرنا ہوگا اور کچھ مضامین کو پہلے سے زیادہ مؤثر کرنا ہوگا۔ اسی طرح محض نصاب میں بہتری سے قرآن فہمی کو کچھ زیادہ فروغ نہیں مل سکے گا بلکہ قرآن فہمی کے فروغ کے لئے اساتذہ کے لئے قرآن فہمی کا کوئی انتظام بھی کرنا ہوگا کیونکہ اساتذہ بھی اسی تعلیمی نظام سے تیار ہوئے ہیں جس میں قرآن کی تعلیم شامل نہیں ہے۔ ذیل میں نصاب کے حوالے سے تجاویز پیش کریں گے۔ نصاب کے حوالے سے سرکاری سکولز میں قرآن فہمی کے فروغ سے متعلق تجاویز کو ہم دو حصوں میں تقسیم کریں گے۔

۱۔ پرائمری سکول کی سطح پر کرنے کے کام

۲۔ ہائی سکول کی سطح پر کرنے کے اہم کام

1. پرائمری سکول کی سطح پر کرنے کے کام

پرائمری کی سطح پر درج ذیل مضامین کو شامل نصاب کرنا چاہیے۔

- تجوید و ناظرہ

علم تجوید کی ضرورت واہمیت: اہل علم نے قرآن مجید کے کئی حقوق بیان کئے ہیں جن میں سے سب سے پہلا اور بنیادی حق اس پر ایمان لانا ہے۔اس کے بعد دوسرا انتہائی اہم اور بنیادی حق قرآن مجید کی تلاوت ہے۔[1]

لفظ تلاوت لغت عرب کا لفظ ہے جس کی اصل ''ت ل و'' ہے یہ باب نصر سے مصدر ہے۔ لغوی معنی ہے پیچھے آنا اور پڑھنا۔[2] تلاوت قرآن کے حق میں سے ہے یہ بھی کہ قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے۔قرآن مجید میں اللہ ذوالجلال فرماتا ہے۔﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴾

ترجمہ: اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے رک رک کر کیا کرو۔[3]

ترتیل بھی لغت عرب کا لفظ ہے جس کی اصل ''ر ت ل'' ہے اور یہ باب تفعیل سے مصدر ہے۔لغوی معنی ہیں اچھی طرح ترتیب دینا اور جب اس کا مفعول قرآن ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر عمدہ طریقے سے پڑھنا۔[4]

ہمارے معاشرے میں بیک وقت دو متوازی تعلیمی نظام جاری ہیں۔ایک طرف عصری تعلیمی نظام ہے جو کہ وقت اور محنت کے لحاظ سے ایک شخص سے سولہ سال طلب کرتا ہے اور چونکہ انسان کے مستقبل کا معاش اسی تعلیم کے ساتھ منسلک ہے لہذا عوام الناس کی بڑی اکثریت نہ صرف اس تعلیم کو ترجیح دیتی ہے بلکہ اس تعلیم میں اس قدر مگن ہو جاتی ہے کہ پھر دینی تعلیم کے لئے اس کے پاس وقت نہیں بچتا۔اسی کا نتیجہ ہے کہ اب معاشرے میں یہ صورتِ حال پیدا ہو رہی ہے کہ بچہ پرائمری پاس کر لیتا ہے لیکن قرآن مجید کا ناظرہ تک نہیں سیکھ پاتا اور یہ مسئلہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔اس کی وجوہات میں ایک طرف تو سکول کا بوجھ ہے کہ ایک ناتواں بچہ صبح آنکھ کھلنے سے لے کر نصف دن تک سکول میں گزار کر آتا ہے اور واپس آنے کے بعد بھی سکول کا کام اور ٹیوشن کے رواج کی وجہ سے شام میں دوبارہ چار سے چھ گھنٹے کی مصروفیت کے نتیجے میں اس کے پاس وقت ہی نہیں بچتا۔ دوسری طرف قرآن مجید کا ناظرہ پڑھانے کے لئے بھی چونکہ باقاعدہ انتظام موجود نہیں ہے اور روایتی مذہبی طبقہ کے بچوں کی تعلیم میں سزا کے نام پر تشدد کے واقعات میڈیا کے ذریعے اس طرح سے عام کر دیئے گئے ہیں کہ لوگ اپنے بچوں کو مساجد و

---

۱ ۔قرآن مجید کے مسلمانوں پر حقوق، صہیب احمد، مکتبہ بیت السلام، ریاض، س۔ن، ص:۶۸

۲ ۔المنجد، لوئیس معلوف(مولانا عبدالحفیظ بلیاوی)، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۰۹، ص:۸۹

۳ ۔سورۃ المزمل: ۷۳/۴

۴ ۔مصباح اللغات، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۱۹۹۹، ص:۲۷۱

مدارس میں ناظرہ و تجوید کی تعلیم کے لئے بھیجنے سے گریزاں ہیں۔[1] ان حالات میں جو سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ بچے کو ناظرہ کی تعلیم سکول ہی میں دی جائے۔اس کے لئے کئی طرح کے طریقہ کار اختیار کئے جا سکتے ہیں البتہ ایک عملی تجویز ہم اس مقالہ میں پیش کریں گے۔

سکول کی تعلیم کے آغاز میں پہلے دو یا تین سال میں ایک مضمون ''تجوید و ناظرہ'' کے عنوان سے شامل نصاب کرنا چاہیے جس میں بچے کو تجوید کے بنیادی قواعد سکھائے جائیں اور ساتھ ساتھ قرآن مجید کی عبارت پڑھنا بھی سکھائی جائے۔ بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ بچوں کو بنیادی دینی تعلیم دیں اور اگر ہم اس میں کوتاہی کے مرتکب ہوں گے تو عند اللہ مسئول ہوں گے کیونکہ دین کی بنیادی تعلیم ہر مسلمان پر فرض ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے۔«طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ » [2]

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے۔

اور بات ظاہر ہے کہ جو علم فرض ہے اس میں سب سے بنیادی علم تو قرآن کی تلاوت ہے کیونکہ اگر قرآن پڑھنا نہ آتا ہو تو انسان نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ نماز قرآن کی تلاوت کے بغیر ممکن نہیں ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» [3]

ترجمہ: اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے (نماز میں) سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی۔

دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يقرأ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ (الی الاخر حدیث) » [4]

ترجمہ: جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہیں پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے، ناقص، ناقص ہے، نامکمل ہے۔

قرآن مجید نے خود نبی اکرم ﷺ کو بھی تاکید کی کہ آپ قرآن مجید کی تلاوت کریں۔

---

1 . https://www.dawnnews.tv/news/۱۰۹۳۴۳۹

۲ ۔ سنن ابن ماجۃ، المقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث: ۲۲۴

۳ ۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب وجوب القراءۃ للامام والمأموم، حدیث: ۷۵۶

۴ ۔ سنن نسائی، ابو عبد الرحمن النسائی، اسلامی اکادمی، لاہور، طبع: اول، ۱۹۸۵، کتاب الافتتاح، باب ترک

﴿ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ﴾

ترجمہ: جوآپ ﷺ کی طرف وحی ہوا تلاوت کیجئے اس کی اور نماز قائم کیجئے۔[1]

پھر اہلِ ایمان کی بنیادی صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں مثل ویسے جیسے حق ہے اس کی تلاوت کا۔

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ﴾

ترجمہ: جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے وہ اسکی تلاوت کرتے ہیں بعین ہی جیسا کہ حق ہے اس کی تلاوت کا، یہی ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر۔[2]

قرآن مجید کی تلاوت کی اس اہمیت کے پیش نظر ہمارا دینی فریضہ ہے کہ ہر بچے کو قرآن مجید پڑھنا سکھائیں اور یہ کام سب سے بڑھ کر سرکاری سکولوں کی ذمہ داری ہے کیونکہ پاکستان اپنے وجود اور اپنے آئین کی رو سے ایک اسلامی مملکت ہے اور ایک اسلامی مملکت کا فرض ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے بنیادی فرائض کی تکمیل میں مدد ومعاون ہو۔

سکولوں میں تجوید وناظرہ پڑھانے سے درج ذیل فوائد بھی حاصل ہو سکیں گے۔

- بچے مسلکی تعصب اور فرقہ واریت سے بچ سکیں گے کیونکہ سکولوں کا تعلق مسالک سے نہیں ہوتا اور حکومت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے فرقہ واریت سے بچانا نہایت آسان ہو گا۔
- بچوں پر بیک وقت دو بوجھ نہیں ہوں گے اور بچے بیک وقت دینی ودنیاوی تعلیم کے مابین کشمکش کا شکار نہیں ہونگے بلکہ ایک ہی پلیٹ فارم پر انہیں دونوں طرح کی تعلیم میسر آئے گی۔ اس سے بچے یکسو ہو کر زیادہ بہتر طور پر سیکھنے کے قابل ہوں گے۔
- معاشرے میں موجود تمام بچوں میں یکسانیت پیدا ہو گی اور ایک ہی نظام تعلیم سے پروان چڑھنے کے نتیجے میں امتیاز ختم ہو گا۔
- والدین کو اس کشمکش سے نجات مل جائے گی کہ وہ اپنے بچوں کی دینی ودنیاوی تعلیم میں توازن کیسے پیدا کریں۔

۱۔ سورۃ العنکبوت: ۴۵/۲۹

۲۔ سورۃ البقرۃ: ۱۲۱/۲

▪ معاشرے میں کوئی بچہ بھی ایسا نہ ہوگا جسے قرآن پڑھنا نہ آتا ہو۔اس کے نتیجے میں دو سے تین دہائیوں کے اندر پورے ملک میں ایسا کوئی مسلمان نہ گا جو قرآن پڑھنا نہ جانتا ہو۔

سکولوں میں تجوید و ناظرہ پڑھانے کے حوالے سے ایک انتہائی اہم اور خوش کن پیش رفت یہ ہوئی ہے کہ ایک نجی ادارے نے تین کتابوں پر مبنی قواعد تجوید کی کتب تیار کی ہیں جو بچوں کو نرسری، کلاس اول اور کلاس دوم میں پڑھائی جائیں تو بچے ناظرہ سیکھنے سے پہلے تجوید سیکھ جائیں گے۔اس مقصد کے لئے اس ادارے نے انتہائی تخلیقی نوعیت کا کام کر کے خصوصاً چھوٹے بچوں کو تجوید سکھانے کے لئے کہانیاں اور نظمیں تیار کی ہیں اور مختلف تصاویر کی مدد سے بچوں کو قواعد تجوید ازبر کرائے جاتے ہیں۔مزید لائق مسرت بات یہ ہے کہ صوبہ خیبر پختونخواہ میں اس نصاب کو حکومت نے سکول کے نصاب کا حصہ بھی بنالیا ہے۔ ایسے ہی اگر ملک کے باقی صوبوں اور وفاق میں بھی یہ نصاب اختیار کر لیا جائے تو مندرجہ بالا سطور میں جو نقشہ پیش کیا گیا تھا اس کی تکمیل ہو سکے گی۔[1]

- حفظ

حفظ کی اہمیت:

قرآن مجید حفظ کرنا انتہائی سعادت کی بات ہے۔حفظ قرآن کے فضائل معلوم ہونے کے بعد ہر والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد میں بھی حافظ قرآن موجود ہوں لیکن عصری تعلیم کے بوجھ کی وجہ سے والدین کی اکثریت اپنی یہ خواہش پوری نہیں کر پاتی۔اسی لئے ہم یہ تجویز پیش کر رہے ہیں کہ حفظ قرآن کو بھی سکول کے نصاب کا حصہ بنانا چاہیے تاکہ والدین کی یہ خواہش بھی پوری ہو سکے اور قرآن فہمی کی راہیں بھی آسان ہو سکیں۔حفظ سے قرآن کے نتیجے میں قرآن فہمی کی راہ کیسے ہموار ہو گی اس پر بحث سے پہلے ہم حفظِ قرآن کی اہمیت کو بیان کرنے واسطے چند فضائل بیان کریں گے۔

« يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيةٍ تَقْرَؤُهَا » [2]

---

۱ ۔ادارے کا نام کیریکٹر ایجوکیشن فاؤنڈیشن ہے۔اس ادارے کے کئی پروگرامز ہیں جن میں سے ایک پروگرام قرآن ایجوکیشن ہے۔اس پروگرام کے تحت بھی کئی منصوبے چل رہے ہیں جن میں سے ایک منصوبہ سکولوں کے نصاب میں قرآن کی تعلیم کا شامل کرنا ہے۔مزید تفصیل کے لئے ادارے کی آفیشل ویب سائٹ وزٹ کی جا سکتی ہے۔https://cef.org.pk/

۲ ۔ سنن ابوداؤد، ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، (مترجم: ابو عمار فاروق سعیدی) دار السلام، ریاض سعودی عرب، ۱۴۲۷ھ، کتاب الصلاۃ، باب: استحباب الترتیل فی القراءۃ، حدیث: ۱۴۶۴، جلد: دوم، ص: ۱۶۶

ترجمہ: ''صاحب قرآن سے کہا جائے گا''قرآن پڑھتے جاؤاور بلند مقامات کی طرف چڑھتے جاؤ،اور ٹھہر ٹھہر کر ویسے ہی قرآن پڑھو جیسے تم دنیامیں پڑھتے تھے۔پس تمہاری منزل وہیں ہو گی جہاں تم آخری آیت پڑھو گے۔اسی طرح ایک دوسری حدیث میں قرآن کریم کے حفظ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا:

« مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ ، أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا » [1]

''جس نے قرآن پڑھااور اس پر عمل کیا۔اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔جس کی روشنی تمہارے دنیا کے گھروں میں چمکنے والے سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہو گی اگر وہ تمہارے درمیان ہوتا۔پس تمہارا کیا گمان ہے اس شخص کے بارے میں جو اس پر عامل بھی ہو؟۔

نبی اکرم ﷺ سے حافظِ قرآن کے جو فضائل روایت ہوئے ہیں اور بطورِ خاص حافظِ قرآن کے والدین کو قیامت کے روز جس شرف سے نوازا جائے گا اس کے پیش نظر سرکاری سکولوں کی سطح پر حفظ قرآن کا اہتمام ہونا چاہیے۔اس تجویز پر دو طرح کے اعتراض ممکن ہیں جن کا جواب دیناضروری ہے۔

پہلا اعتراض یہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر بچے میں حفظِ قرآن کی صلاحیت موجود ہوناضروری نہیں ہے لہذا اگر ہر بچے پر یہ بوجھ ڈالا جائے تو یہ مناسب نہ ہو گا۔اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یقیناً ہر بچے پر جبراً یہ بوجھ ڈالنا مناسب نہیں ہے۔حفظ قرآن کو ایک اختیاری مضمون کے طور پر ہی رکھنا چاہیے البتہ اس کی ترغیب و تشویش ایسی ہونی چاہیے کہ ہر وہ بچہ جس میں حفظ قرآن کی استعداد موجود ہے وہ حفظ قرآن کو ہی ترجیح دے۔یعنی ایسا ہرگز نہ ہو کہ حفظ قرآن کے مقابل میں کوئی ایسا اختیاری مضمون رکھا جائے جس کی طرف بچوں کا یا ان کے والدین کا التفات زیادہ ہو جائے اور نتیجۃً حفظ قرآن کو شامل نصاب کرنے کے باوجود بھی عملاً لوگ بچوں کو حفظ نہ کرواسکیں۔

دوسرا اعتراض یہ کیا جا سکتا ہے کہ سکول کا نصاب پہلے سے ہی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اگر حفظِ قرآن کو بھی شاملِ نصاب ہو تو سکول کا نصاب مکمل نہیں ہو پائے گا۔اس کا آسان جواب یہ ہے کہ پچھلی ایک دہائی سے ایسے نجی تعلیمی ادارے کثرت سے پھیل

ا۔ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب: فی ثواب قراءۃ القرآن، حدیث: ۱۴۵۳، جلد: دوم، ص: ۱۵۹

رہے ہیں جو انتہائی معیاری عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کو قرآن بھی حفظ کروا رہے ہیں۔[1]۔اس معاملے میں ان کے طریقہ کار کا جائزہ لے کے بہترین طریقہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے۔

رہا یہ معاملہ کہ حفظ قرآن کا فہم قرآن سے کیا تعلق ہے ؟ حفظ قرآن کا فہم قرآن سے بہت گہرا ربط و تعلق ہے۔جب کسی معاشرے میں ایسے افراد کثرت سے پائے جائیں گے جو قرآن مجید کے حافظ ہوں تو نتیجۃً قرآن مجید کی تلاوت کا ذوق پروان چڑھے گا۔اور جس معاشرے میں افراد کا قرآن کے ساتھ ذوق پیدا ہو جائے وہاں قرآن سمجھنے کا اشتیاق پیدا ہونا ایک فطری بات ہے۔یہ ممکن نہیں ہے کہ لوگ قرآن سننے کو تو پسند کریں لیکن اس کو سمجھنے کا شوق ان میں پیدا نہ ہونے پائے۔اسی طرح جو شخص خود قرآن مجید حفظ کرتا ہے کہ اسے قرآن کو یاد رکھنے کے لئے کثرت سے اسے دہرانا پڑتا ہے اور یہ امر تب تک مؤثر طریقے سے نہیں کیا جاسکتا جب تک حافظ قرآن خود قرآن کو سمجھتا نہ ہو۔جو حافظ قرآن مجید کو سمجھتا ہو گا اس کے لئے قرآن مجید کو یاد رکھنا اور اسے کثرت سے دہرانا آسان ہو جائے گا۔نیز حافظ قرآن نفلی نمازوں میں قرآن کی لمبی قراءت کر سکتا ہے اور جو شخص بھی نماز میں لمبی قراءت کرے گا اس کی یقیناً خواہش ہو گی کہ اسے نماز میں پڑھے جانے والا قرآن سمجھ بھی آرہا ہو۔

- قرآنی قصص:

تیسرا اہم مضمون جو پرائمری کی سطح پر شاملِ نصاب ہونا چاہیے وہ قرآن قصص ہے۔چھوٹی عمر میں بچوں کو کہانیاں سننے کا شوق ہوتا ہے اور کہانیوں کے ذریعے جو تعلیم بچوں کو دی جاتی ہے وہ ان کے ذہن کی ساخت بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔اس حوالے سے سب سے پہلی ترجیح کے طور پر بچوں کو ان کی ذہنی سطح کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ واقعات کہانی کے طور پر سنائے جائیں جو قرآن مجید نے بیان کئے ہیں۔اس طرح بچوں کے اندر حق و باطل کی تمیز، حق کی خاطر ثابت قدمی، جھوٹ، لالچ سے نفرت، حق اور سچ کا ساتھ دینا، اللہ کی رضامندی کے لئے ہر شے قربان کرنا اور اس جیسی بیسیوں بنیادی صفات کی معرفت پیدا کی جا سکتی ہے۔

- قرآن کی اخلاقی تعلیمات:

انسان کی کردار سازی میں اخلاقی تعلیم سب سے بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔اسی واسطے خود قرآن مجید کی اصل تعلیم بھی اخلاقی اور ایمانی ہے۔قرآن کا اسلوب کسی فقہی یا قانونی کتاب کا نہیں ہے بلکہ اس کی تعلیم کا اسلوب ایمانی اور اخلاقی ہے۔ایک ایسا

۱۔ان میں سے بطورِ خاص راولپنڈی اسلام آباد میں چند نمایاں ادارے، دارِ ارقم سکول، Olives School، اور AIMS سکول ہیں۔

بچہ جس کا ذہن ابھی پرورش پا رہا ہے اور ہر شے قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ ایسے بچے کے ذہن میں دنیا کا لالچ، باقیوں سے نمایاں ہونے کی خواہش اور بڑا انسان بننے کے بجائے اگر قرآن کی اخلاقی تعلیمات ذہن میں راسخ کروائی جائیں تو یہی بچہ جب بڑا ہو گا تو نہ صرف یہ کہ ایک اچھا مسلمان بن سکے گا بلکہ اچھا انسان بھی ہو گا۔ قرآن کی اخلاقی تعلیمات کے نتیجے میں اسے غیر اخلاقی اور غیر انسانی اقدامات سے روکنے کے لئے کسی قانون کا سہارا نہیں لینا پڑے گا۔ آج کے جدید تعلیم یافتہ دور میں بھی انسان کو مہذب بنانے کے لئے قانون کا مکمل سہارا لینا پڑتا ہے اور سیکیورٹی کیمرا اور جدید ترین آلات کے استعمال کے ذریعے انسان کو جرم سے روکا جاتا ہے اور جیسے ہی یہ آلات ناکارہ ہوتے ہیں یکدم ایک اچھا بھلا انسان ایک مجرم بن جاتا ہے۔ اس المیہ کی بنیادی وجہ ایسی اخلاقی تعلیم کا فقدان ہے جو انسان کو بغیر کسی قانونی ڈر کے بھی جرم سے بچا سکے۔ بلاشبہ سب سے اعلیٰ و برتر اخلاقی تعلیم جو کسی قانون کے بغیر بھی انسان کو جرم سے روکتی ہے وہ تقویٰ اور آخرت کی جوابدہی کا احساس ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے۔﴿ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴾

ترجمہ: لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور نفس کو شہوات کے پیچھے لگنے سے روکا۔[1]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْــًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور ڈرو اس دن سے جب کوئی شخص کسی شخص کے کام نہ آئے گا اور سفارش بھی قبول نہ کی جائے گی اس سے کسی قسم کی اور نہ ہی اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ہی وہ مدد کئے جائیں گے۔[2]

- **بنیادی قرآنی عربی:**

قرآن فہمی کے لئے لغت عرب کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے۔ حقیقتاً ہمارے تعلیمی نظام میں جیسے انگلش سکھانے پر زور دیا جاتا ہے اگر عربی زبان سکھانے پر اس کا دسواں حصہ بھی صرف کیا جائے تو ہر شخص قرآن مجید کو بغیر کسی ترجمے کے براہ راست سمجھ سکتا ہے۔ انگریزی کی تعلیم بھی یقیناً اہم اور ضروری ہے لیکن اگر انگریزی اور عربی کی تعلیم کا تقابل کیا جائے تو انگریزی کی تعلیم کا تعلق دنیا کی کامیابی سے ہے جبکہ عربی کی تعلیم کا تعلق آخرت کی کامیابی سے ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے تعلیمی نظام میں دنیا کی کامیابی کو آخرت کی کامیابی پر ترجیح دی گئی ہے۔

---

۱ ۔ سورۃ النازعات: ۷۹/ ۴۰

۲ ۔ سورۃ البقرۃ: ۲/ ۴۸

1973 کے آئین میں عربی زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا تھا[1] لیکن تاحال ایسے اقدامات نہیں کئے گئے جس کے نتیجے میں ہر بچے کو عربی لازماً سکھائی جاسکے۔ پرائمری کی سطح پر اگرچہ مکمل عربی کی تعلیم نہیں دی جاسکتی لیکن کم از کم بنیادی عربی کی تعلیم دینی چاہیے اور یہ عربی قرآنی عربی ہونی چاہیے نہ کہ عمومی عربی۔ قرآنی عربی سے مراد ہے کہ گرامر کے قواعد اور الفاظ کے معانی سکھاتے ہوئے قرآن مجید کو مرکز بنایا جائے تاکہ جوں جوں طالب علم میں عربی کی استعداد بڑھے ساتھ ساتھ قرآن فہمی میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے۔ نیز سرکاری سطح پر عربی زبان کو لازمی مضمون قرار دے کر تمام سرکاری و غیر سرکاری سکولوں میں عربی کو شاملِ نصاب کرنا چاہیے۔

2. ہائی سکول کی سطح پر کرنے کے کام

مڈل اور ہائی سکول کی سطح پر درج ذیل مضامین کو شامل نصاب ہونا چاہیے۔

- ترجمہ قرآن

چھٹی کلاس سے دسویں کلاس تک ہر سال میں چھ پاروں کا یا ان پانچ سالوں میں سے کوئی سے تین سال میں ہر سال دس پاروں کا لفظی ترجمہ شامل نصاب ہونا چاہیے۔ یہ لفظی ترجمہ باقاعدہ طلباء کو یاد کروانا چاہیے تاکہ جب بھی وہ قرآن مجید پڑھیں تو انہیں قرآن سمجھ آرہا ہو۔ اس ضمن میں ایک نجی ادارے نے پورے قرآن مجید کے ترجمے پر مشتمل ''مطالعہ قرآن حکیم'' کے عنوان سے سات کتب تیار کی ہیں جن میں مکمل قرآن کا ترجمہ شامل ہے۔ یہ نصاب خیبر پختونخواہ حکومت نے صوبائی سطح پر شاملِ نصاب کر لیا ہے۔ اس وقت حکومتی سرپرستی میں اس ترجمہ کو پاکستان میں موجود مدارس کے پانچ بڑے بورڈ نظرِ ثانی کے مرحلے سے گزار رہے ہیں۔ اگر یہ بورڈز اس ترجمہ پر اتفاق کر لیتے ہیں تو امید ہے کہ پاکستان کی حد تک ایک اتفاقی ترجمہ دستیاب ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے میں بھی قرآن فہمی کو فروغ ملے گا۔[2]

---

1 . https://ur.wikipedia.org/wiki/آئین_پاکستان

۲ ۔ اس ادارے کا نام ''دی علم فاؤنڈیشن'' ہے۔ ادارے کا مرکزی دفتر کراچی میں واقعہ ہے۔ ادارے کا مقصد علومِ قرآنی کی نشر و اشاعت ہے۔ ادارے سے متعلق دیگر تفصیلات ان کی آفیشل ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ https://tif.edu.pk/

- قرآنی عربی

پرائمری کی سطح پر قرآنی عربی کی محض ابتداء ہی کی جاسکتی ہے البتہ چھٹی کلاس سے قرآنی عربی کو باقاعدہ مضمون کے طور پر نصاب میں شامل کرنا چاہیے۔اس حوالے سے ایک نجی ادارے نے "قرآنی عربی" کے نام سے تین کتابیں تیار کی ہیں جو چھٹی کلاس سے آٹھویں کلاس تک نصاب کا حصہ بنائی جاسکتی ہیں۔[1]

- سیرت النبی ﷺ

سیرت نبی اکرم ﷺ نہ صرف قرآن فہمی کے لئے ضروری ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے کے لئے بھی ناگزیر ہے۔علامہ ابن قیمؒ مطالعہ سیرت کی اہمیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"علم سیرت کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے۔اس لئے کہ دنیاوآخرت کی سعادت نبی اکرم ﷺ کی لائی تعلیمات پر مبنی ہے"[2]

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

"مطالعہ سیرت کی ضرورت مسلمانوں کے لئے کیوں ہے؟اس پر شاید زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ایک مسلمان حضور ﷺ کی ذات کو ماخذ سمجھتا ہے قانون اور شریعت کا۔یہ بات مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت ہی میں نجات ہے"[3]

- اصولِ دین:

فہم قرآن کا مطلب محض الفاظ قرآن ہی کو سمجھنا نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کے مطالب و مفاہیم کو سمجھنا بھی فہم قرآن میں شامل ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ طلباء کو اصولِ دین کی بنیادی تعلیم بھی دی جائے۔اصولِ دین میں سے بطورِ خاص اصولِ فقہ،

۱۔ادارے کا نام کیریکٹر ایجوکیشن فاؤنڈیشن ہے۔اس ادارے کے کئی پروگرامز ہیں جن میں سے ایک پروگرام قرآن ایجوکیشن ہے۔اس پروگرام کے تحت بھی کئی منصوبے چل رہے ہیں جن میں سے ایک منصوبہ سکولوں کے نصاب میں قرآن کی تعلیم کا شامل کرنا ہے۔مزید تفصیل کے لئے ادارے کی آفیشل ویب سائٹ وزٹ کی جاسکتی ہے۔https://cef.org.pk/

۲۔زادالمعاد،ابوعبداللہ محمد بن قیم،(مترجم:رئیس احمد جعفری)نفیس اکیڈمی،کراچی،۱۹۹۰،جلد:اول،ص:۹۲

۳۔محاضراتِ سیرت،ڈاکٹر محمود احمد غازی،الفیصل ناشران،۲۰۰۶،ص:۲۸

اصولِ حدیث اور اصولِ تفسیر کی تعلیم سے یہ فائدہ ہوگا کہ طلباء فہم قرآن سے متعلق بنیادی اصول سیکھ کر قرآن کی ان تعبیرات سے خود کو محفوظ رکھ سکیں گے جو باطل پرست لوگوں نے اپنی خواہشات کی بنا پر کیں اور ان کا کوئی لاحقہ نہیں ہوتا حق سے۔ جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ مقدمہ اصولِ تفسیر میں لکھتے ہیں۔

''اہلِ بدعت کا قرآن مجید سے یہ برتاؤ ہے کہ اپنی رائے سے اس کی تاویلیں کرتے ہیں اور کبھی مذہب کی تائید میں اس کی آیتوں سے دلائل لاتے ہیں جن کی متحمل آیتیں نہیں ہوتی''[1]

پس جیسے کچھ اقدامات قرآن کو سمجھنے کے لئے کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح کچھ اقدامات قرآن فہمی میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے بھی ضروری ہیں۔ انہیں میں سے ایک رکاوٹ باطل پرست لوگوں کی قرآن کی من مانی تفسیریں ہیں اور ان سے بچنے کے لئے اصولِ دین سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔

ا ۔ مقدمہ اصولِ تفسیر، احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ (مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی)، المکتبۃ السلفیۃ، ۲۰۰۱، ص:۴۹

مبحث دوم:

کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کرنے کے کام

اس بحث کو ہم دو اجزاء میں تقسیم کریں گے۔ پہلے جز میں کالج کی سطح پر کرنے کے کام بیان کئے جائیں گے اور دوسرے حصے میں یونیورسٹی کی سطح پر کرنے کے کام تجویز کئے جائیں گے۔

کالج کی سطح پر کرنے کے کام:

کالج کی سطح پر کرنے کے کاموں کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ پہلے حصے میں وہ کام مذکور ہوں گے جو پہلی مبحث میں بیان کئے گئے اقدامات کی تنفیذ کے بعد دس برس گزرنے کے عرصے تک کے لئے ہوں گے۔ کیونکہ پہلی مبحث میں جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ان کا نفاذ ہونے کے نتیجے میں نئے آنے والے طلباء تو قرآن سمجھ سکیں گے لیکن جو طلباء پہلے سے کالج کی سطح تک پہنچ چکے ہیں یا سکولوں میں بڑی کلاسز میں زیر تعلیم ہیں وہ قرآن فہمی کے اس نصاب سے نہیں گزریں گے جو تجویز کیا گیا ہے لہذا پہلے حصے میں جو تجاویز پیش کی جائیں گی وہ عارضی مدت تک کے لئے ہیں۔

دوسرے حصے میں وہ تجاویز پیش کی جائیں گی جن کا تعلق ان طلباء سے ہے جو کالج کی سطح تک پہنچنے سے پہلے قرآن فہمی کے ان مراحل سے گزر چکے ہوں گے جو اوپر تجویز کئے گئے ہیں۔ ان کے لئے اس سے اگلے درجے کی قرآن فہمی درکار ہو گی لہذا تجاویز اسی سے متعلق ہوں گی۔

فوری اقدامات:

فوری عملی اقدامات کے طور پر کالج کی تعلیم کے نصاب میں ترجمہ قرآن اور سیرت النبی ﷺ کو باقاعدہ شاملِ نصاب کرنا چاہیے۔ دو سالوں کی تعلیم میں قرآن مجید کا مکمل ترجمہ اور سیرت النبی ﷺ کا باقاعدہ مکمل مطالعہ نہایت ناگزیر ہے۔ ان امور کی اہمیت پہلی مبحث میں بیان کی جا چکی ہے۔

مستقل اقدامات:

مستقل اقدامات کے طور پر کالج کی تعلیم کے دو سالوں میں درج ذیل مضامین شاملِ نصاب ہونے چاہیں۔

- ## مطالعہ حدیث

قرآن فہمی کے لئے حدیث کا علم بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی فہم قرآن کے لئے حدیث و سنت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نبی اور پیغمبر کو اور ان کی رہنمائی کو کتاب سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔مزید برآں قرآن مجید میں درجنوں مقامات پر وہ ہدایات ہیں جو پیغمبر کی سنت اور اس کی تفسیر و تشریح کو قرآن مجید کے سمجھنے اور اس پر عمل درآمد کے لئے ضروری قرار پائی''[1]

لہذا کالج کی سطح تک پہنچنے والے طالب علم کو ذخیرہ احادیث میں سے ایک معتد بہ حصہ کی تدریس کروانا نہایت ضروری ہے۔اس تدریس سے نہ صرف قرآن سمجھنے میں مدد ملے گی بلکہ فتنہ انکار حدیث کا تدارک بھی ہو سکے گا۔فتنہ انکار حدیث کے پھیلنے کی ایک وجہ عوام الناس کی حدیث سے عدم واقفیت بھی ہے۔

شاہ محمد عزالدین فرماتے ہیں:

''انکارِ حدیث کا جو فتنہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُمڈا چلا آتا ہے۔وہ کس طرح خرمن دین وایمان پر بجلیاں گرا رہا ہے۔آج اس فتنہ کا انسداد اسی طرح ہو سکتا ہے کہ دنیا کے سامنے حدیث رسولِ ﷺ کی صحیح اہمیت پوری طرح واضح کی جائے''۔[2]

مولانا محمد قطب الدین فرماتے ہیں:

''انکارِ حدیث کا سب سے پہلا اور بنیادی سبب یہ ہے کہ منکرین حدیث راسخ فی علم القرآن ہی نہیں،وہ علم حدیث پر بھی مکمل عبور نہیں رکھتے''۔[3]

انکارِ حدیث سے بچنے کے علاوہ مطالعہ حدیث کا بہت بڑا ثمرہ یہ بھی ہو گا کہ طلباء کی اخلاقی تربیت نبی اکرم ﷺ کے فرامین کی روشنی میں ہو سکے گی اور اخلاقی تربیت کے لئے نبی اکرم ﷺ کی احادیث سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں ہو سکتا۔جیسا کہ امام نووی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''ریاض الصالحین''میں تزکیہ نفس کے ذرائع بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۔محاضرات حدیث،ڈاکٹر محمود احمد غازی،الفیصل ناشران،اشاعت ششم،۲۰۱۰،ص:۵۱۔۵۲

۲۔علوم الحدیث،شاہ محمد عزالدین پھلواروی،لاہور،ص:۶

۳۔مظاہر حق اردو ترجمہ مشکوۃ شریف،مولانا محمد قطب الدین،دارالاشاعت،کراچی،۲۰۰۹ء،جلد:اول،دیباچہ کتاب

”وأصوب طريق له في ذلك ، وأرشد ما يسلكه من المسالك ، التأدب بما صح عن نبينا سيد الأولين والآخرين ، وأكرم السابقين واللاحقين ، صلوات الله وسلامه عليه وعلى سائر النبين“

ترجمہ: اوراس کے لئے سب سے درست طریقہ اور منزلِ مقصود کی طرف سب سے زیادہ رہنمائی کرنے والی راہ اُن صحیح احادیث کو اختیار کرنا ہے جو ہمارے نبی اکرم ﷺ سے ہم تک پہنچی ہیں جو کہ تمام اولین وآخرین کے سردار ہیں اور تمام آنے والے اور گزر جانے والے انسانوں میں سب سے زیادہ عزت دار ہیں۔ اللہ کی رحمتیں اور سلام ہوں ان پر اور تمام انبیاء پر۔[1]

- فقہ

جیسے ہی ایک شخص بالغ ہوتا ہے اس پر دینی فرائض عائد ہو جاتے ہیں۔ اور وہ شخص شرعی اعتبار سے مکلف بن جاتا ہے۔ عبادات بجالانے کے لئے ہر مسلمان کا بنیادی فقہی مسائل سے آگاہ ہونا ضروری ہے لہذا اس درجے میں پہنچ کر بنیادی فقہی مسائل کی باقاعدہ تعلیم ناگزیر ہے۔

فقہ میں فقہ العبادات اور فقہ المعاملات میں سے نکاح، طلاق اور بیوع کے ابواب کی تدریس ضروری ہے کیونکہ کالج کے طلباء نوجوان ہوتے ہیں اور عملی زندگی میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں اگر انہیں زندگی کے معاملات کی صحیح تعلیم اور حلال و حرام کی تعلیم دے دی جائے تو زندگی کی ذمہ داری بھی اچھی طرح نبھا سکیں گے اور کسب معاش کے لئے حرام سے بچ کر حلال ذرائع اپنائیں گے۔

- قرآن اور علم جدید

بہت سے اہل علم کی تشخیص یہ ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے ایمان ضائع ہونے کی ایک بڑی وجہ مغربی علوم ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین فرماتے ہیں:

”میرے نزدیک اسلام کے انحطاط کی وجہ مغرب کے وہ غلط فلسفیانہ تصورات ہیں جن کا اثر فضا میں چاروں طرف پھیل گیا ہے۔ اور جن سے ہمارے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقات مساوی طور پر متاثر ہوئے“[2]

---

۱ ۔ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین، امام یحیی بن شرف النووی، مقدمۃ المؤلف

۲ ۔قرآن اور علم جدید، ڈاکٹر محمد رفیع الدین، ڈاکٹر رفیع الدین فاؤنڈیشن، لاہور، طبع ہشتم، ۲۰۱۶ء، ص:۱۳

لہذا اگر کالج کی سطح کے طلباء جو کہ علوم جدید سے براہ راست متعارف ہو رہے ہیں اور آگے چل کر انہوں نے ان علوم میں تخصص بھی کرنا ہے تو انہیں جدید علوم سے متعلق صحیح نقطہ نظر سکھانا نہایت ضروری ہے۔ اس امر کے لئے ایک مضمون مرتب کرنا ہو گا جس میں علم جدید کی تمام شاخوں کا تعارف اور اسلام سے اس کی موافقت اور عدم موافقت کی کیفیت طلباء پر واضح کرنی ہو گی تاکہ مغربی علوم کی وجہ سے جو فتنے پیدا ہوئے ہیں ان سے یہ بچ سکیں۔

یونیورسٹی کی سطح پر کرنے کا کام:

یونیورسٹی کی سطح پر دو طرح کے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک طرف یونیورسٹی کے چار سالہ تعلیمی نصاب میں قرآن فہمی سے متعلق مضامین کو شاملِ نصاب کرنا ہو گا۔ دوسری طرف ہر یونیورسٹی میں "فکرِ قرآنی اور جدید دور" یا اس مفہوم کے کسی نام سے ایک شعبہ قائم کیا جائے۔ ان دونوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نصاب:

اب تک نصاب کے ضمن میں جو تجاویز دی گئی ہیں اگر ان پر عمل درآمد کر لیا جائے تو یونیورسٹی کی سطح تک پہنچنے سے پہلے ہر طالب علم بنیادی سطح کی قرآن فہمی حاصل کر چکا ہو گا۔ لہذا یونیورسٹی کی سطح پر جو تعلیم اسے دی جاتی ہے اس کا تعلق قرآن فہمی کے حصول سے نہیں بلکہ قرآن فہمی کے مخالف امور سے بچانے سے ہے۔ جیسا کہ قرآن اور علم جدید کے عنوان میں یہ بات مترشح ہوئی کہ علوم جدیدہ کی وجہ سے جہاں کئی فوائد حاصل ہوئے ہیں وہیں کچھ نقصانات بھی ہوئے ہیں اور ان میں کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ علم جدید خدا اور مذہب سے آزاد علم ہے اور بالقوۃ اس کے اندر مذہب بیزاری بھی پائی جاتی ہے۔ لہذا ان علوم کے حاصل کرنے سے بعض اوقات انسان اسلام اور ایمان سے دور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

طلباء کو اسلام سے دوری سے بچانے کے لئے کچھ اقدامات کرنے ہوں گے۔ اول عمومی طور پر اسلام پر ہونے والے اعتراضات کو دیکھتے ہوئے "اسلام اور جدید مسائل" کے نام سے ایک مضمون تمام نوعیت کی ڈگریوں میں شامل نصاب کیا جائے۔ اس مضمون کے ذریعے طلباء کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات اور اعتراضات کو دور کیا جائے۔ نیز جن اعتراضات سے طلباء کو سامنا پیش آسکتا ہے ان کا بھی مدلل ابطال کیا جائے۔ اس طرح طلباء کے لئے علمِ جدید صرف نافع ہی ثابت ہو گا اور اس کے ضرر سے خود کو بچانے میں طلباء کو آسانی ہو گی۔

دوم علم جدید کے جس شعبے میں بھی طالب علم زیر تعلیم ہے بطورِ خاص اس شعبہ سے متعلق طلباء کو رہنمائی دی جائے کہ اس شعبہ میں آج تک جو علم وجود میں آیا ہے، قرآن کی رو سے اس میں صحیح کیا ہے اور کیا غلط ہے اور اس علم کا قرآن کی رو سے کیا

مقام و مرتبہ ہے اور اس علم کو قرآن کی تصورات کے مطابق ڈھالنے کے لئے کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔اس ذریعے سے طالب علم، علم جدید کے جس میدان میں بھی جائے گا قرآن کے تصورات کو ساتھ لے کر جائے گا اور علم جدید کی اس شاخ میں اصلاح کا کام کر سکے گا۔ڈاکٹر رفیع الدین لکھتے ہیں۔

"قرآن کی تعلیم خود بخود نظامِ حکمت کی صورت میں نمودار ہو گی۔اور صرف وہی نظامِ حکمت ہو گا جو دنیا بھر کے تمام نظام ہائے حکمت میں سے درست اور صحیح ہو گا"[1]

ہمیں اپنے طلباء کو یہ نصب العین دینا ہو گا جو کہ ڈاکٹر رفیع الدین صاحب نے پیش کیا ہے۔تب قرآن مجید کو سب سے بڑی صداقت کے طور پر پیش کرنا ممکن ہو گا۔

فکرِ قرآنی اور جدید دور:

اس عنوان سے ایک شعبہ قائم کرنے کہ اصل غایت یہ ہے کہ اس شعبہ میں ایسے اہل علم کی خدمات حاصل کی جائیں جو کہ علم دین اور علم جدید دونوں پر بیک وقت عبور رکھتے ہوں اور جدید پیش آمدہ مسائل سے آگاہ ہوں اور ان مسائل کے حوالے سے اسلام کی صحیح تعبیر کرنے کی اجتہادی صلاحیت رکھتے ہوں۔ایسے افراد ایک طرف تو مندرجہ بالا صفحات میں جن مضامین کو نصاب کا حصہ بنانے کی تجویز دی گئی ہے ان کی نصاب سازی کا کام کریں اور دوسری طرف ایسے طلباء جو کہ علم جدید کی وجہ سے کسی بھی طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہوئے ہیں ان کو Counseling کی خدمات پیش کر سکیں گے۔

خلاصہ کلام:

باب اول میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت و اہمیت اور اس کے راہ میں حائل رکاوٹوں کی تفصیل کے بعد فطری طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ اب اس اہم معاملے کو بالفعل کیسے سرانجام دیا جائے۔اس کے لئے اس باب میں تین فصول میں عملی اقدامات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

اس فصل میں سرکاری اداروں کی سطح پر کرنے کے اہم کام بیان کیے گئے ہیں۔پہلی مبحث میں سکولز کی سطح پر کرنے کے کام بیان کئے گئے ہیں اور دوسری مبحث میں کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کرنے کے کام بیان کئے گئے۔

۱۔قرآن اور علم جدید، ڈاکٹر محمد رفیع الدین، ص:۱۶

سکول، کالج اور یونیورسٹی وہ ادارے ہیں جو قوم کی ذہن سازی کرتے ہیں اور ذہن سازی کے یہ ادارے اگر اسی علم کو اہمیت نہ دیں جو کہ اس قوم کی اساس ہیں تو ایسے ادارے اپنا مقصد وجود کھو دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں افسوس ناک معاملہ ہے کہ پورے تعلیمی نظام میں تعلیم قرآن کو ایک رسم کی حد تک محدود کر دیا گیا ہے اور علم کا پورا نظریہ معاش کے گرد گھوم رہا ہے۔ اس علم پر سالوں بھی صرف کئے جا رہے ہیں اور مال بھی کثرت سے خرچ کیا جا رہا ہے جو معاشی لحاظ سے مفید ہے جبکہ قوم کی اصل فلاح جس علم میں ہے اس سے شدید غفلت برتی جا رہی ہے۔

اس فصل میں سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر درجہ وار نصاب اور مضامین تجویز کئے گئے ہیں جن کے نفاذ سے قرآن فہمی کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

فصل دوم:

نجی اداروں کی سطح پر کرنے کے کام

مبحث اول:

مساجد کی سطح پر کرنے کے کام

مبحث دوم:

مدارس کی سطح پر کرنے کے کام

مبحث سوم:

نجی تعلیمی اداروں کی سطح پر کرنے کے کام

تمہید:

ترقی پذیر ممالک میں حکومتوں کے پاس محدود وسائل ہوتے ہیں لہٰذا ایسی اقوام کی ترقی کے لئے نجی سطح پر رضاکارانہ طور پر لوگوں کا حصہ ڈالنا از بس ضروری ہے۔ لہٰذا اس فصل میں ہم نجی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے لئے جو اقدامات کرنے چاہیں ان کا جائزہ لیں گے اور ایک عملی خاکہ پیش کریں گے۔

نجی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے لئے تین مختلف شعبوں کو الگ الگ مباحث میں زیر بحث لایا جائے گا۔ پہلی مبحث میں مساجد کی سطح پر کرنے کے اہم کام بیان کئے جائیں گے۔ دوسری مبحث میں مدارس کی سطح پر کرنے کے اہم کام بیان کئے جائیں گے اور تیسری سطح پر نجی تعلیمی اداروں کی سطح پر کرنے کے اہم کام بیان کئے جائیں گے۔

مبحث اول:

مساجد کی سطح پر کرنے کے کام

نجی اداروں میں مساجد کا کردار سب سے اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مساجد کی فضیلت اس طرح سے بیان فرمائی ہے۔

﴿ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾

ترجمہ: "اور مساجد اللہ کے لئے ہیں۔ پس تم مت پکارو ماسوا اللہ کے کسی کو"۔[1]

عمومی طور پر مساجد کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مساجد صرف نماز پڑھنے کی جگہ ہے جبکہ حقیقتاً مساجد کا مصرف نماز کے علاوہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت اور مسلمانوں کے معاشرتی امور سرانجام دینے والے مرکز کا بھی ہے۔ مسجد نبوی میں نماز کے علاوہ مسلمانوں کے دیگر کئی مصالح بھی سرانجام دیئے جاتے تھے۔ جیسا کہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری فرماتے ہیں:

"مسجد (نبوی) صرف نماز کیلئے ہی نہیں تھی۔ مسجد نبوی تو ایک یونیورسٹی تھی۔ مسلمان وہاں اسلامی تعلیمات و ہدایات کا درس حاصل کرتے تھے"۔[2]

الحمد للہ پاکستان آئینی طور پر ایک اسلامی ریاست ہے اور یہاں مسلمانوں کی آبادی اکثریت میں ہے لہذا ہر محلے میں ایک مسجد قائم ہے جس میں پانچ وقت کی نماز قائم کی جارہی ہے۔ مساجد کے اتنے بڑے نیٹ ورک کی موجودگی کو اگر مزید کارآمد بنایا جائے تو قرآن فہمی سے متعلق بہت بڑا کام کیا جاسکتا ہے۔ مساجد کے ذریعے قرآن فہمی کے فروغ کے لئے درج ذیل کام کرنے ہوں گے۔

۱۔ سورۃ الجن: ۱۸/۷۲

۲۔ الرحیق المختوم، مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، ص: ۲۵۵

خطباتِ جمعہ:

خطبات جمعہ کو مزید مؤثر بنانا چاہیے۔ اکثر و بیشتر خطبات جمعہ میں یا تو فرقہ وارانہ تقاریر کی جاتی ہیں یا پھر حالات حاضرہ سے متعلق پیش آنے والے بڑے واقعات سے متعلق تفاصیل بیان کی جاتی ہیں جیسا کی محرم، حج اور رمضان کے فضائل وغیرہ۔ اس تناظر میں خطبات جمعہ کو مؤثر بنانے کے لئے درج ذیل کام کرنے چاہیں۔

- خطباتِ جمعہ میں دیگر ضروری امور کے علاوہ قرآن مجید کے تعلیمات کو بھی ایک ترتیب سے بیان کرنا چاہیے تاکہ عوام الناس کی کثیر تعداد جو جمعہ کا خطبہ سنتی ہے وہ قرآنی تعلیمات سے روشناس ہو سکیں۔ اس ضمن میں چند کتب دستیاب ہیں جن سے استفادہ مفید ہو گا۔ ایسی ہی ایک کتاب مولانا مودودیؒ نے ''خطبات'' کے نام سے مرتب کی ہے جس میں ان بنیادی موضوعات کو سہل انداز میں سمجھایا ہے جو قرآن کی اساسی تعلیات پر مشتمل ہیں ہر ایک کا ان سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اپنی اسی کتاب کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں:

''جب میں پہلی مرتبہ پنجاب آیا اور دارالاسلام میں قیام پذیر ہوا تو میں نے وہاں کی مسجد میں جمعہ کی نماز کا سلسلہ شروع کیا اور گردونواح کے دیہاتی مسلمانوں کو جمع کر کے انہیں دین اسلام سمجھانے کی کوشش کی۔ یہ مجموعہ انہی خطباتِ جمعہ پر مشتمل ہے''[1]

- خطبات جمعہ کو مختصر اور جامع بنایا جائے کیونکہ عام مشاہدہ یہی ہے کہ عوام کی اکثریت مسجد میں اس وقت داخل ہوتی ہے جب خطبہ مکمل ہو رہا ہوتا ہے۔ اس رویہ کی بڑی وجہ ائمہ حضرات کا خطبہ جمعہ کو غیر معمولی طول دینا بھی ہے اور غیر مؤثر اور غیر متعلق گفتگو کرنا بھی۔ خطبہ جمعہ کا دورانیہ پندرہ سے بیس منٹ ہونا چاہیے اور جس موضوع پر بھی امام صاحب نے گفتگو کرنی ہو اس کو جامع اور مانع انداز میں بیان کریں تاکہ کم وقت میں مطلوبہ معلومات سامعین تک پہنچائی جا سکیں۔
- خطبات جمعہ کو فرقہ وارانہ اور نفرت انگیز تقاریر سے پاک رکھنا چاہیے۔ اس طرح ہر مکتبہ فکر کے لوگ کسی بھی مسجد میں جمعہ ادا کر سکیں گے اور بروقت شرکت کر کے قرآنی تعلیمات سے روشناس ہو سکیں گے۔

تدریس:

مساجد میں مختلف نمازوں کے ساتھ مختلف مضامین کی تدریس کا سلسلہ شروع کرنا چاہیے۔ عام طور پر ملازمت پیشہ افراد ظہر اور عصر کی نماز اپنے محلے میں ادا نہیں کرتے جبکہ فجر، مغرب اور عشاء کی نماز عمومی طور پر لوگ محلے کی مسجد میں ہی ادا کرتے

۱۔ خطبات، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی پبلی کیشنز، لاہور، نومبر ۲۰۱۶، ص:۸

ہیں۔ اگر ان تین نمازوں کے ساتھ مضامین کی تدریس شروع کروادی جائے تو عوام الناس اپنی سہولت اور ضرورت کے مطابق ان کلاسز میں شرکت کر کے بنیادی دین سیکھ سکتے ہیں۔

بطورِ نمونہ ہم کچھ چیزیں تجویز کر دیتے ہیں۔ تاہم ہر مسجد میں موسم اور علاقائی ضروریات کو دیکھتے ہوئے مقامی ذمہ داران اپنے لئے بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اگر فجر کی نماز کے بعد مطالعہ قرآن کی کلاس منعقد کی جائے تو ہر شخص اپنے دن کا آغاز قرآن کی تعلیمات سے کرے گا اور عین ممکن ہے کہ جو کچھ وہ صبح سیکھ کر جائے دن میں اسی سے متعلق کوئی مسئلہ درپیش آئے اور جو سبق وہ سیکھ کر گیا ہے اس پر عمل کر سکے۔

عصر کی نماز کے بعد بچوں کے لئے تجوید اور ناظرہ کی کلاسز کا اہتمام کیا جائے۔ سکول سے آنے کے بعد بچے آرام کر کے عصر تک تازہ دم ہو جاتے ہیں۔ یہ وقت ان کے لئے بہترین ہے۔

مغرب کی نماز کے بعد بیک وقت کئی کلاسز کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اول ترجیح کے طور پر بڑی عمر کے ایسے حضرات جو قرآن کو صحیح طرح پڑھنا نہیں جانتے انہیں تجوید اور ناظرہ سکھایا جائے۔ اور وہ حضرات جو قرآن صحیح پڑھ سکتے ہیں ان کے لئے لفظی ترجمہ کی کلاسز کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جب کچھ پاروں کا ترجمہ پڑھنے کے بعد لوگوں میں قرآن کا ترجمہ سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جائے تو اسی کلاس میں عربی گرامر کا آغاز بھی کر دیا جائے اور ترجمہ قرآن کے ساتھ ساتھ عربی صرف و نحو بھی سکھائی جائے۔

عشاء کی نماز کے بعد ایک یا دو دن فقہ العبادات اور فقہ المعاملات میں سے نکاح، طلاق اور بیوع سے متعلق ابواب کی تدریس کروائی جائے۔ ایک یا دو دن سیرت نبی رشد و رحمت ﷺ کے مطالعہ کی کلاس منعقد کی جائے۔ اور ایک یا دو دن احادیث نبویہ ﷺ کا درس کروایا جائے۔

اس حوالے سے یہ امر ذہن نشین رہنا چاہیے کہ ان کلاسز کا دورانیہ تیس سے چالیس منٹ سے زائد نہیں ہونا چاہیے اور ہفتے میں کم از کم ایک دن چھٹی کا اہتمام بھی کیا جائے تاکہ لوگ اپنی باقی مصروفیات کو وقت دے سکیں۔ اس کے علاوہ تدریس کے انداز کو سادہ اور عوامی بنانا چاہیے تاکہ ہر شخص سیکھ سکے۔

حلقات:

ایسے افراد جو یا تو زیادہ مصروفیات کی وجہ سے روزانہ کی بنیاد پر کلاسز میں شرکت نہیں کر سکتے یا پھر انہوں نے بنیادی علم حاصل کر لیا ہے۔ ان دونوں کے لئے ہفتہ وار بنیادوں پر اصلاحی و تعلیمی حلقات قائم کرنے چاہیں۔ جو افراد مصروفیت کے باعث

کلاسز کے بجائے اصلاحی حلقات میں شامل ہوں گے وہ ایک طرف تو تزکیہ حاصل کریں گے اور دین پر بہتر عمل پیرا ہوں گے۔ دوسری طرف تعلیمی حلقات انہیں باقاعدہ دین کا بنیادی علم حاصل کرنے کے لئے ترغیب کا باعث بھی بنیں گے۔

ایسے ہی جو افراد بنیادی تعلیم کے کورسز سے گزر چکے ہوں انہیں اصلاحی حلقات سے تزکیہ نفس کا سامان ملتا رہے گا اور تعلیمی حلقات سے وہ اپنے علم کی یاد دہانی حاصل کرتے رہیں گے۔

ورکشاپس:

ایسے افراد جو بہت زیادہ مصروفیت کی وجہ سے فہم قرآن کے لئے وقت نہیں دے سکتے ان کے لئے ہفتہ اور اتوار کے دن وقتاً فوقتاً ایک روزہ اور دو روزہ ورکشاپس کا انعقاد کرنا چاہیے۔ ہر ورکشاپ میں کسی ایک چھوٹے موضوع کو اچھی طرح پڑھا دیا جائے تو تھوڑا تھوڑا کر کے ایسے لوگ بھی علم کی راہ پر چل پڑیں گے۔ نمونے کے طور پر چند ورکشاپس ذیل میں دی جا رہی ہیں۔

تعارف علوم القرآن

دو رکوع پر مشتمل سورتوں کا تفسیری مطالعہ

قرآن کے علومِ خمسہ کا تعارف

سورۃ الفاتحہ کا تفصیلی مطالعہ

فہمِ قرآن کے اصول

اردو تفاسیر کا تعارف اور استفادے کا طریق کار

طہارت کے مسائل

نماز کے مسائل

روزوں کے مسائل

زکوٰۃ کے مسائل

عمرہ کے مسائل

حج کے مسائل

قربانی کے مسائل

تجہیز و تکفین کے مسائل

مبحث دوم:

مدارس کی سطح پر کرنے کے کام

مدارس کی سطح پر درسِ نظامی کے حوالے سے جو کام کیا جارہا ہے وہ اپنی جگہ خوش آئند ہے اور اسے جاری رہنا چاہیے۔ اور اس کی جس درجہ بھی تحسین کی جائے کم ہے۔ مدارس کی خدمات سے متعلق ڈاکٹر محمد امین فرماتے ہیں:

"ہمارے معاشرے میں دینی مدارس بلاشبہ اسلام کے قلعے ہیں۔ پچھلی نصف صدی میں ہمارے تعلیمی، سماجی، سیاسی اور قانونی ڈھانچے نے جس تیزی سے مغربی فکر و تہذیب کی بالادستی قبول کی ہے اور پاکستانیت اور اسلامیت کو خیر باد کہا ہے۔ اگر ہمارے دینی مدارس اور اوران کا استقامت پر مبنی رویہ نہ ہوتا تو پاکستانی معاشرہ نا معلوم آج کس ہیئت میں ہوتا"[1]

البتہ ذیل میں ہم جو تجاویز دیں گے وہ مدارس کے پہلے سے جاری نظام پر مستزاد کام کے لئے ہوں گی۔ یہ تجاویز نکات کی صورت میں پیش کی جائیں گی۔

- درس نظامی کے پہلے دو سال کو ایک ایک سال کے کورس میں تقسیم کرکے اسے عوامی بنادیا جائے جیسا کہ انجمن خدام القرآن اور الھدیٰ کے ایک سالہ اور دو سالہ کورسز ہیں۔ ان کورسز کے مضامین اور طریقہ تدریس کو بھی عوامی بنادیا جائے اور ان کورسز میں مقامی لوگوں کو تشہیر کے ذریعے شرکت کی دعوت دی جائے اور اسے درسِ نظامی کے حصے کے بجائے عوام الناس کے بنیادی دینی تعلیم کا پروگرام قرار دیا جائے۔ اس طرح جس جس علاقے میں کوئی بھی مدرسہ قائم ہے وہاں کے مقامی لوگوں کی ایک تعداد ان کورسز کا حصہ بننا شروع ہو جائے گی۔ اس سے درج ذیل فوائد حاصل ہوں گے۔
  - عوام الناس کے لئے قرآن فہمی اور بنیادی دینی تعلیم کے حصول کے لئے مزید مواقع پیدا ہو جائیں گے۔
  - ہمارا معاشرہ موجودہ دور میں دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک طبقہ وہ ہے جس نے روایتی مذہبی طبقہ سے بعد پیدا کرلیا ہے اور وہ دین سیکھنے کے لئے اس طبقہ کی خدمات حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ ایسے طبقہ کی قرآن فہمی کے لئے وہ ادارے زیادہ کارآمد ہیں جو اس مقالہ کا اصل موضوع ہیں۔ لیکن معاشرے کا ایک دوسرا طبقہ ایسا بھی ہے جو اب تک دینی رہنمائی کے لئے روایتی مذہبی طبقہ کے علاوہ کسی اور پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ایسے طبقہ کے لئے مدارس کی جانب سے ایک ایک سال کے کورسز نہایت قیمتی ثابت ہوں گے۔

۱۔ ہمارا دینی نظام تعلیم، ڈاکٹر محمد امین، دار الاخلاص، لاہور، طبع اول، ۲۰۰۴، ص: ۵۱

- جس طرح ان کورسز کا نصاب عوام الناس کی ضرورت کو مد نظر رکھ کر کیا جائے گا اسی طرح ان کورسز کے ایام اور اوقات بھی عوام الناس کی سہولت کو مد نظر رکھ کر طے کئے جائیں۔ صبح کے اوقات کے علاوہ ملازمت پیشہ، کاروباری افراد اور عصری تعلیم میں مصروف طلباء کے لئے یہ کورسز شام کے اوقات میں منعقد کئے جائیں۔اور چھٹی جمعہ کے بجائے صرف اتوار یا ہفتہ اور اتوار کے دن رکھی جائے۔
- ان کورسز میں سے ایک طبقہ ایک سال کا بنیادی کورس کرنے کے بعد اپنی عملی زندگی میں واپس چلا جائے گا اور اسلام پر عمل کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ جبکہ ایک طبقہ ایسا بھی ہوگا جس میں علم کی پیاس بڑھ جائے گی اور کچھ عجب نہیں کہ یہ طبقہ علم کا سفر جاری رکھے۔ایسے افراد کو اس دو سالہ کورس کے بعد درس نظامی کے تیسرے سال میں داخلہ کے لئے اہل قرار دیا جائے۔ اس طرح صرف پسماندہ علاقوں کے افراد ہی کی ایک بڑی تعداد درس نظامی کر کے طبقہ علماء میں شمار نہیں ہوں گے بلکہ معاشرے کے عام شہریوں کی بھی ایک معتدبہ تعداد علماء کے طبقہ میں شامل ہونی شروع ہو گی جس کے نتیجے میں روایتی مذہبی طبقہ اور جدید طبقہ میں قرب پیدا ہونا شروع ہو گا۔ ہماری مندرجہ بالا تجاویز سے قریب قریب کچھ کام گزشتہ کچھ سالوں میں کچھ مدارس میں شروع ہوا۔ایک اہم قدم ان میں سے البرھان انٹر نیشنل نے اٹھایا ہے۔۔البتہ اس کام کو درس نظامی کا پہلا قدم بنانا ابھی باقی ہے۔

- مدارس کی سطح پر کرنے کا دوسرا کام یہ ہے کہ عوام الناس کی سہولت کے لئے ایک ایک ماہ اور دو دو ماہ پر مشتمل مختصر دورانیے کے کورسز کا اجراء کیا جائے۔کیونکہ معاشرے میں ہر شخص کو دینی تعلیم کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا۔اور جنہیں احساس ہوتا بھی ہے ان کے لئے بھی ترغیب و تشویق کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر مدارس میں بھی مختصر دورانیے کے کورسز کا اجراء کر دیا جائے تو عوام الناس میں سے ایک بڑے حصے کو بنیادی دینی تعلیم کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے۔ہماری اس تجویز سے متعلق اس وقت کئی مدارس میں عملی اقدامات کا آغاز ہو چکا ہے اور ملک کے نامور عالمِ دین مولانا زاہد الراشدی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں ایسے مدارس کے عملی کام کا تعارف پیش کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کر رہے ہیں۔[1]
    - جامعہ دارالارشاد والاصلاح فیصل آباد میں چالیس روزہ فہم دین کورس کا اجراء کیا گیا۔
    - الشریعہ اکیڈمی گوجرانوالہ نے ڈھائی ماہ پر مشتمل کورس کا اجراء کیا جس میں عصری تعلیم یافتہ افراد کو وفاق المدارس العربیہ کے درجہ اولیٰ کا نصاب ڈھائی ماہ میں پڑھایا گیا۔

---

1 ۔http://zahidrashdi.org/۲۰۶۳

- مسجد ختم نبوت گوجرانوالہ میں پچیس روزہ فہم قرآن کورس منعقد کیا گیا جس میں قرآن کریم کی تعلیمات کے حوالے سے بنیادی دینی تعلیم دی گئی۔
- اسی طرح کا ایک کورس نارووال میں بھی منعقد کیا گیا۔

- پہلی مبحث میں مساجد کی سطح پر جو اقدامات تجویز کئے گئے تھے ان کی تکمیل کے لئے بڑی تعداد میں معلمین اور مدرسین کی ضرورت ہے۔ یہ کام مدارس بخوبی سرانجام دے سکتے ہیں۔ لہذا جہاں ایک طرف مدارس میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کے کورسز کے اجراء کی ضرورت ہے وہیں پہلے سے تیار شدہ علماء میں سے جن میں استعداد ہے انہیں عوامی سطح پر قرآن فہمی کی تدریس و تعلیم کے لئے باقاعدہ عملی تربیت دی جائے۔ اور ان تربیت یافتہ افراد کو مختلف مساجد میں تدریس کے فرائض سونپے جائیں۔ اس حوالے سے ایک عملی اقدام کو بیان کرتے ہوئے محمد بشیر صاحب لکھتے ہیں:

"وفاق المدارس السلفیہ نے گذشتہ ماہ (26ء اپریل تا یکم مئی 2008ء) فیصل آباد میں 150 معلّمین اور معلّمات کی تربیت کا پہلا کورس مکمل کراتے ہوئے اس میدان میں پہل کر دی ہے۔ ان عظیم مقاصد کی تکمیل کے لئے ایسے تربیتی کورسز کے انعقاد سے ہماری درسگاہوں کی بہتر تعمیر و ترقی کے راستے کھلیں گے اور ان کے فضلا کو اپنے یہاں اور بین الاقوامی طور پر زیادہ پذیرائی حاصل ہوگی"۔[1]

1 ۔ http://magazine.mohaddis.com/shumara/۵۳-jul۲۰۰۸/۱۲۱۲-deni-madaris-main-taleem-quran-ka-jamie-aor-sahi-tarika

مبحث سوم:

نجی تعلیمی اداروں کی سطح پر کرنے کے کام

عصری تعلیمی ادارے:

عصری تعلیمی اداروں میں پرائمری سکول، مڈل اور ہائی سکول، کالج اور یونیورسٹیز شامل ہیں۔ان اداروں میں عملی طور پر وہی کام کرنے کی ضرورت ہے جو کہ سرکاری سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیز کے لئے تجویز کئے گئے ہیں البتہ چونکہ نجی اداروں میں فیصلہ سازی کا اختیار ہر ادارے کے پاس ہوتا ہے لہذا افراط و تفریط کا اندیشہ رہے گا۔اس مسئلے کا حل اس طرح ممکن ہے کہ نجی تعلیمی ادارے قرآن فہمی کے لئے وہی نصاب اختیار کریں جو کہ سرکاری تعلیمی اداروں میں رائج ہو۔ایسا اسی وقت ممکن ہے جب حکومت یہ نصاب تمام نجی تعلیمی اداروں کے لئے بھی لازمی قرار دے۔

نصاب سازی کے ادارے:

ملک میں قرآن فہمی کے فروغ کے لئے کچھ نجی ادارے نصاب سازی میں مصروفِ عمل ہیں۔یہ ادارے نہایت شاندار کام کر رہے ہیں۔ان اداروں میں سر فہرست دو اداروں "کیریکٹر ایجوکیشن فاؤنڈیشن"[1] اور "دی علم فاؤنڈیشن"[2] کے کام کی ایک جھلک اس باب میں پیش کی جا چکی ہے۔اس نوعیت کے مزید ادارے وجود میں آنے چاہیں۔جس سے ایک طرف تو نصاب سازی کے معیار میں بہتری آئے گی اور دوسری طرف نصاب سازی کی ضرورت بروقت پوری ہو سکے گی۔نصاب سازی ایک بار کرنے کا کام نہیں ہے بلکہ ضرورت کے لحاظ سے مسلسل نصاب میں ترمیم اور ارتقاء کی ضرورت پیش آتی ہے۔

نصاب سازی کے اداروں کو چاہیے کہ اس مقالہ میں جس طرح قرآن فہمی سے متعلق مختلف تعلیمی مدارج پر نصاب کا اضافہ کرنے کی تجاویز دی گئی ہیں اس طرح ان تجاویز کی عملی شکلیں اور اس سے متعلقہ نصاب تیار کریں اور مختلف حکومتی اداروں سے رابطہ کر کے انہیں اس نصاب کی افادیت واہمیت کے حوالے سے قائل کریں اور جہاں جہاں یہ نصاب رائج ہو جائے وہاں اس نصاب کے حوالے سے تمام عملی اقدامات سرانجام دیں۔

---

1 . https://cef.org.pk

2 . https://tif.edu.pk

نصاب سازی کے علاوہ ان اداروں کو ٹیچرز ٹریننگ کے لئے ورکشاپس اور کورسز بھی مرتب کرنا ہوں گے۔ وہ اساتذہ جو پہلے سے تعلیمی اداروں میں تدریس کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں اگر ان کی مناسب ذہن سازی اور تربیت کر دی جائے تو یہ اساتذہ قوم کی کردار سازی اور دینی و اخلاقی تربیت میں بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

نجی تعلیمی ادارے:

قرآن فہمی کے فروغ کے لئے نجی تعلیمی ادارے اس امت کا ایک بڑا اثاثہ ہیں۔ آج عوام الناس میں قرآن فہمی کا جو جذبہ موجود ہے اور دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اس میں ایک بڑا عمل دخل ان نجی تعلیمی اداروں کا ہے جو قرآن فہمی کے فروغ کے لئے کام کر رہے ہیں۔ عوام الناس میں قرآن فہمی کی پیاس زیادہ ہے جبکہ اس پیاس کو بجھانے کے لئے ادارے کم ہیں۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عوام الناس ذہنی، عملی، لسانی اور نسلی اعتبار سے مختلف اقسام میں منقسم ہے۔ اتنی قسم کے عوامل کی بنا پر منقسم عوام کی ضرورت صرف ایک یا دو ادارے پوری نہیں کر سکتے لہذا اس معاشرے میں سینکڑوں اداروں کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے درکار اداروں کی کچھ نوعیتیں درج ذیل ہیں۔

- کچھ ادارے مقامی زبانوں کو مد نظر رکھ کر ہر علاقے میں اس کی مقامی زبان میں قرآن فہمی کے لئے کام کریں۔
- کچھ ادارے عملی زندگی کو مد نظر رکھ کر زندگی کے ہر شعبہ سے وابستہ افراد کے لئے الگ سے قرآن فہمی کا پروگرام مرتب کریں۔ جیسا کہ ڈاکٹرز، انجینئرز، کاروباری حضرات اور وکلاء کے لئے الگ الگ کورسز ہوں۔ اور اگر ممکن ہو تو ان کورسز میں تدریس کی ذمہ داری بھی اسی عملی شعبہ کے افراد کو دی جائے۔
- کچھ ادارے افراد کی عمر کو سامنے رکھتے ہوئے عمر کے ہر حصے کے لئے الگ الگ کورسز کا انتظام کریں۔

یہ ادارے ہر علاقے میں ہونے چاہیں۔ پہلے مرحلے میں ہر ضلع میں ایسا ایک ادارہ قائم ہونا چاہیے۔ پاکستان میں کل 129 اضلاع ہیں۔[1] دوسرے مرحلے میں ہر تحصیل میں قرآن فہمی کے اداروں کی شاخیں قائم ہونی چاہیں۔ اور تیسرے مرحلے میں ہر یونین کونسل میں ایک ایسا ادارہ لازماً قائم ہونا چاہیے۔

1http://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/PAKISTAN%۲۰TEHSIL%۲۰WISE%۲۰FOR%۲۰WEB%۲۰CENSUS_۲۰۱۷.pdf

خلاصہ کلام:

ترقی پذیر ممالک میں حکومتوں کے پاس محدود وسائل ہوتے ہیں لہٰذا ایسی اقوام کی ترقی کے لئے نجی سطح پر رضاکارانہ طور پر لوگوں کا حصہ ڈالنا ازبس ضروری ہے۔ لہٰذا اس فصل میں ہم نے نجی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے لئے جو اقدامات کرنے چاہیں ان کا جائزہ لیا اور ایک عملی خاکہ پیش کیا۔

نجی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے لئے تین مختلف شعبوں کو الگ الگ مباحث میں زیر بحث لایا گیا۔ پہلی مبحث میں مساجد کی سطح پر کرنے کے اہم کام بیان کئے گئے۔ دوسری مبحث میں مدارس کی سطح پر کرنے کے اہم کام بیان کئے گئے اور تیسری سطح پر نجی تعلیمی اداروں کی سطح پر کرنے کے اہم کام بیان کئے گئے۔

فصل سوم:

شخصی اور ذاتی سطح پر کرنے کے کام

مبحث اول:

خود داعی بننا

مبحث دوم:

وسائل مہیا کرنا

مبحث سوم:

اگلی نسل کو تیار کرنا

تمہید:

قرآن فہمی کا فروغ چونکہ نہایت اہم کام ہے اور معاشرے کی فلاح وصلاح کا دار ومدار اس پر ہے لہذا جہاں سرکاری سطح پر اور نجی سطح پر اس کے فروغ کے لئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے وہیں شخصی اور ذاتی سطح پر بھی بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔ اس فصل شخصی اور ذاتی سطح پر کرنے کے کاموں کو تین مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی مبحث میں خود داعی بننا، دوسری فصل میں وسائل مہیا کرنا اور تیسری فصل میں اگلی نسل کو اس کام کے لئے تیار کرنے سے متعلق تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

مبحث اول:

خود داعی بننا

قرآن فہمی کے فروغ کے لئے شخصی اور ذاتی سطح پر سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ ہر شخص ذاتی حیثیت میں خود قرآن کا داعی بنے۔ خود داعی بننے کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ قرآن کا کم از کم اتنا علم حاصل کرے کہ قرآن کی عمومی دعوت دینے کے قابل ہو جائے۔ اللہ کے نبی اکرم ﷺ نے قرآن مجید کی دعوت کو عام کرنے کے لئے پوری امت کو ترغیب دلائی ہے اور اس معاملے کو کسی خاص گروہ یا طبقہ کے سپرد نہیں کیا۔ معاشرے کے تمام لوگوں میں ایک جیسی استعداد نہیں ہوتی۔ اسی لئے داعی بننے کے لئے نبی اکرم ﷺ نے کم از کم شرط ایسی بیان کی ہے جس پر ہر مسلمان پورا اتر سکتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ «بَلِّغُوْا عَنِّی وَلَوْ آيَةً » [1]

ترجمہ: پہنچاؤ میری طرف سے چاہے فقط ایک آیت ہی ہو]

اسی طرف داعی قرآن بننے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« خَيْرُكُم مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ » [2]

ترجمہ: تم میں سے بہترین ہے وہ جو خود قرآن مجید پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔]

امت مسلمہ پر دو طرح کے ادوار آنے ممکن ہیں۔ ایک وہ جس میں اسلام بحیثیت نظام زندگی کے غالب ہو۔ ایسے دور میں چونکہ اسلامی تعلیمات عام ہوتی ہیں اور لوگوں کی اکثریت دین کی بنیادی چیزوں پر عامل ہوتی ہے لہذا اگر ہر شخص دعوت کا کام نہ بھی کرے تو بھی دعوت دین کا فرض ادا ہو سکتا ہے کیونکہ دعوت دین فرضِ کفایہ ہے۔

---

۱ ۔ صحیح بخاری: کتاب احادیث الانبیا، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، حدیث: ۳۴۶۱، جلد: چہارم، ص: ۱۷۰

۲ ۔ ایضاً، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، حدیث ۵۰۲۷:، جلد: ششم، ص: ۵۵۰

"علمائے امت نے اچھی وضاحت فرمائی کہ دعوت الی اللہ کا کام فرضِ کفایہ ہے"[1]

امت مسلمہ پر دوسری طرح کا دور ایسا دور ہوتا ہے جس میں اسلام بحیثیت نظام زندگی کے مغلوب ہوتا ہے اور کفر اور باطل کا غلبہ ہوتا ہے۔ ایسے دور میں مسلمانوں کی اکثریت علمی او عملی طور پر دین سے دور ہوتی ہے۔ آج کا دور ایسا ہی ہے۔ اس طرح کے دور میں جن لوگوں کو اللہ نے دین کی طرف راغب کر دیا ان کو چاہیے اب وہ اپنی ذاتی حیثیت میں بھی اللہ کے دین کے داعی بنیں۔ کیونکہ ایسے دور میں دعوت کے فرض کی ادائیگی کے لئے افراد کفایت نہیں کر رہے ہوتے۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی فرماتے ہیں:

"متعدد نصوص سے ثابت ہے کہ دین حق کی دعوت دیناہر مسلمان کی ذمہ داری ہے"[2]

شیخ عبدالعزیز بن احمد المسعود فرماتے ہیں:

"حکم دینا اچھائی کا اور روکنا برائی سے، یہ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ شرعی نصوص بھی اسی طرح وارد ہوئی ہیں"[3]

لہذا آج کے دور میں ہر وہ مسلمان جسے اللہ نے کچھ دین کا شعور عطا کیا ہے اسے چاہیے کہ اپنی بساط کے مطابق دین کا داعی بن جائے۔ اور اس نور کو پھیلانا شروع کر دے۔

داعی کے اوصاف:

اس امر کی وضاحت کے بعد کہ موجودہ دور میں دین کی دعوت ہر شخص کی ذمہ داری ہے یہ جاننا بھی نہایت ضروری ہے کہ ایک داعیِ قرآن کو کن اوصاف سے متصف ہونا چاہیے۔ ذیل میں داعی کے چند اہم اوصاف نکات کی صورت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ دعوت الی اللہ اور مبلغین کے اوصاف، عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (ترجمہ: محمود احمد غضنفر)، مرکز الدعوۃ الاسلامیہ، لاہور، طبع: دوم، ۱۹۸۱، ص: ۱۱

۲۔ دعوت دین کون دے، ڈاکٹر فضل الٰہی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۰۷، ص: ۱۷

۳۔ دعوت حق کے تقاضے، عبدالعزیز بن احمد المسعود (ترجمہ: مولانا محمد یونس بٹ)، دارلسلام، ،۱۴۲۷ھ، ریاض، سعودی عرب، ، ص: ۱۲

- **علم وبصیرت**

داعی دین وقرآن کی سب سے پہلی صفت یہ ہے کہ جس شے کی دعوت وہ دے رہا ہے اس کا علم رکھتا ہو۔اسی لئے ہر داعی قرآن کو چاہیے کہ قرآن کا اتنا علم حاصل کرے کہ مبادیات دین کی دوسروں کو دعوت دے سکے۔اس طرح جو علم حاصل کیا ہے اسے دوسروں تک پہنچانے کے لئے علم کے ساتھ ساتھ صاحبِ بصیرت ہونا بھی ضروری ہے۔[1]

- **گہرا ایمان:**

جن حقائق کی طرف ایک داعی قرآن لوگوں کو دعوت دے رہا ہے دل وجان سے ان کی صداقت پر پہلے خود کامل یقین رکھتا ہو۔کیونکہ ان حقائق کی دعوت وہ صرف الفاظ سے نہیں دیتا بلکہ اس کے دل کا یقین بھی مخاطبین کے دلوں کو منتقل ہوتا ہے۔[2]

- **تعلق مع اللہ:**

تعلق مع اللہ کے بغیر دین کی دعوت دینا مفید کے بجائے خود داعی کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔دعوت ایک ایسا عمل ہے جو انسان کی شخصیت پر مختلف اثرات ڈالتا ہے اور خود ایک انسان کے مزاج اور عمل میں تغیر پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ ایسی حالت میں داعی کے اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط نہ ہو تو امکانِ غالب ہے کہ خود داعی کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب ہونا شروع ہو جائیں۔جیسے ریا، عجب اور تکبر وغیرہ۔[3]

- **عمدہ اخلاق:**

داعی دین کو عمدہ اخلاق کا پیکر ہونا چاہیے کیونکہ داعی کی دعوت کو مخاطبین داعی کے اخلاق کے ترازو میں تولتے ہیں۔اگر کسی داعی کے اپنے اخلاق اچھے نہ ہو تو اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ اس کے نظریات اعلیٰ نظریات نہیں ہیں۔داعی اعظم نبی اکرم ﷺ نے اخلاق کی اہمیت کو یوں بیان فرمایا:

۱۔اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اصول، قاری محمد طیب، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۱، ص:۵۲

۲۔اصول دعوت، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان (ترجمہ: گل زادہ شیر پاؤ)، البدر پبلی کیشنز، لاہور، طبع: اول، ۲۰۱۰، ص:۵۲۱

۳۔ایضاً، ص:۵۳۶

«إِنَّمَا بُعِثْتُ لأَتَمِّمَ صَالِحِي الْأَخْلَاقِ » [1]

ترجمہ: بلاشبہ مجھے مبعوث کیا گیا تاکہ میں تکمیل کروں اعلیٰ اخلاق کی۔

- **باعمل**

اوروں کو دین کی طرف راغب کرنے سے قبل ضروری ہے خود دین پر کاربند ہونا۔ بے عمل داعی کی دعوت میں کوئی تاثیر نہیں ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔﴿ قال الله تعالى: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ ﴾

ترجمہ: مومنو! وہ کہتے کیوں ہو جو تم کرتے نہیں؟ اللہ کے ہاں نہایت بیزاری کا معاملہ ہے کہ جو تم کہو وہ کرتے نہ ہو۔[2]

- **استغناء**

داعی کو رضائے رب اور آخروی نجات کے ماسوا ہر نوع کے ظاہری و باطنی فوائد و مقاصد سے مستغنی ہونا چاہیے۔ دعوت کا کام خالص اللہ کی رضا کے لئے کئے جائے اور ریا، عجب، سمعہ، تکبر، حب جاہ اور حب مال سے خود کو شعوری طور پر بچانا چاہیے۔ تمام انبیاء اپنی دعوت دیتے وقت اس معاملے کو واضح کرتے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ﴾

ترجمہ: اور اے میری قوم میں تم سے اس (دعوت) پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر نہیں ہے مگر اللہ کے ذمے۔[3]

- **صبر و تحمل:**

دعوتِ دین کوئی سادہ اور آسان کام نہیں ہے۔ جہاں دین کی دعوت کے نتیجے میں داد و تحسین ہو سکتی ہیں وہی تند و ترش رویوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ دعوتِ دین میں صبر و تحمل بالکل بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ کبھی صبر و تحمل کی ضرورت

۱۔ الأدب المفرد، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، (مترجم: محمد ارشد کمال) مکتبۃ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۵، باب حسن الخلق، حدیث: ۲۷۳، ص: ۱۴۷

۲۔ سورۃ الصف: ۶۱/۲۔۳

۳۔ سورۃ ہود: ۱۱/۲۹

اس لئے پیش آتی ہے کہ مخاطبین کے تکلیف دہ رویوں کو برداشت کیا جائے اور کبھی اس واسطے کہ دعوت کے نتیجے میں ملنے والی جسمانی ایذاؤں پر صبر کیا جائے اور کبھی اس واسطے کہ دعوت پر بہت سی محنت صرف ہونے کے باوجود خارجی دنیا میں اس کے ظاہری نتائج نہ نکلنے پر مایوسی سے بچا جاسکے۔[1]

ا۔ دعوت حق کے تقاضے، عبدالعزیز بن احمد المسعود (ترجمہ: مولانا محمد یونس بٹ)، ص:۱۱۱

مبحث دوم:

وسائل مہیا کرنا

خود داعی بننے کے ساتھ ساتھ دعوت دین کے لئے وسائل بھی مہیا کرنا ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔ وسائل سے مراد صرف مال ہی نہیں ہے۔ بلکہ کئی طرح کی صلاحیتیں بھی دین کی دعوت کے لئے درکار ہیں۔ ذیل میں نکات کی صورت میں کچھ امور پیش کئے جا رہے ہیں۔

- جن لوگوں کے پاس کوئی خاص تکنیکی صلاحیت ہو وہ رضاکارانہ بنیادوں پر اپنی صلاحیت مختلف دینی اداروں کو پیش کریں اور حسب ضرورت دینی اداروں کے ساتھ معاونت کریں۔ جیسے اداروں کے انتظامی، تشہیری اور مشاورتی امور میں معاونت کرنا۔
- آج کے دور میں تقریباً ہر شخص سوشل میڈیا کو استعمال کرتا ہے۔ جہاں سوشل میڈیا کا استعمال ذاتی روبط اور کاروباری ضروریات کے لئے کیا جاتا ہے وہیں ہر شخص قرآن مجید کے ابلاغ میں بھی اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ البتہ یہ امر پیش نظر رہے کہ صرف اسی دینی مواد کی تشہیر کی جائے جو کسی مستند ذریعہ سے حاصل شدہ ہو۔ اس کام کے لئے مستند اداروں نے سوشل میڈیا کے لئے جو مواد تیار کیا ہے اسی پر اکتفا کیا جائے اور اس تشہیر کی سعی کی جائے۔ مختلف اوقات میں مختلف دینی ادارے قرآن کورسز کا انعقاد کرتے ہیں اور انٹرنیٹ کے ذریعے اس کی تشہیر بھی کرتے ہیں۔ اگر ایک شخص ایسے کورسز کی معلومات کو باقاعدہ اپنے حلقہ احباب تک پہنچا دے اور ان میں سے کوئی شخص ایسا کورس کر لے تو یہ اس کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے گا۔
- قرآن فہمی کے فروغ کے لئے مالی وسائل بھی درکار ہوتے ہیں۔ شخصی اور ذاتی سطح پر ہر شخص کو چاہیے کہ وسعت کے مطابق اپنے وسائل میں سے ایک حصہ ایسے اداروں کو بطورِ انفاق دے جو قرآن فہمی کو عوامی سطح پر عام کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

مبحث سوم:

اگلی نسل کو تیار کرنا

قرآن فہمی کے فروغ کے لئے خود کردار ادا کرنے کے بعد شخصی اور ذاتی سطح پر کرنے کا اہم کام اپنی نئی نسل کی تعلیم و تربیت کرنا ہے اس طرز پر کہ وہ قرآن کے داعی بن سکیں اور اپنی زندگی قرآن فہمی کے فروغ کے لئے وقف کر سکیں۔

ہر معاشرے کو زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق ماہرین کی بقدرِ ضرورت تعداد درکار ہوتی ہے۔ موجودہ دور میں دنیاوی زندگی کے اکثر شعبہ جات میں نہ صرف یہ ہے کہ مطلوبہ تعداد میں لوگ اس شعبے کے ماہر بنتے ہیں بلکہ کئی شعبوں میں ضرورت سے کہیں زائد تعداد میں لوگ ماہر بن جاتے ہیں لیکن افسوناک حقیقت ہے کہ جس شے کے ذریعے قوموں کو عروج حاصل ہوتا ہے بحیثیتِ قوم ہم اسے غافل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللہ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ أَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ

ترجمہ: اللہ جل شانہ اس کتاب (کو تھامنے) کے ذریعے کچھ قوموں کو بلندی عطا فرماتا ہے اور کچھ دوسری قوموں کو اس (کو نظر انداز کرنے) کی وجہ سے پست کر دیتا ہے۔[1]

لہذا ہمیں چاہیے کی زندگی کے باقی شعبوں کی طرح اپنی اگلی نسل کے ایک حصے کو داعی قرآن بنائیں۔ سکول میں بچوں سے جب ان کے مستقبل کا خواب پوچھا جاتا ہے اور انتخاب کے لئے ڈاکٹر، انجینئر اور پائلٹ کی صورتیں پیش کی جاتی ہیں تو ان میں ایک صورت قرآن کا داعی بننے کی بھی شامل ہونی چاہیے۔

ہماری رائے قطعاًیہ نہیں کہ ساری کی ساری نئی نسل کو دنیاوی تعلیم سے یکسر محروم کر کے داعی قرآن بنا دیا جائے اور نہ زندگی کے تمام شعبوں کو ترک کر دیا جائے بلکہ ہماری گزارش صرف اتنی ہے کہ جیسے زندگی کے باقی شعبوں کو معاشرے کی ضرورت سمجھا جاتا ہے اسی طرح دعوت قرآن کو بھی معاشرے کی ایک ضرورت سمجھا جائے اور جن لوگوں کو اس شعبے میں مہارت حاصل کرنی ہے انہیں دنیاوی تعلیم کی بھی ضرورت ہے البتہ ان کے اہداف ڈاکٹر یا انجینئر بننا نہیں بلکہ قرآن کا داعی بننا ہو۔

۱۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ، حدیث ۱۹۳۴، جلد: ۲، ص: ۲۰۱

معاشرے میں اہل قرآن اور داعی قرآن کی ضرورت کو مد نظر رکھ کر اگر ہر دسواں گھرانہ یہ طے کرلے کہ اپنی اولاد میں سے کسی ایک بچے کو دنیاوی میدان میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ دنیاوی تعلیم دلوانے اور پھر فکر معاش میں مگن کردینے کے بجائے وہ اسے داعی قرآن بنائیں گے اور داعی قرآن بننے کے لئے جو دنیاوی اور دینی تعلیم درکار ہے وہ اسے مہیا کریں گے اور اس سے معاشی تقاضے نہیں کریں گے اور اس کے معاش کا کوئی ایسا بندوبست کردیا جائے کہ عملی زندگی میں داخل ہونے کے بعد اسے معاش کے لئے بہت سا وقت اور توانائیاں نہ لگانی پڑیں اور اپنا قیمتی وقت اور قیمتی صلاحیتیں وہ قرآن کو دوسروں تک پہنچانے میں صرف کرے۔

اس کے ساتھ ساتھ اگر ایسے بچے کی تربیت میں یہ بات شامل کردی جائے کہ دنیامیں انسان معاش کے لئے اتنی ہی محنت کرے کہ ضروریات کے مطابق معاش حاصل ہوجائے۔اگر کوئی انسان اس حقیقت کو اپنالے تو اصلاً اسے معاش نہ تو غیر معمولی فکر میں مبتلا کرتی ہے اور نہ ہی معاش کے لئے اسے اکثر وقت اور صلاحیتیں کھپانا پڑتی ہیں۔

اس معاملے میں بہترین اسوہ نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے پھر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اسی سنت کو زندہ رکھا اور پھر ہمارے اسلاف میں سے اکثر کا یہ معاملہ تھا کہ معاش کے لئے بہت کم وقت اور توانائیاں خرچ کرتے تھے۔اپنے وقت اور صلاحیتوں کا اکثر حصہ تو تعلم و تعلیم قرآن میں صرف کرتے تھے۔تب ہی یہ ممکن ہوا کہ قرآن مجید کی تفسیر و تبیین اور دین و شریعت کے ایک ایک معاملے کی اس قدر وضاحت دستیاب ہوئی۔

ایسے ہی افراد کے لئے قرآن مجید میں خصوصی تاکید کی گئی۔

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾

ترجمہ: (ان صدقات کے مستحق ہیں) وہ تنگ دست لوگ جو معاشی جدوجہد کرنے کے قابل نہیں ہیں اللہ کی راہ میں (جدوجہد کی وجہ سے)۔ ناواقف شخص ان کے عدم سوال کے سبب انہیں غنی گردانتا ہے۔تم انہیں انکے چہروں کی علامات سے پہچان لوگے۔وہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔اور جو مال بھی تم راہ خدا میں خرچ کروگے تو جان لو کہ اللہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے۔[1]

۱۔ سورۃ البقرۃ، ۲/۲۷۳

باب سوم:

قرآن فہمی کے میدان میں خدمات : انجمن خدام القرآن

فصل اول:

تعارف بانیِ انجمن خدام القرآن

فصل دوم:

تعارف انجمن خدام القرآن

فصل سوم:

نصاب و کورسز

فصل چہارم:

تعلیمی خدمات

فصل اول:

تعارف بانیِ انجمن خدام القرآن

مبحث اول:

ذاتی اور خاندانی تعارف

مبحث دوم:

تحریکی اور علمی تعارف

تمہید:

قرآن فہمی کے لئے خدمات سرانجام دینے والے اداروں کے کام کا تجزیہ دو ابواب میں منقسم ہے۔ مقالے کے تیسرے باب میں صرف انجمن خدام القرآن کے کام کا تجزیہ کیا گیا۔ جبکہ مقالے کے چوتھے باب میں دیگر اداروں کے کام کا تجزیہ کیا جارہاہے۔ اس تقسیم کاآپس میں ربط اصل اور فرع کا ہے۔ انجمن خدام القرآن کو اصل یا ماڈل کے طور پر پیش کرنے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

- جن اداروں کو مقالہ کا حصہ بنایا گیا ہے تاریخی اعتبار سے ان میں سے سب سے زیادہ قدیم ادارہ انجمن خدام القرآن ہے۔
- یہ ادارہ نہ صرف قدیم ہے بلکہ عملاً بھی قرآن فہمی کو عام کرنے والے اداروں میں سب سے مقدم ہے۔ اس طرز کا یہ پہلا ادارہ ہے جو پاکستان میں قائم ہوا جس کا اولین مقصد علماء تیار کرنا نہیں بلکہ عوام الناس کو قرآن مجید سے جوڑنا ہے۔ دیگر ادارے اس ادارے کی اقتداء میں اس کے بعد وجود میں آئے۔
- پھیلاؤ کے اعتبار سے بھی یہ ادارہ باقی اداروں سے بڑا ہے۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں اس کے مراکز قائم ہیں۔
- مسلکی جھکاؤ کے اعتبار سے یہ ادارہ سب سے زیادہ مقامِ اعتدال پر ہے اور قرآن فہمی کا کام کرنے والے اداروں کے لئے یہ بنیادی وصف ہونا چاہیے کہ وہ اپنی دعوت کو قرآن مرکز بنائیں نا کہ مسلک مرکز۔

یہ وضاحت محض ایک ادارے کو مقدم کرنے کی تفصیل پر مشتمل ہے نہ کہ دوسرے اداروں کی تحقیر کے لیے ہے۔ ہر ادارے کی کچھ امتیازی خصوصیات ہوتی ہیں اور ہر ادارہ کچھ پہلو میں دوسرے سے بہتر اور مقدم ہو سکتا ہے۔

مبحث اول:

تعارف بانیِ انجمن خدام القرآن

پیدائش اور ابتدائی حالاتِ زندگی:

انجمن خدام القرآن کے بانی ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہیں۔ڈاکٹر اسرار احمد کی ولادت غیر منقسم ہندوستان کے مشرقی پنجاب کے ایک قصبہ ''حصار'' میں1932ء میں ہوئی۔[1]ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد کا اسم گرامی مختار احمد تھا جو حصار میں 1901یا1902میں پیدا ہوئے تھے۔[2]ڈاکٹر اسرار احمد کے والدین کو''اسرار احمد''نام اتنا پسند تھا کہ ان کی پیدائش سے پہلے ان سے بڑے دو بیٹوں کا نام بھی انہوں نے اسرار احمد ہی رکھا تھا اور وہ بالکل بچپن میں انتقال کر گئے تھے۔لیکن کسی قسم کی توہم پرستی میں مبتلا ہونے کے بجائے انہوں نے اپنے تیسرے بیٹے کا نام بھی اسرار احمد ہی رکھا۔[3]ان کی والد گرامی برطانوی راج میں ایک سرکاری ملازم تھے۔پاکستان بننے کے بعد ڈاکٹر اسرار احمد کا خاندان پاکستان کے علاقے منٹگمری میں منتقل ہو گئے جسے بعد میں ساہیوال سے موسوم کر دیا گیا۔[4]ہجرت کے لئے آپ کے خاندان نے170 میل کا سفر پیدل چل کر طے کیا۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا مزاج بچپن سے ہی شعوری اور علمی تھا۔ بچپن سے ہی انہیں شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ سے ایک انسیت پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ دس سال کی عمر میں انہیں نے علامہ اقبال کی کتاب ''بانگِ درا''کا مطالعہ کر لیا تھا۔[5]

ابتدائی تعلیم ضلع حصار سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان غیر منقسم ہندوستان کی پنجاب یونیورسٹی سے اچھے درجوں میں پاس کیا۔ایف ایس سی کا امتحان گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کیا۔اس کے بعد ایم بی بی ایس کے لئے 1950 ءمیں کنگ ایڈرورڈ میڈیکل کالج لاہور کا انتخاب کیا۔اور1954ء میں MBBS کی تکمیل کی۔اس کے طویل عرصہ بعد 1965 میں ایم اے اسلامیات کا امتحان کراچی یونیورسٹی سے پاس کیا۔ جس میں آپ کو گولڈ میڈل سے بھی نوازا گیا۔ ایم اے اسلامیات کے علاوہ

---

۱ ۔ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی ایک تعارف، تنظیم اسلامی،انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، طبع: سوم، ۲۰۱۲، ص: ۱۷

۲ ۔ڈاکٹر اسرار احمد: شخصیت اور خدمات، رافعۃ الجبین، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، طبع: اول، ۲۰۱۶، ص: ۱۵

۳ ۔ہفت روزہ ندائے خلافت، تنظیم اسلامی، شمارہ ۲۷ اپریل ۲۰۱۰ تا ۰۳ مئی ۲۰۱۰، ص: ۳

4 https://en.wikipedia.org/wiki/Israr_Ahmed

۵ ۔ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی ایک تعارف، تنظیم اسلامی، ص: ۱۷

ڈاکٹر صاحب نے باقاعدہ دینی تعلیم حاصل نہیں کی البتہ ذاتی مطالعہ اور کبار اہل علم سے مسلسل علم حاصل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بڑے علماء نے بھی بعض مواقع پر آپ کی تحسین کی۔

خاندان اور اولاد:

آپ کی شادی 22 فروری 1955ء کو ہوئی۔ آپ کی اہلیہ کا نام طاہرہ بیگم تھا۔ آپ کی اہلیہ کا تعلق دیندار گھرانے سے تھا اور انہوں نے شادی سے قبل مدرسہ بنات الاسلام سے مولوی عالم اور مولوی فاضل کا کورس پاس کیا تھا۔ عملی زندگی میں شادی سے پہلے ہی وہ جماعت اسلامی کی رکن بن چکی تھی۔[1]

ڈاکٹر صاحب کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں[2]۔ ڈاکٹر صاحب کے تمام بیٹے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور ڈاکٹر صاحب کے قائم کردہ دینی اداروں میں مختلف ذمہ داریوں پر فائز ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تمام بیٹیوں کو عصری تعلیم اوسط درجے تک دی ہے اور وہ تمام بیٹیاں بھی ڈاکٹر صاحب کے مشن کا کسی نہ کسی طرح حصہ بنی ہوئی ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر اسرار احمد: شخصیت اور خدمات، رافعۃ الجبین، ص: ۳۳

۲۔ ایضاً، ص: ۳۶

مبحث دوم:

تحریکی اور عملی زندگی

اگرچہ ڈاکٹر اسرار احمد کی شعوری زندگی کا آغاز بہت بچپن میں ہی ہو گیا تھا جس میں کئی عناصر کا کردار بہت اہم تھا۔ ایک اس وقت قیامِ پاکستان کی تحریک کا سرگرم ہونا اور قریہ قریہ اور بستی بستی لاالہ الا اللہ کے نعرہ کا گونجنا اور دوسرا ڈاکٹر اسرار احمد کا 10 سال کی عمر میں کلامِ اقبال سے روشناس ہو جانا جس نے ہندوستان کے نوجوان میں بطورِ خاص جذبہ و عمل کی روح ڈالی۔ تاہم ڈاکٹر صاحب کی تحریکی اور عملی زندگی کا باقاعدہ آغاز اٹھارہ سال کی عمر میں ہوا۔ جس کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

''میری زندگی کے دعوتی دور کا آغاز اصلاً تو اٹھارہ برس کی عمر میں 1950ء ہی سے ہو گیا تھا، تاہم آزادانہ حیثیت دعوت دین اور خدمتِ قرآن کا سلسلہ 1965ء سے شروع ہوا''[1]

بچپن میں علامہ اقبال کی شاعری اور ہائی سکول کے دوران مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی کتب کے مطالعے نے ڈاکٹر صاحب کی تحریکی اور عملی سمت متعین کی۔ ڈاکٹر صاحب ایک طرف تو تحریک پاکستان کے فعال کارکن بنے اور ضلع حصار میں مسلم اسٹوڈنٹ فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری بھی رہے۔ اسی حیثیت میں ایک وفد کے ہمراہ آپ کی لاہور میں بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات بھی ہوئی۔[2]

قیامِ پاکستان کے بعد ڈاکٹر صاحب نے جماعت اسلامی کے ساتھ عملی کاموں میں تعاون جاری رکھا اور 1950ء میں اسلامی جمعیت طلبہ میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی۔ اسلامی جمعیت طلبہ میں تحریری اور تقریری خدمات سرانجام دیتے رہے اور بعد ازاں جمعیت کے ناظمِ اعلیٰ کے منصب پر فائز ہوئے۔

1954ء میں جب ایم بی بی ایس مکمل ہوا تو آپ کا تعلیمی سفر ختم ہو گیا لہٰذا آپ نے باقاعدہ جماعت اسلامی کی رکنیت اختیار کر لی۔[3]

۱۔ حساب کم و بیش، ڈاکٹر اسرار احمد، انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع: سوم، ۲۰۰۵ ص: ۸

۲۔ عزم تنظیم، ڈاکٹر اسرار احمد، تنظیمِ اسلامی، لاہور، ص: ۵

۳۔ ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی ایک تعارف، تنظیم اسلامی، ص: ۲۰

1955ءتا1957ء جماعت اسلامی میں ایک بحران اور باہم اختلاف رائے کا معاملہ جاری رہا جس کی بنیاد جماعت اسلامی کی مروجہ انتخابی سیاست میں شمولیت تھی۔ بالآخر جب جماعت کی مرکزی قیادت نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ مروجہ انتخابی سیاست کے طریقہ کار پر ہی قائم رہیں گے تو جماعتِ اسلامی کی مرکزی قیادت میں سے کچھ اہم افراد اور عام کارکنوں کی ایک تعداد نے جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کرلی۔ انہی لوگوں میں ڈاکٹر اسرار احمد بھی شامل تھے۔[1]

جماعت اسلامی سے علیحدگی کے بعد ڈاکٹر صاحب ان لوگوں میں شامل تھے جن کی یہ کوشش تھی کہ جن اختلافات کو مد نظر رکھ کر جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کی گئی ہے ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک نئی اجتماعیت وجود میں لائی جائے لیکن ایسی تمام کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اسی دوران آپ نے کچھ وقت تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی صرف کیا۔ ساتھ میں مختلف مقامات پر دروسِ قرآن کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

1965ء میں دارالاشاعت الاسلامیہ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ جس نے کئی دینی کتب شائع کیں۔ ان میں سے ایک اہم اشاعت مولانا اصلاحیؒ کی معرکۃ الآراء تفسیر ''تفسیر تدبرِ قرآن'' کی ابتدائی جلدیں بھی ہیں۔ اسی سال آپ نے لاہور میں درس قرآن کے کئی حلقے قائم کئے۔ اور ان اہم شخصیات سے رابطے شروع کر دیئے جو جماعت اسلامی سے علیحدہ ہوئے تھے۔

1966ء میں ڈاکٹر صاحب نے ماہنامہ میثاق کو دوبارہ جاری کیا۔ یہ ماہنامہ اصلاً مفسرِ قرآن مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے شروع کیا تھا لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے جاری نہ رکھ سکے تھے۔[2]

1967ء میں جماعت سے الگ ہونے والے اہل علم حضرات کا ایک اجتماع منعقد ہوا جس کی صدارت تو اگرچہ مولانا اصلاحیؒ نے کی لیکن اس اجتماع کے انعقاد کی ساری دوڑ دھوپ ڈاکٹر صاحب نے کی تھی۔ اس اجتماع کی خاص اہمیت ایک قرارداد ہے جو اس میں پاس کی گئی جسے ابتداء میں ''قراردادِ رحیم یار خان'' کے نام سے ماہنامہ میثاق میں شائع کیا گیا[3] اور بعد ازاں قرار

۱۔ عزم تنظیم، ڈاکٹر اسرار احمد، ص:۹

۲۔ ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی ایک تعارف، تنظیم اسلامی، ص:۲۳

۳۔ ایضاً، ص:۲۴

دادِ تاسیس کے نام سے تنظیم اسلامی کی ایک مستقل دستاویز کی شکل دے دی گئی۔ اس قرارداد میں ایک نئی جماعت کے قیام کے لئے کچھ اصولی امور پر اتفاق کیا گیا۔[1]

اسی سال آپ کی ایک معرکۃ الآراء تصنیف ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام'' شائع ہوئی۔ یہ تحریر حجم کے اعتبار سے تو اگرچہ نہایت چھوٹی ہے لیکن معنوی لحاظ سے نہایت گراں قدر ہے۔ کیونکہ اس میں امت کے ماضی کے حالات کا ایک تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور مستقبل کے لئے ایک عملی خاکہ پیش کیا گیا۔ قرآن فہمی کے لئے کام کرنے والے اداروں کے لئے یہ تحریر دستور کا درجہ رکھتی ہے۔

1967ء سے 1971ء تک ڈاکٹر صاحب نے اپنے طور پر درس قرآن اور قرآن کورسز کا انعقاد کیا۔ اس دوران یونیورسٹی کے طلباء کے لئے قرآن ہاسٹل بھی قائم کیا جس میں انہیں کچھ دنوں کے لئے کل وقتی قرآن کورسز کروائے جاتے تھے۔ 1972 میں آپ نے مرکزی انجمن خدام القرآن قائم کی۔[2]

مارچ 1975ء میں آپ نے ''تنظیمِ اسلامی'' قائم کی جس کا ہدف غلبہ دین کے لئے کوشش کرنا قرار دیا گیا۔ تنظیم اسلامی کے قیام کے بعد آپ کی زیادہ تر توجہ تنظیم کے امور پر صرف ہوئی۔[3]

1992 میں آپ نے تحریک خلافت قائم کی اور پورے پاکستان میں خلافت کی ضرورت واہمیت اور دورِ حاضر میں اس کے عملی نظام سے متعلق سیمینارز منعقد کئے اور لوگوں میں آگاہی پیدا کی۔[4]

ان تین اداروں کے قیام کے بعد ڈاکٹر اسرار احمد نے زندگی کے آخری دن تک انہی اداروں کے ماتحت خدمت دین اور خدمت قرآن کا سفر جاری رکھا۔ اس دوران آپ نے ہزاروں کی تعداد میں دروس اور محاضرات دیئے۔ آپ کے کئی اہم خطابات کو تقریر سے کتابی شکل میں منتقل کیا گیا۔ ان کے علاوہ الگ سے بھی آپ نے کچھ تحریریں مرتب کیں۔

ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں ایک منفرد خدمت قرآن یہ تھی کہ آپ نے رمضان میں تراویح کے ساتھ ''دورہ ترجمہ قرآن'' کا آغاز کیا اور تقریباً دو دہائیوں تک خود بھی ہر سال دورہ ترجمہ قرآن منعقد کرتے رہے۔ آپ کے تیار کئے ہوئے شاگرد اس

---

۱ ۔ عزم تنظیم، ڈاکٹر اسرار احمد، ص: ۱۲

۲ ۔ ایضاً، ص: ۱۸

۳ ۔ تعارف تنظیم اسلامی، ڈاکٹر اسرار احمد، تنظیم اسلامی، لاہور، ص: ۱۱

۴ ۔ ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی ایک تعارف، تنظیم اسلامی، ص: ۳۰

وقت ہر سال ملک میں ڈیڑھ سو سے دو سو مقامات پر یہ پرو گرام منعقد کرتے ہیں جس سے ہزاروں لوگ فہم قرآن سے مستفید ہوتے ہیں۔

1998 میں ڈاکٹر صاحب نے قرآن اکیڈمی کراچی ڈیفنس کی مسجد میں دورہ ترجمہ قرآن کا جو پرو گرام منعقد کیا تھا اس کی باقاعدہ ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی اور بعد ازاں ''بیان القرآن'' کے نام سے اسے انٹرنیٹ اور سی ڈیز کے ذریعے عام کیا گیا۔ بیان القرآن کے ذریعے قرآن کا بنیادی فہم حاصل کرنے والوں کی تعداد بلا مبالغہ لاکھوں میں ہے۔ اسی بیان القرآن کا کتابی نسخہ سات جلدوں میں شائع کیا گیا تو 2008ء میں پہلی اشاعت سے لے کر 2019ء تک کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ کتابی شکل میں بیان القرآن کو پی ڈی ایف کی صورت میں شروع سے ہی انٹرنیٹ پر دستیاب رکھا گیا ہے جس سے یقیناً ہزاروں لوگ مستفید ہوئے ہوں گے۔

وفات:

ڈاکٹر صاحب عمر کے آخری حصے میں کافی بیماریوں میں مبتلا رہے البتہ آپ نے ان تمام بیماریوں کو کبھی خدمت قرآن کے مشن میں رکاوٹ بننے نہیں دیا۔ بہر حال انسان ناقص ہی ہے اور وہ تقدیر سے نہیں لڑ سکتا۔ موت برحق ہے اور ہر شخص کو موت سے دوچار ہونا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

ترجمہ: ہر جان دار کو ذائقہ موت چکھنا ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾

ترجمہ: کہو کہ: جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم سے آ ملنے والی ہے، پھر تمہیں اس (اللہ) کی طرف لوٹایا جائے گا جسے تمام پوشیدہ اور کھلی ہوئی باتوں کا پورا علم ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے۔]

13 اپریل 2010ء کی رات ڈاکٹر صاحب کی طبیعت زیادہ مضمحل ہو گئی اور کمر کی تکلیف بھی شدت اختیار کر گئی۔ آپ کے معالج کو بلوایا گیا اور انہوں نے معائنہ کرنے کے بعد کچھ ادویات تجویز کیں۔ لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد پھر تکلیف بڑھ گئی۔ آپ کے بیٹوں نے آپ کو ہسپتال لے جانا چاہا لیکن ڈاکٹر صاحب نے منع کر دیا۔ رات کو ڈھائی بجے کے قریب ڈاکٹر صاحب

کے بیٹوں نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر صاحب بالکل ساکت ہیں۔ معائنہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک خادمِ قرآن ساٹھ سال قرآن مجید کی خدمت کرنے کے بعد 78 برس کی عمر میں اپنے رب سے ملاقات کے سفر پر روانہ ہو چکے ہیں۔[1] **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔**

تصنیفات:

چونکہ ڈاکٹر صاحب کی زیادہ تر کتابیں ان کی تحریریں نہیں ہیں بلکہ ان کی تقاریر کو کتابی شکل دی گئی ہے اس لئے ممکن ہے کہ مستقبل میں مزید تقاریر کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے اور ان کی کتابوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ تمام کتابیں ان کے اپنے ادرے، مکتبہ خدام القرآن، انجمن خدام القرآن سے شائع کی گئی ہیں۔ اب تک موجود کتابوں کی فہرست ذیل میں پیش کی جارہی ہے:-

1	مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق	14	رسولِ انقلاب کا طریقہ انقلاب
2	عظمت قرآن بزبانِ قرآن وصاحب قرآن	15	مثیلِ عیسیٰؑ ۔۔۔ علی مرتضیٰؓ
3	دنیا کی عظیم ترین نعمت: قرآنِ حکیم	16	شہیدِ مظلوم حضرت عثمان ذالنورینؓ
4	قرآن حکیم کی قوتِ تسخیر	17	سانحہ کربلا
5	راہ نجات: سورۃ العصر کی روشنی میں	18	حقیقت ایمان
6	قرآن اور امن عالم	19	حقیقت واقسامِ شرک
7	انفرادی نجات اور اجتماعی فلاح کے لئے قرآن کا لائحہ عمل	20	توحید عملی: سورۃ الزمر تا سورۃ الشوریٰ کی روشنی میں
8	جہاد بالقرآن اور اس کے پانچ محاذ	21	عیدالاضحیٰ اور فلسفہ قربانی
9	قرآنِ حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ	22	مروجہ تصوف یا سلوکِ محمدیﷺ؟ یعنی احسانِ اسلام
10	تعارف قرآن	23	زندگی، موت اور انسان: آئینہ قرآنی میں
11	قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں	24	عظمتِ صوم
12	مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب (دو جلدیں) (قرآن کے منتخب مقامات کا تفصیلی مطالعہ)	25	جہاد فی سبیل اللہ: اصل حقیقت، اہمیت ولزوم اور مراحل ومدارج
13	بیان القرآن، (سات جلدیں)	26	عظمت صیام وقیامِ رمضان مبارک

۱۔ ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی ایک تعارف، تنظیم اسلامی، ص: ۳۳

27	رسولِ کامل	42	اطاعت کا قرآنی تصور
28	معراج النبی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام	43	مطالباتِ دین
29	نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں	44	ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیلِ رسالت کے عملی تقاضے
30	عظمتِ مصطفی ﷺ	45	دعوت الی اللہ کی ضرورت واہمیت اور اس کے اصول و مبادی
31	اسوۂ نبی اکرم ﷺ: سورۃ الاحزاب کے تیسرے رکوع کی روشنی میں	46	ایجاد وابداع عالم سے عالمی نظامِ خلافت تک: تنزل اور ارتقاء کے مراحل
32	منہجِ انقلابِ نبوی ﷺ	47	قربِ الٰہی کے دو مراتب: کتاب وسنت کی روشنی میں
33	نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت	48	حبِ رسول ﷺ اور اس کے تقاضے
34	تنظیمِ اسلامی کی دعوت	49	مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون کے ضمن میں تنظیمِ اسلامی کی مساعی اور ان کے تاریخی اور نظریاتی پس منظر کے حوالے سے ایک عملی تجویز اور جماعتِ اسلامی اور تحریکِ اسلامی کے وفاق کے قیام کی پیش کش
35	فرائضِ دینی کا جامع تصور	50	تعارفِ تنظیمِ اسلامی: پس منظر اور اساسی نظریات
36	امتِ مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل	51	عزمِ تنظیم
37	اسلامی نظمِ جماعت میں بیعت کی اہمیت	52	اسلام اور پاکستان: تاریخی، سیاسی، علمی اور ثقافتی پس منظر
38	اسلام کا معاشی نظام	53	استحکامِ پاکستان
39	اسلام میں عورت کا مقام	54	پاکستان میں نظامِ خلافت: کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟
40	شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں اتباعِ نبوی ﷺ پر مبنی ایک اصلاحی تحریک مع خطبہ نکاح کا ہماری معاشرتی زندگی سے تعلق	55	برعظیم پاک وہند میں اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل اور اس سے انحراف کی راہیں
41	مسلمان خواتین کے دینی فرائض	56	علامہ اقبال اور ہم

57	خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام	67	سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی ، حال اور مستقبل اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داریاں
58	عہد حاضر میں اسلامی ریاست اور معیشت کے چند بنیادی مسائل	68	اسلام میں عدل اجتماعی کی اہمیت اور موجودہ جاگیر داری اور غیر حاضر زمینداری کے خاتمے کی صورت
59	دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر	69	موجودہ عالمی حالات کے پس منظر میں اسلام کا مستقبل
60	حساب کم و بیش اور گزارش احوال واقعی	70	پاکستان کے وجود کو لاحق خطرات و خدشات اور بچاؤ کی تدابیر
61	اسلام کی نشاۃ ثانیہ : کرنے کا اصل کام	71	شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت و اہمیت
62	حزب اللہ کے اوصاف اور امیر و مامورین کا باہمی تعلق	72	عیسائیت اور اسلام
63	تحریک جماعت اسلامی : ایک تحقیقی مطالعہ	73	بصائر : منتخب اخباری کالموں کا مجموعہ
64	تاریخ جماعتِ اسلامی کا ایک گمشدہ باب	74	پاکستان کی سیاست کا پہلا عوامی و ہنگامی دور
65	مولانا مودودی اور میں	75	پاک بھارت مفاہمت اور مسئلہ کشمیر
66	جماعتِ شیخ الہند اور تنظیم اسلامی	76	علامہ اقبال، قائد اعظم اور نظریہ پاکستان

فصل دوم:

تعارف انجمن خدام القرآن

مبحث اول:

اغراض ومقاصد

مبحث دوم:

مراکزاور ذیلی ادارے

تمہید:

اس فصل میں انجمن خدام القرآن کا جامع تعارف پیش کیا جائے گا۔ اس ضمن میں انجمن خدام القرآن کے اغراض و مقاصد پہلی مبحث میں بیان کئے جائیں گے جس سے ادارہ کا نقشہ واضح ہو گا۔ اور ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے جو مراکز اور ذیلی ادارے قائم کئے گئے ہیں ان کا تعارف دوسری مبحث میں پیش کیا جائے گا۔ یوں پہلی مبحث ایک سوچ اور نظریہ کو بیان کرے گی اور دوسری فصل اس سوچ اور نظریہ کے عملی پہلوؤں اور دنیائے خارج میں اس کے ظہور سے بحث کرے گی۔

مبحث اول:

اغراض و مقاصد

تاسیس:

انجمن خدام القرآن ایک تعلیمی اور تحقیقی ادارہ ہے جس کا مقصد مسلمانوں کا رشتہ قرآن سے جوڑنا ہے۔ اس زوال کے دور میں جب مسلمانوں کے خواص اور عوام سب ہی اسلام سے دور ہو رہے تھے اور ان کا تعلق قرآن سے نہایت کمزور ہو رہا تھا تو امت کا درد رکھنے والے بہت سے اہل علم و فضل نے امت کو دوبارہ قرآن کی طرف بلانے کی انفرادی اور اجتماعی سعی کی۔ انہیں اجتماعی کوششوں میں سے ایک کوشش ''انجمن خدام القرآن'' ہے۔

انجمن خدام القرآن کا قیام 1972 میں عمل میں آیا۔[1] انجمن خدام القرآن کے قیام سے پانچ سال پہلے ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس کا خاکہ پیش کر دیا تھا اور اس کے لئے انفرادی سطح پر کوششیں شروع کر دی تھیں۔ پانچ سال کی ان تھک محنت کے نتیجے میں انجمن خدام القرآن کا قیام ممکن ہو سکا۔

بنیادی خاکہ:

انجمن خدام القرآن کا خاکہ ڈاکٹر صاحب کے الفاظ میں:

''بنابریں وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ایک زبردست علمی تحریک ایسی اٹھے جو سوسائٹی کے اعلیٰ ترین طبقات اور معاشرے کے ذہین ترین عناصر کے فکر و نظر میں انقلاب برپا کر دے۔ اور انہیں مادیت و الحاد کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و یقین کی روشنی میں لے آئے اور خداپرستی و خودشناسی کی دولت سے مالامال کر دے۔ خالص علمی سطح پر اسلامی اعتقادات کے مدلل اثبات اور الحاد و مادہ پرستی کے پُرزور ابطال کے بغیر اس مہم کا سر ہونا محال ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ چونکہ موجودہ دور میں فاصلے بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں اور پوری نوعِ انسانی ایک کنبے کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ لہذا علمی سطح کا تعین ایک مملکت کے اعتبار سے نہیں بلکہ مکمل دنیا کے اعلیٰ ترین معیار کے مطابق کرنا ہو گا۔ اور اگرچہ یہ بالکل صحیح ہے کہ یہ کام

۱۔ دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر، ڈاکٹر اسرار احمد، ص: ۲۳

انتہائی کٹھن اور سخت محنت طلب ہے'لیکن ناقابل تردید حقیقت ہے کہ بغیر اس کے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے خواب دیکھنا جنت الحمقاء میں رہنے کے مترادف ہے۔"[1]

جامعیت:

انجمن خدام القرآن میں جامعیت پائی جاتی ہے۔یعنی ایک طرف تو اس کے مقاصد میں عوام الناس کو بنیادی دین سمجھانا شامل ہے تو دوسری طرف مغربی استعمار کی طرف سے جو چیلنجز اسلام کو درپیش ہیں ان کا مقابلہ کرنا اور علومِ جدیدہ کی ترویج کے ذریعے اسلام پر جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں ان کا بھرپور جواب دینا اور ایمان ویقین کے راستے میں درپیش رکاوٹوں کو دور کرنا بھی انجمن کے مقاصد میں شامل ہے۔

یہ دو مقاصد نہ صرف نوعیت کے اعتبار سے بہت مختلف ہیں بلکہ ان کے لئے ذہنی اور فکری استعداد بھی بالکل مختلف درکار ہے۔عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے لئے جن افراد کی ضرورت ہے ان کے مزاج میں سب سے عظیم خاصہ یہ مطلوب ہے کہ وہ چند بنیادی باتیں سیکھ کر ان باتوں کو سینکڑوں مرتبہ دہرا سکتے ہوں اور اس سارے عمل میں کسی قسم کی اکتاہٹ محسوس نہ کریں اور اسی جوش وجذبہ سے اس تعلیم وپیغام کو عوام تک پہنچاتے رہیں۔

اس کے مقابلے میں علومِ جدیدہ سے آراستہ افراد کے قرآن سمجھانے کے لئے جن افراد کی ضرورت ہے ان میں سب سے بڑا خاصہ یہ درکار ہے کہ وہ بیک وقت علومِ نقلیہ اور علومِ عقلیہ پر ایک خاص درجہ کی مہارت رکھتے ہوں۔اس کے ساتھ ساتھ حاضر دماغی ان میں کمال درجہ کی پائی جائے۔ علم میں مسلسل اضافہ کرنے کے لئے کوشاں ہوں۔انسانی نفسیات سے ضروری آگاہی رکھتے ہوں اور ان سب خصوصیات کے ساتھ نصح وخیر خواہی کا جذبہ بھی رکھتے ہوں۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے یقیناً انجمن خدام القرآن کے مقاصد اور اہداف کے لئے دو بالکل مختلف اور متضاد مزاج افراد درکار ہیں۔اور ایسے افراد کو تیار کرنا اور ان سے مناسب طریقے سے کام لینا ایک ادارے کے لئے چیلنج ہوا کرتا ہے۔

مقاصد اور اہداف:

انجمن خدام القرآن کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱۔اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام،ڈاکٹر اسرار احمد،ص:۲۰-۲۱

1. عربی زبان کی تعلیم و ترویج

2. قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق

3. علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت

4. ایسے نوجوانوں کی مناسب تربیت جو تعلم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں

5. ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین سطح پر پیش کر سکے۔[1]

۱۔ انجمن خدام القرآن سندھ کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۲/۲۰۱۳، ص:۱

مبحث دوم:

مراکزاور ذیلی ادارے

سب سے پہلے لاہور میں انجمن خدام القرآن قائم ہوئی جسے "مرکزی انجمن خدام القرآن" کا نام دیا گیا۔ اس کے بعد دوسرے شہروں میں قائم ہونے والی انجمنوں کو آزادانہ حیثیت دی گئی۔ یعنی مقاصد اور اہداف میں تو وہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ماتحت ہونگی البتہ انتظام وانصرام میں بالکل خود مختار ہوں گی۔ وہ اپنے اسباب ووسائل بھی خود سے جمع کریں گی اور ان کو بروئے کار بھی خود سے لائیں گی۔ اس طرح مرکزی انجمن خدام القرآن کے بعد درج ذیل انجمنیں قائم ہوئیں۔

1. انجمن خدام القرآن سندھ

انجمن خدام القرآن سندھ کا قیام 1986 میں عمل میں آیا۔[1] اس انجمن کے تحت درج ذیل ادارے وجود میں آچکے ہیں۔

a. قرآن اکیڈمی ڈیفنس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس 4000 مربع گزر قبے پر محیط ہے جسے 1991ء میں قائم کیا گیا۔ عمارت میں شعبہ تدریس، شعبہ حفظ وقراءت، شعبہ ملٹی میڈیا، لائبریری اور ایک وسیع و عریض مسجد جس میں 5000 نمازیوں کی گنجائش موجود ہے اور ہر سال 200 سے زائد افراد اعتکاف کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔[2]

b. قرآن اکیڈمی یاسین آباد

قرآن اکیڈمی یاسین آباد 2004ء میں قائم ہوئی۔ اس کا کل رقبہ 50,000 مربع فٹ ہے۔ جس میں شعبہ تدریس، شعبہ تحقیق، شعبہ حفظ وقراءت، ہاسٹل، شعبہ مطبوعات، شعبہ ملٹی میڈیا، لائبریری اور ایک مسجد شامل ہے۔[3]

---

1 http://quranacademy.com/Anjuman-Introduction

۲ ۔ انجمن خدام القرآن سندھ کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۷/۲۰۱۸، ص: ۱۴

۳ ۔ ایضاً، ص: ۱۵

c. قرآن اکیڈمی کورنگی

کورنگی کے علاقے زمان ٹاؤن میں قرآن اکیڈمی کورنگی 1995 میں قائم کی گئی۔اسے پہلے قرآن مرکز کا نام دیا گیا بعد ازاں اس میں توسیع کر کے اسے قرآن اکیڈمی قرار دیا گیا۔ یہ اکیڈمی 1200 مربع گز کے رقبے پر محیط ہے۔ جس میں ایک سالہ رجوع الی القرآن، مختصر دورانیہ کے عربی اور تجوید کے کورسز، شعبہ حفظ وقراءت اور ایک لائبریری موجود ہے۔

d. قرآن انسٹیٹیوٹ جوہر

2006ء میں کراچی کے علاقہ گلستانِ جوہر میں قرآن انسٹیٹیوٹ قائم کیا گیا۔اس سینٹر میں ایک سالہ رجوع الی القرآن، مختصر دورانیہ کے عربی اور تجوید کے کورسز، شعبہ حفظ وقراءت اور 600 نمازیوں کے لئے مسجد کا انتظام کیا گیا ہے۔

e. قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد 2016ء میں قائم ہوا[1] جبکہ اس میں ایک سالہ رجوع الی القرآن کا آغاز 2017ء میں کیا گیا۔[2] یہ سینٹر 600 مربع گز کے رقبے پر محیط ہے۔اس سینٹر میں ایک سالہ رجوع الی القرآن، مختصر دورانیہ کے عربی اور تجوید کے کورسز اور شعبہ حفظ وقراءت قائم ہے۔

f. دی ہوپ(The Hope) اسلامک سکول

یہ سکول 2008ء میں قائم کیا گیا۔[3] جو کہ قرآن انسٹیٹیوٹ کورنگی کی عمارت کے اندر موجود ہے۔اس سکول میں اس وقت 700 بچے زیر تعلیم ہیں۔[4] جبکہ 40 سے زائد اساتذہ تدریس کرواتے ہیں۔[5]

۱۔انجمن خدام القرآن سندھ کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۶/۲۰۱۷، ص:۱۴

۲۔انجمن خدام القرآن سندھ کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۷/۲۰۱۸، ص:۱۵

۳۔انجمن خدام القرآن سندھ کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۲/۲۰۱۳، ص:۵۲

۴۔انجمن خدام القرآن سندھ کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۷/۲۰۱۸، ص:۱۵

۵۔انجمن خدام القرآن سندھ کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۲/۲۰۱۳، ص:۵۳

مقاصد:

''اس سکول کا مقصد طلباء خصوصاً نوجوان اس طرح تیار کرنا ہے کہ وہ اسلام، اسلامی تہذیب اور اسلامی تقاضوں کو اچھی طرح جانتے ہوں۔ ان پر دل وجان سے ایمان رکھنے والے ہوں اور ان پر دین کا وسیع تصور واضح ہو۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اعلیٰ سیرت اور اچھے اخلاق رکھتے ہوں کہ اجتماعی زندگی کے پورے نظام میں اسلامی روح کے مطابق تعمیری کردار ادا کر سکیں''۔[1]

خصوصیات:

I. عصری تعلیم کے ساتھ ناگزیر دینی تعلیم

II. فہم قرآن اور دینی شعور اجاگر کرنے کے لئے مطالعہ قرآن کے نام سے چھ خصوصی کتب کی تدریس

III. طلباء کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ تاکہ وہ اچھے مسلمان اور ذمہ دار مہذب شہری بن سکیں۔

IV. سیکنڈری سے طلباء اور طالبات کی علیحدہ علیحدہ کلاسز

V. اساتذہ کے لئے تربیتی کورسز کا انعقاد

VI. عصری تعلیم میں اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل افراد کا انتخاب[2]

2. انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد

انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد کا قیام 2000ء عمل میں آیا۔ انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد نے قیام سے لیکر 2011 تک مختصر دورانیے کے کچھ کورسز منعقد کئے۔ اس عرصے میں اس انجمن کے پاس اپنی کوئی عمارت نہیں تھی۔ یہ کورسز مساجد میں اور دیگر اداروں کی عمارات میں منعقد کئے گئے۔ تاہم 2011ء سے اس انجمن نے باقاعدہ کام شروع کیا اور شام کے اوقات میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس کا آغاز کیا۔ یہ کورس بھی ایک مسجد کی بیسمنٹ میں 2011 میں شروع کیا گیا تھا تاہم 2014 میں مسجد کے قریب ہی ایک عمارت کرائے پر لیکر اس میں قرآن اکیڈمی کا کیمپس قائم کیا گیا جسے قرآن اکیڈمی گلزار قائد

۱۔ انجمن خدام القرآن سندھ کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۲/۲۰۱۳، ص: ۵۲

۲۔ ایضاً، ص: ۵۳

کیمپس کا نام دیا گیا۔اس طرح یہی کورس دیگر مقامات پر بھی شروع کیا گیا جن کی تفصیل ذیل میں بیان کی جائے گی۔ اس انجمن کے تحت کئی ادارے وجود میں آچکے ہیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں بیان کی جائے گی۔[1]

انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد کی امتیازی خاصیت:

انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد نے کام کرنے کے طریقہ کار کے لئے پاکستان میں قائم دیگر انجمنوں کے طریقہ کار کو نہیں اپنایا بلکہ ایک نیا طریقہ کار اپنایا گیا جو کافی حد تک مفید رہا۔ پاکستان کی دیگر انجمنیں مراکز قائم کرنے کے لئے اپنی جگہ کی خریداری کرتی ہیں یا مخیر حضرات کی وقف کردہ جگہ استعمال کرتی ہیں۔ پھر ان جگہوں پر عمارت تعمیر کرنے کے لئے فنڈز جمع کئے جاتے ہیں۔ اس سارے منصوبے میں وقت بھی بہت زیادہ لگ جاتا ہے اور ایک مرکز قائم کرنے کے لئے کئی سالوں کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد نے اپنی جگہوں کے حصول کی تگ ودو کے بجائے کرائے کی عمارتوں کے ذریعے مراکز قائم کرنا شروع کئے۔ اس طریقہ کار سے چند سالوں میں کئی مراکز قائم ہوگئے اور تعلیم و تعلم کا کام تیزی سے پھیل گیا۔

a. قرآن اکیڈمی بلیوایریا کیمپس

قرآن اکیڈمی بلیوایریا کیمپس 2012ء میں قائم کیا گیا۔ تقریباً 150 مربع گز رقبے پر محیط یہ ایک ہال ہے جس میں کلاسز بنائی گئی ہیں۔ قیام سے لیکر 2018 تک ہر سال اس کیمپس میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس منعقد ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ مختصر دورانیے کے کئی کورسز بھی منعقد کئے گئے ہیں۔ خاص موضوعات پر محاضرات کا سلسلہ بھی وقتاً فوقتاً جاری رہتا ہے۔

b. قرآن اکیڈمی گلزارِ قائد کیمپس

قرآن اکیڈمی گلزارِ قائد کیمپس 2014 میں 300 گز کی دو منزلہ عمارت میں قائم کیا گیا۔ اس سے پہلے 2011ء تا 2014ء اس کیمپس کی تدریسی ضروریات کیمپس کے قریب واقع جامع مسجد حرمین شریفین میں پوری کی جارہی تھی۔ اس کیمپس میں 2011ء سے تاحال ایک سالہ قرآن فہمی کورس منعقد کیا جارہا ہے جو کہ خواتین وحضرات دونوں کے لئے ہے۔ نیز 2015 میں ایک سالہ ایڈوانس قرآن فہمی کورس کا انعقاد بھی کیا گیا تھا۔ نیز مختصر دورانیے کے کورسز اور محاضرات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

۱۔ ملاقات، بریگیڈیئر عنایت ولی خان، ڈائریکٹر اکیڈمکس، قرآن اکیڈمی اسلام آباد، تاریخ: ۱۸ جولائی ۲۰۱۹

c. قرآن اکیڈمی گلریز کیمپس

قرآن اکیڈمی گلریز کیمپس 500 مربع گز پر مشتمل ہے۔ جو کہ 2014ء میں قائم ہوا۔ اس کیمپس میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس کا انعقاد کیا گیا۔ تاہم بعض انتظامی مسائل کی وجہ سے 2018 میں اس کیمپس کو بند کر دیا گیا۔

d. قرآن اکیڈمی اڈیالہ روڈ کیمپس

قرآن اکیڈمی اڈیالہ روڈ کیمپس 2015 میں قائم کیا گیا۔ تقریباً 180 مربع گز کے رقبے پر محیط اس کیمپس میں 2015 میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس شروع کیا گیا تھا۔ جو کہ بعد ازاں موڈیول سسٹم میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ کورس تاحال جاری ہے۔ مختصر دورانیے کے کورسز اور خصوصی محاضرات کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔

e. قرآن اکیڈمی سکستھ روڈ کیمپس

قرآن اکیڈمی سکستھ روڈ کیمپس 2015 میں قائم کیا گیا تھا۔ تقریباً 100 مربع گز رقبہ پر محیط یہ جگہ ایک پلازہ میں ایک حال کی شکل میں تھی جسے کلاس رومز کی ترتیب دی گئی تھی۔ اس کیمپس میں دو سال سے ایک سالہ قرآن فہمی کورس منعقد کیا گیا تاہم انتظامی مسائل کی وجہ سے 2017 میں اس کیمپس کو بند کر دیا گیا۔

f. قرآن اکیڈمی فیض آباد کیمپس

قرآن اکیڈمی فیض آباد کیمپس تقریباً 100 مربع گز کے رقبے پر محیط ایک حال ہے جو کہ ایک دینی جماعت کی عمارت کا حصہ ہے۔ یہ کیمپس 2019ء میں قائم کیا گیا۔ اس کیمپس میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس جاری ہے۔

g. قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن سوک سینٹر

قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن سوک سینٹر 2019 میں ایک پلازہ کے اندر قائم کیا گیا۔ اس کا رقبہ تقریباً 150 مربع گز ہے۔ قیام کے فوراً بعد اس کیمپس میں موڈیول سسٹم پر مبنی ایک سالہ قرآن فہمی کورس کا آغاز کر دیا گیا۔

h. قرآن کمپلیکس پیہونٹ

قرآن کمپلیکس پیہونٹ انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد، کا رقبے لحاظ سے سب بڑا پراجیکٹ ہے۔ عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے علاوہ انجمن خدام القرآن کے مقاصد میں ایک ایسا علمی ادارہ قائم کرنا بھی ہے جو علومِ نقلیہ اور علومِ عقلیہ کے

امتزاج سے اسلام کو دورِ جدید کے مطابق بیان کرے اور قرآن مجید کی دعوت کو موجودہ دور کی اعلیٰ علمی سطح پر پیش کر سکے۔
[1]اس منصوبے کے لئے 57 کنال پر مشتمل وسیع و عریض رقبہ ایک صاحب خیر نے انجمن کو وقف کیا۔ جس پر 2014 میں تعمیر کا آغاز کیا گیا۔ اس کمپلیکس میں تاحال ایک وسیع مسجد جس میں 1000 نمازیوں کی گنجائش موجود ہے، تعمیر ہو چکی ہے۔ نیز شعبہ تدریس کے لئے کلاس رومز اور دفاتر بھی تیاری کے آخری مراحل میں ہیں۔ یہاں دو سال مسلسل رمضان کے دوران تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام منعقد کیا جاتا ہے جس میں اوسطاً 200 افراد روزانہ شریک ہوتے ہیں۔

3. انجمن خدام القرآن فیصل آباد[2]

انجمن خدام القرآن فیصل آباد کا قیام 1992ء میں عمل میں آیا۔ اس انجمن کے تحت درج ذیل ادارے وجود میں آچکے ہیں۔

a. قرآن اکیڈمی فیصل آباد

قرآن اکیڈمی فیصل آباد 1992ء میں قائم ہوئی۔ اس کا رقبہ 12 کنال ہے جس میں ایک وسیع و عریض مسجد قائم کی گئی ہے۔ جس میں 1000 نمازیوں کی گنجائش موجود ہے۔ نیز شعبہ تدریس، شعبہ سمع وبصر اور مکتبہ بھی قائم کیا گیا ہے۔ اس اکیڈمی میں دو سالہ قرآن فہمی کورس کا انعقاد کیا گیا جو چند سال سے جاری ہے۔ اس کے علاوہ مختصر دورانیے کے عربی اور تجوید کے کورسز وقتاً فوقتاً منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ نیز اس اکیڈمی میں کل وقتی تربیتی کورسز کا انعقاد بھی ہوتا رہتا ہے۔

4. انجمن خدام القرآن جھنگ[3]

انجمن خدام القرآن جھنگ کا قیام 1998 میں عمل میں آیا۔ اس انجمن کے تحت درج ذیل ادارے وجود میں آچکے ہیں۔

a. قرآن اکیڈمی جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ ایک کشادہ عمارت پر مشتمل ہے جس میں مسجد، کلاس روم، آڈیٹوریم، لائبریری اور چند دیگر شعبہ جات قائم ہیں۔ اس اکیڈمی میں باقاعدہ ہاسٹل کے قیام کا منصوبہ زیرِ تکمیل ہے۔

۱۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام، ڈاکٹر اسرار احمد، ص: ۱۹-۲۱

۲۔ ملاقات، انجینئر فیضان حسن، ناظمِ تعلیمات، قرآن اکیڈمی فیصل آباد، تاریخ: ۳ ستمبر ۲۰۱۹

۳۔ سالانہ رپورٹ، انجمن خدام القرآن جھنگ، ۲۰۱۸ء، ص: ۲-۸

5. انجمن خدام القرآن ملتان[1]

انجمن خدام القرآن ملتان کا قیام 1990 میں عمل میں آیا۔ اس انجمن کے تحت درج ذیل ادارے وجود میں آچکے ہیں۔

a. قرآن اکیڈمی آفیسرز کالونی

قرآن اکیڈمی آفیسرز کالونی 1991ء میں قائم ہوئی۔ اس سینٹر میں ایک سالہ رجوع الی القرآن، مختصر دورانیہ کے عربی اور تجوید کے کورسز جاری ہیں۔ اس کے علاوہ اس اکیڈمی میں ایک وسیع و عریض مسجد قائم کی گئی ہے۔

b. قرآن اکیڈمی گارڈن ٹاؤن

قرآن اکیڈمی گارڈن ٹاؤن 2006ء میں قائم ہوئی۔

c. قرآن اکیڈمی کوٹ ادو

قرآن اکیڈمی کوٹ ادو 2015ء میں قائم ہوئی۔

d. قرآن اکیڈمی بہاؤالدین زکریا

قرآن اکیڈمی بہاؤالدین زکریا کیمپس کا سنگ بنیاد 2018ء میں رکھا گیا ہے۔ یہ اکیڈمی 130 مرلہ پر محیط رقبے پر ہے اور زیر تعمیر ہے۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد اس اکیڈمی میں بھی تعلیمی و تدریسی سرگرمیوں کا آغاز ہو جائے گا۔

۱۔ ملاقات، فاروق احمد، ناظمِ تعلیمات قرآن اکیڈمی ملتان، تاریخ: ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۹

فصل سوم:

نصاب و کورسز

مبحث اول:

طویل دورانیے کے کورسز

مبحث دوم:

مختصر دورانیے کے کورسز

تمہید:

مبحث اول میں جو تفصیل بیان کی گئی ہے اس سے دو باتیں مترشح ہوتی ہیں۔ایک یہ کہ انجمن خدام القرآن کی پاکستان میں کئی شاخیں ہیں اور اور ہر شاخ مقاصد کے علاوہ باقی تمام معاملات میں آزاد وخود مختار ہے۔اس وجہ سے تمام انجمنوں کے ماتحت ہونے والے کورسز اوران کے نصاب میں بھی فرق ہے۔دوسری یہ کہ تمام انجمنوں میں سے انجمن خدام القرآن سندھ سب سے زیادہ وسیع اور فعال ہے۔لہذا ہم ذیل میں انجمن خدام القرآن کے نصاب اور کورسز کی تفصیل بیان کریں گے۔ جبکہ باقی انجمنوں کے نصاب اور کورسز میں سے صرف وہ تفصیلات بیان کی جائیں گی جو کہ انجمن خدام القرآن سندھ سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔ معمولی فرق وتفاوت سے طوالت کے خوف سے اجتناب کیا جائے گا۔

مبحث اول:

طویل دورانیے کے کورسز

طویل دورانیے کے کورسز ایک سالہ کورسز کہلاتے ہیں جن کے لئے دو نام اختیار کئے گئے۔ پہلا نام ''رجوع الی القرآن کورس'' ہے جو کہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے ماتحت سب سے پہلے شروع ہوا۔[1] بعد ازاں صبح کے اوقات میں ہونے والے کورس کو رجوع الی القرآن کا نام دے دیا گیا جو کہ کئی شہروں میں ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ یہ کورس کسی شہر میں ہفتہ میں پانچ دن اور کسی شہر میں ہفتہ میں چھ دن ہوتا ہے۔ دوسرا نام ''قرآن فہمی کورس'' ہے۔ مختلف شہروں میں شام کے اوقات میں منعقد ہونے والے ایک سالہ کورس کو قرآن فہمی کورس کا نام دیا گیا ہے۔ یہ کورس عموماً ہفتے میں پانچ دن ہوتا ہے۔

ان دونوں ناموں سے جاری کورسز کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ دس ماہ پر مشتمل ہے جسے سالِ اول کہا جاتا ہے اور دوسرا حصہ دس ماہ پر مشتمل ہے جو سال دوم کہلاتا ہے۔ سال اول میں اسلام اور قرآن سے متعلق بنیادی مضامین پڑھائے جاتے ہیں جس کا مقصد عوام الناس کا رشتہ قرآن سے جوڑنا، انہیں ان کے بنیادی فرائض سے آگاہ کرنا اور ایمان کی آبیاری ہے۔ اس کورس میں داخلے کے لئے کم از کم عمر 18 سال مقرر کی گئی ہے جبکہ استثنائی بنیادوں پر فہم وذکاوت کے حامل کم عمر طلباء کو بھی داخلہ دے دیا جاتا ہے جبکہ کم از کم تعلیمی قابلیت انٹر میڈیٹ ہے۔ البتہ اس میں بھی وہی استثناء موجود ہے جو عمر کی اہلیت میں ہے۔ زیادہ عمر کی کوئی حد نہیں۔[2]

اس طرح ان کورسز میں 18 سال سے 80 سال تک کے ہر عمر اور ہر شعبہ زندگی کے افراد شرکت کرتے ہیں اور ایک ہی کلاس میں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس کے کچھ فوائد ہیں اور کچھ نقصانات ہیں جو کہ منہج دعوت میں بیان کئے جائیں گے۔

ا ۔ عیسائیت اور اسلام، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع: سوم، ۲۰۰۷، ص: ۴۱

۲ ۔ پراسپیکٹس، قرآن اکیڈمی، انجمن خدام القرآن سندھ، سال ۲۰۱۲-۲۰۱۳، ص: ۱۶

▪ ایک سالہ کورس، سال اول کا تعارف:

ایک سالہ کورس کا مقصد ایسے افراد کو بنیادی دینی تعلیم مہیا کرنا ہے جنہوں نے انٹرمیڈیٹ یا اس سے زائد عصری تعلیم حاصل کرلی ہے لیکن بنیادی دینی تعلیم باقاعدہ حاصل نہیں کی۔ایسے افراد کو وہ تمام بنیادی مضامین پڑھائے جاتے ہیں جو اسلام کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل ہیں تاکہ یہ افراد اپنے دینی فرائض سے آگاہ ہوں۔ایمان کی بڑھوتری کے ذریعے دین پر عمل پیرا ہوں۔

نصاب:[1]

1. **علم تجوید:** علم تجوید میں مخارج کی تصحیح، تلفظ اور صحیح ادائیگی کے ساتھ تلاوت قرآن کی استعداد پیدا کرنے کے لئے بنیادی قواعد تجوید سکھائے جاتے ہیں۔ قواعد کی تعلیم کے بعد ان قواعد کی عملی مشق کرائی جاتی ہے۔ عملی مشق کا نصاب مختلف شہروں کے کورسز میں مختلف ہے۔ایک پارے سے لے کر دس پاروں تک وقت اور طلباء کی استعداد کو دیکھ کر نصاب مقرر کیا جاتا ہے۔اس مضمون کی اچھی تعلیم کے نتیجے میں ایک شخص قرآن مجید کو صحیح مخارج اور صحیح تلفظ سے پڑھ سکتا ہے۔

علم تجوید کے ساتھ ساتھ ترغیب و تشویق کے ذریعے قرآن کے کچھ حصے کو حفظ کروانے کی کوشش بھی کی جاتی ہے تاہم یہ کام کلاس روم میں نہیں کیا جاتا بلکہ طلباء تجوید کے استاذ کی رہنمائی میں خود سے اپنے ذوق و شوق کے مطابق قرآن حفظ کرنا شروع کردیتے ہیں۔

2. عربی گرامر:

عربی گرامر میں صرف اور نحو کے ایسے تمام قواعد سکھائے جاتے ہیں جن کا سیکھنا عربی زبان کی بنیادی تفہیم کے لئے ضروری ہے۔البتہ اس مقصد کے لئے جو کتاب استعمال کی جاتی ہے وہ مشہور کتاب ”عربی کا معلم“[2] سے استفادہ کرکے مرتب کی گئی اور اس کا نام ”آسان عربی گرامر“[3] رکھا گیا۔پہلے اسم کے بنیادی مباحث کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر فعل کے بنیادی مباحث۔اس کے بعد اسمائے مشتقات اور پھر غیر صحیح افعال اور تعلیلات کو بیان کیا گیا ہے۔

---

۱ ۔پراسپیکٹس، قرآن اکیڈمی، انجمن خدام القرآن سندھ، سال ۲۰۱۲-۲۰۱۳، ص:۱۱

۲ ۔عربی کا معلم، مؤلف: مولوی عبدالستار خان، مکتبۃ العلم، لاہور، دیباچہ

۳ ۔آسان عربی گرامر، مؤلف: لطف الرحمان خان، ناشر: انجمن خدام القرآن سندھ، دیباچہ

3. عربی لٹریچر:

عربی گرامر کی کسی قدر تدریس کے بعد پڑھائے گئے قواعد کی عملی مشق کے لئے عربی ادب کی تدریس شروع کی جاتی ہے۔ عربی ادب کا نصاب بھی مختلف شہروں میں مختلف ہوتا ہے۔ کہیں ''قصص النبیین'' کا متن پڑھایا جاتا ہے اور کہیں '' الطریقہ الجدیدہ'' سے اقتباسات پڑھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح عربی میں کچھ احادیث کی شرح اور کچھ آیات کی تفسیر بھی پڑھائی جاتی ہے تاکہ گرامر میں پڑھے گئے قواعد کا عملی اطلاق ہو سکے۔

4. قرآن مجید کی صرفی و نحوی تحلیل:[1]

عربی گرامر کی تدریس مکمل ہونے پر قرآن مجید کے منتخب حصے کی صرفی و نحوی تحلیل کروائی جاتی ہے۔ جس سے ایک طرف تو قواعد کی عملی مشق ہو جاتی ہے اور دوسری طرف عربی پڑھنے کی اصل غرض و غایت پوری ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ یعنی طلباء براہ راست بغیر کسی ترجمے کے قرآن کو سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ البتہ کورس کے دوران 30 آیات سے ایک پارہ تک کی صرف و نحوی تحلیل کروائی جاتی ہے۔ اس مضمون میں بھی نصاب مختلف شہروں میں مختلف ہے۔ کہیں قرآن کی پہلی پچاس آیات پڑھائی جاتی ہیں۔ کہیں سورۃ الملک پڑھائی جاتی ہے اور کہیں آخری پارے کا شروع کا حصہ یا آخری حصہ پڑھایا جاتا ہے۔

5. ترجمہ قرآن حکیم:

اس مضمون میں کہیں لفظی ترجمہ یاد کروایا جاتا ہے اور کہیں بامحاورہ ترجمہ پڑھایا جاتا ہے۔ اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ عربی کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے الفاظ کے معانی بھی یاد ہو جائیں۔ کیونکہ عربی گرامر کی تحصیل کے بعد طلباء جملے کی شناخت اور الفاظ کا آپس کا ربط تو جان لیتے ہیں لیکن الفاظ کے معانی کے لئے وہ ڈکشنری یا لغت کے محتاج ہوتے ہیں۔ اگر گرامر مکمل ہونے سے پہلے انہیں قرآن مجید کے ایک حصے کا ترجمہ یاد کروا دیا جائے تو اس سے ان کی یہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔ اس مضمون کا نصاب بھی مختلف شہروں میں مختلف ہے۔

۱۔ پرا سپیکٹس قرآن اکیڈمی، انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد، سال ۲۰۱۵-۲۰۱۶، ص: ۱۴

6. مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب:

یہ مضمون بانی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا مرتب کردہ ہے۔اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ کم وقت میں قرآن مجید کی روشنی میں قرآن کے اہم مضامین کی تعلیم کو ممکن بنایا جائے۔اگر پورے قرآن کو آیت بہ آیت گہرائی سے پڑھایا جائے تو کئی سال کا عرصہ درکار ہوگا۔لہذا ڈاکٹر صاحبؒ نے قرآن مجید سے ان مقامات کو منتخب کیا جو جامع ہیں تاکہ ان کی تفصیلی تعلیم سے عام مسلمانوں کو کم وقت میں قرآن حکیم کے اہم مضامین سے آگاہ کیا جاسکے اور انہیں ان کے فرائض کا شعور ہو سکے۔یہ نصاب حجم کے اعتبار سے قرآن کے قریباً دو پاروں پر مشتمل ہے جو متفرق مقامات سے منتخب کئے گئے ہیں۔ان کی تفصیلی تدریس خود ڈاکٹر صاحبؒ نے بھی کروائی ہے جو دو جلدوں میں کتابی شکل میں بھی دستیاب ہے اور آڈیو، ویڈیو کی صورت میں بھی دستیاب ہے۔[1]

7. دورہ ترجمہ قرآن:

اس مضمون میں پورے قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تشریح پڑھائی جاتی ہے جس سے آیات کا باہمی ربط، قرآن مجید کے اہم مضامین اور پورے قرآن کا سادہ مفہوم طالب علم کے سامنے آجاتا ہے۔اس مضمون کی تدریس کہیں کہیں کوئی معلم خود بنفس نفیس سرانجام دیتا ہے اور کہیں کہیں یہ مضمون ڈاکٹر صاحبؒ کی ویڈیو کے ذریعے پڑھایا جاتا ہے جو کہ ڈاکٹر صاحب کے ان لیکچرز پر مشتمل ہیں جو انہوں نے 1998ء میں رمضان میں تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ قرآن کے لئے قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں دیئے تھے۔یہی لیکچرز بعدازاں کتابی صورت میں ''بیان القرآن'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔[2]

تاہم یہ مضمون تمام شہروں میں نہیں پڑھایا جاتا۔انجمن خدام القرآن سندھ کے ماتحت تمام کورسز میں یہ مضمون بھی پڑھایا جاتا ہے۔

8. مطالعہ حدیث:

اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ایک حصے میں مصطلح الحدیث اور علوم الحدیث سے متعلق کچھ بنیادی چیزیں پڑھائی جاتی ہیں جن کا مقصد طلباء کو علمِ حدیث کے بنیادی اصول و قواعد کی واقفیت مہیا کرنا ہے۔جبکہ دوسرے حصے میں احادیث کی تدریس

۱۔ مطالعہ قرآن مجید کا منتخب نصاب، ڈاکٹر اسرار احمد، انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع دوم، ۲۰۱۰، ص:۱۳

۲۔ بیان القرآن، ڈاکٹر اسرار احمد، جلد اول، ص:۵

کروائی جاتی ہے۔احادیث کی تدریس کے لئے بھی نصاب مختلف شہروں میں مختلف ہے۔ کہیں اربعینِ نووی پڑھائی جاتی ہے اور کہیں ریاض الصالحین کی پہلی 200 یا 250 احادیث پڑھائی جاتی ہیں۔ مطالعہ حدیث کے ذریعے طلباء ذخیرہ حدیث سے متعارف ہو جاتے ہیں اور مطالعہ حدیث کا طریقہ سیکھ لیتے ہیں۔

9. مطالعہ سیرت النبی ﷺ:

اس مضمون کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں علومِ سیرت سے متعلق کچھ بنیادی مباحث پڑھائے جاتے ہیں۔ دوسرے حصے میں سیرت کے واقعات ترتیب وار پڑھائے جاتے ہیں۔ جبکہ تیسرے حصے میں حکمت سیرت کی تدریس کروائی جاتی ہے۔ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد طلباء علم سیرت سے متعارف ہو جاتے ہیں اور سیرت کے واقعات سے بھی روشناس ہوتے ہیں۔ نیز وہ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ سیرت النبی ﷺ کے واقعات کے مابین کیا حکمت تھی اور ہمیں سیرت سے کیا عملی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

10. عقیدہ:

دین اسلام کی بنیاد عقائد پر ہے اس لئے ناگزیر ہے کہ ایک بندہ مومن ان عقائد سے واقفیت حاصل کرے جو نبی کریم ﷺ کی سنت، صحابہ کرام کے تعامل اور سلف و خلف کے اجماع سے ہم تک پہنچے ہیں۔[1] اس مضمون میں عقیدے کی تفصیلات اور پیچیدہ بحثوں سے اجتناب کرتے ہوئے صرف وہ بنیادی عقیدہ پڑھایا جاتا ہے جو کہ تمام معتبر مکاتب فکر کے ہاں متفقہ ہے اور جس کی اساس قرآن وسنت کی نصوص پر ہے۔

11. الفقہ الاسلامی:

فقہ میں فقہ العبادات پڑھائی جاتی ہے۔ طلباء کو نماز، روزہ، حج اور زکوۃ سے متعلق بنیادی مسائل سکھائے جاتے ہیں تاکہ ان عبادات کو ان کے تمام تر آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کیا جاسکے۔ اس ضمن میں پاکستان میں رائج دو فقہوں فقہ حنفی اور اہل حدیث فقہ کے مسائل تقابلی انداز میں پڑھائے جاتے ہیں۔ تاہم نصاب کا گہرا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ فقہ حنفی کو عملی طور پر ترجیح دی جاتی ہے۔

۱۔ پراسپیکٹس قرآن اکیڈمی، انجمن خدام القرآن سندھ، سال ۲۰۱۲-۲۰۱۳، ص: ۱۴

12. دینی و تحریکی لٹریچر:

انجمن خدام القرآن کے بانی ڈاکٹر اسرار احمد ہیں اور ان کی فکر میں غلبہ دین اور جماعتی زندگی بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ [1] لہٰذا ان کے قائم کردہ ادارے میں دینی و تحریکی لٹریچر باقاعدہ نصاب کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ اس نصاب کے اہم مضامین میں، غلبہ دین کی ضرورت واہمیت، جماعتی زندگی کی اہمیت، غلبہ دین کا طریقہ کار اور موجودہ دور میں مسلمانوں کے فرائض شامل ہیں۔

13. التزکیہ والاحسان:

چونکہ انسان کا اصل مقصد اللہ کی رضا اور اخروی نجات ہے۔ اسی کے لئے انسان دنیا میں ساری سعی وجہد کرتا ہے۔ اور اس کام کے لئے نفس کا تزکیہ ضروری ہے تاکہ انسان فرائض کو پورا کر سکے اور حرام سے بچ سکے۔ مزید برآں علم کی تحصیل کے دوران کچھ اخلاقی بیماریاں جیسے تکبر اور ریا وغیرہ پیدا ہونے کا خدشہ عام حالات کی بانسبت بڑھ جاتا ہے اس لئے باقاعدہ الگ سے التزکیہ والاحسان ایک مضمون کو طور پر شاملِ نصاب ہے۔ اس مضمون میں تزکیہ کی حقیقت اور اخلاقی عیوب سے بچنے کے ذرائع اور طریقے سکھائے جاتے ہیں۔

14. اضافی محاضرات:

اس نصاب کے علاوہ وقتاً فوقتاً اہم موضوعات پر نامور علمی شخصیات کو مدعو کر کے خصوصی محاضرات کا اہتمام کیا جاتا ہے جس سے بعض ایسے مباحث جو نصاب میں شامل نہ ہوں اور اہم ہوں یا پھر حالات وواقعات کے مطابق موضوعات بیان کئے جاتے ہیں۔

- **ایک سالہ کورس سال دوم کا تعارف:**

رجوع الی القرآن یا قرآن فہمی کورس سال اول کا مقصد یہ ہے کہ لوگ دین سیکھ کر خود عمل کریں۔ اس لیے انسان اس کورس کے نتیجے میں اپنے دائرہ کار میں تو داعی دین کی حیثیت سے کام کر سکتا ہے لیکن معاشرتی سطح پر بھرپور دعوت دینے کے لئے اس کے پاس مطلوبہ علمی استعداد نہیں ہوتی۔

۱۔ اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت، ڈاکٹر اسرار احمد، انجمن خدام القرآن، لاہور، ص: ۲۷

اس تناظر میں معاشرے کو دین کے قریب کرنے کے لئے باعلم داعیانِ دین کی ضرورت ہے۔اس مقصد کے لئے ایک سالہ کورس کامیابی سے مکمل کرنے والے حضرات کے لئے ایڈوانس درجے کا ایک سالہ کورس کروایا جاتا ہے تاکہ اچھے اور باعلم داعی دین تیار کئے جا سکیں جو معاشرے کو اعتماد کے ساتھ دین کی دعوت دے سکیں اور دورِ حاضر کے دینی تقاضے پورے کرنے میں مددگار ہو سکیں۔اس حوالے سے قرآن اکیڈمی سندھ کے پراسپیکٹس میں اس کورس کا مقصد یوں بیان کیا گیا:

''ہمارے پیشِ نظر ایسے افراد کو ٹھوس بنیادوں پر دینی تعلیم سے مسلح کرنا ہے جو ایک حد تک دنیوی تعلیم (بیچلرز/ماسٹرز/ڈاکٹریٹ) کے علاوہ قرآن اکیڈمیز میں سال ہا سال سے جاری قرآن فہمی کورس سال اول تک دینی تعلیم حاصل کر چکے ہوں۔ان کا مزاج تحریکی و تخلیقی ہو اور امت مسلمہ کے لئے کچھ کر گزرنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔ان شاءاللہ۔اس کورس کی تکمیل سے جہاں تبلیغی وتدریسی سرگرمیوں میں سہولت ہو گی وہاں تحقیقی و تخلیقی راہوں پر آگے بڑھنے کے لئے ایک مستحکم بنیاد فراہم ہو سکے گی۔''[1]

نصاب:[2]

درج ذیل مضامین میں سے کچھ مضامین مختلف شہروں کی اکیڈمیز میں مختلف ہیں۔جیسے کہ بلاغت،عقیدہ اور تاریخ وغیرہ۔اسی طرح ایک ہی شہر میں بھی مختلف سالوں میں مضامین میں ردوبدل جاری رہتی ہے۔ہم نے مجموعی طور پر وہ سارے مضامین بیان کر دیئے ہیں جو کہ پاکستان کے تمام شہروں کی اکیڈمیز میں کبھی بھی شاملِ نصاب رہے تاکہ قرآن فہمی کے میدان میں خدمات سرانجام دینے والوں کیلئے جامع رہنمائی کا سامان مہیا ہو جائے۔

1. اصول التفسیر:

اس مضمون میں اصول تفسیر پر لکھی گئی اسلافِ امت کی کتب جیسے شاہ ولی اللہ کی کتاب ''الفوز الکبیر'' اور علامہ ابن تیمیہؒ کی کتاب ''مقدمہ فی اصول التفسیر'' کی روشنی میں تفسیر کے بنیادی اصول سکھائے جاتے ہیں تاکہ طلباء علم تفسیر کی نزاکتوں سے واقف ہو سکیں اور علم تفسیر میں صحیح اور غلط میں فرق کرنے کے قابل ہو جائیں۔

۱۔پراسپیکٹس قرآن اکیڈمی،انجمن خدام القرآن سندھ،سال ۲۰۱۲-۲۰۱۳،ص:۱۸

۲۔پراسپیکٹس قرآن اکیڈمی اسلام آباد،انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد،سال ۲۰۱۵-۲۰۱۶،ص:۱۳-۲۰

2. تفسیر القرآن:

اس مضمون میں چند معروف اردو تفاسیر سے نکات لے کر مکمل قرآن مجید ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔اس طریقے سے طلباء ان تفاسیر کے اسلوب اور خصوصیات سے واقف ہو جاتے ہیں۔اور کورس مکمل کرنے کے بعد قرآن مجید کی درس وتدریس کے لئے ان تفاسیر سے بہتر استفادہ کر سکتے ہیں۔ساتھ ساتھ ایک استاذ کی زیر نگرانی پورے قرآن مجید سے سبقاً سبقاً گزرنے سے قرآن کا بنیادی فہم ایک استاذ کے ذریعے حاصل کر لیتے ہیں۔

3. اصول حدیث:

سالِ اول میں حدیث کی بہت بنیادی اصطلاحات پڑھائی جاتی ہیں۔سال دوم میں علوم حدیث میں مزید گہرائی میں جا کر اسماء ورجال کا علم، حدیث پر تحقیق کے اصول اور دیگر اہم موضوعات کی تدریس کروائی جاتی ہے تاکہ کورس سے فراغت کے بعد طلباء ذخیرہ حدیث سے بہتر استفادہ کرنے کے قابل ہو جائیں۔

4. مطالعہ حدیث:

مطالعہ حدیث کے ضمن تمام شہروں کی اکیڈمیز میں یہ امر مشترک ہے کہ حدیث کی ایک باقاعدہ کتاب مکمل پڑھائی جاتی ہے البتہ کتاب کی تعیین میں مختلف شہروں کی اکیڈمیز میں معاملات مختلف ہیں۔یہاں تک کہ قرآن اکیڈمی لاہور میں بھی ہر سال ایک ہی کتاب شاملِ نصاب نہیں ہوتی۔کسی سال ''جامع ترمذی'' پڑھائی جاتی ہے۔کسی سال ''مختصر بخاری'' پڑھائی جاتی ہے، کسی سال ''ریاض الصالحین'' اور کسی سال ''الادب المفرد''۔لیکن زیادہ تر جو کتاب شاملِ نصاب رہتی ہے وہ ریاض الصالحین ہے۔حدیث کی تدریس میں قرآن اکیڈمی کی خاصیت یہ ہے کہ محض احادیث کے متون سے گزارنے کے بجائے فہم حدیث پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔

5. اصول الفقہ:

اصول الفقہ میں فقہ کے بنیادی اصول پڑھائے جاتے ہیں جس قدر کہ الوجیز فی اصول الفقہ میں موجود ہیں۔البتہ اس ضمن میں بھی ایک نصابی کتاب مختص نہیں ہے۔اصولِ فقہ کے ذریعے طلباء فقہ اسلامی کی بنیادیں سیکھ جاتے ہیں اور یہ بات بھی ازبر کر لیتے ہیں کہ اسلام کے تمام معتبر مسالک کا اختلاف قرآن وسنت کے فہم کا اختلاف ہے اور ان کے درمیان کسی درجے کی تطبیق پیدا کی جاسکتی ہے اور یہ اختلاف حق وباطل کا نہیں بلکہ راجح ومرجوح اور خطاء وصواب کا ہے۔

6. الفقہ الاسلامی:

الفقہ الاسلامی میں فقہ المعاملات میں سے چند ابواب پڑھائے جاتے ہیں جیسا کہ کتاب النکاح، کتاب الطلاق اور کتاب البیوع وغیرہ۔ اس کے ذریعے طلباء کو اصولِ فقہ کے اطلاق کی مشق بھی کروادی جاتی ہے اور فقہ المعاملات کے بنیادی مسائل بھی سکھادیئے جاتے ہیں۔

7. عقیدہ:

بعض اکیڈمیز میں عقیدہ سال اول کے نصاب میں شامل نہیں ہوتا لہذا ایسی اکیڈمیز میں عقیدے کی تدریس سال دوم سے شروع کی جاتی ہے اور بنیادی عقیدہ جس قدر "عقیدہ طحاویہ" میں موجود ہے، کی تدریس کروائی جاتی ہے اور جن اکیڈمیز میں بنیادی عقیدے کی تدریس سال اول میں مکمل ہو جاتی ہے وہاں عقیدے سے متعلق مزید تفصیلات جیسے کہ باطل فرقوں کے عقائد اور ان کے بطلان کے دلائل وغیرہ پڑھادیئے جاتے ہیں۔

8. ایڈوانس عربی گرامر:

سال اول میں عربی گرامر کے نصاب میں بنیادی قواعد پڑھادیئے جاتے ہیں جو کہ زیادہ استعمال ہوتے ہیں جبکہ سال دوم میں مزید قواعد پڑھائے جاتے ہیں جو کہ یا تو دقیق ہونے کے سبب سال اول میں نہیں پڑھائے گئے تھے یا پھر نادر الاستعمال تھے۔ سال دوم کے لئے کوئی مخصوص کتاب شامل نصاب نہیں ہے۔ ہر اکیڈمی اپنے حالات و واقعات کے مطابق اور استاذ کے انتخاب کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب مقرر کرتی ہے۔

9. عربی ادب:

عربی سمجھنے کی استعداد بڑھانے کے لئے عربی کتب کے اجزاء پڑھائے جاتے ہیں تاکہ طلباء مزید دقیق عربی کتب پڑھنے کے قابل ہو سکیں۔

10. بلاغت:

یہ مضمون بعض اکیڈمیز میں شامل نصاب ہے۔ اس مضمون میں بلاغت کی مبادیات سے طلباء کو متعارف کروایا جاتا ہے۔

11. تاریخ اسلام:

کسی بھی قوم کی اصلاح کے لئے اس قوم کے ماضی سے واقف ہونا ضروری ہے۔ لہذا دین کے داعیوں کے لیے اپنی تاریخ سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔ تاریخ اسلام کے ضمن میں پہلی صدی ہجری کی اسلامی تاریخ کی تدریس کروائی جاتی ہے۔ جس سے طلباء کو اپنے اس سنہرے اور لائق تقلید دور کا پتہ چلتا ہے جس کی باز گزشت کے لئے اب ہم کوشاں ہیں۔

12. التزکیہ والاحسان

اس مضمون میں ایڈوانس کورس کرنے والے طلباء کو خصوصی طور پر وہ بنیادی اخلاق سکھائے جاتے ہیں جو ایک داعی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ علم آنے کی صورت میں جن اخلاقی بیماریوں کا اندیشہ ہوتا ہے ان سے بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔ داعیانِ دین کو تزکیہ کی جن بنیادوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کو اس مضمون کے ذریعے وہ مہیا کی جاتی ہیں۔

13. اقبالیات

اس مضمون میں علامہ اقبال کی شاعری اور ان کے نظریات کا بنیادی تعارف کروایا جاتا ہے تاکہ طلباء کے اندر ادبی ذوق بھی پیدا ہو اور وہ فکرِ اقبال سے بھی روشناس ہو سکیں۔ اس مضمون کے ذریعے کورس مکمل کرنے کے بعد کچھ طلباء فکر اقبال کو گہرائی سے سمجھنے کے لئے اسے باقاعدہ مطالعہ کا میدان بھی بنا سکتے ہیں۔

14. دینی و تحریکی لٹریچر

انجمن خدام القرآن کا فکری اور نظریاتی تعلق چونکہ تنظیم اسلامی سے ہے۔[1] جو کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ہی قائم کردہ جماعت ہے۔ اس لئے ان کورسز میں ایک مضمون دینی و تحریکی لٹریچر کے طور پر شاملِ نصاب ہے۔ اس مضمون میں زیادہ تر ڈاکٹر اسرار احمد کی کتب پڑھائی جاتی ہیں۔

15. اضافی محاضرات:

اس نصاب کے علاوہ وقتاً فوقتاً اہم موضوعات پر نامور علمی شخصیات کو مدعو کر کے خصوصی محاضرات کا اہتمام کیا جاتا ہے جس سے بعض ایسے مباحث جو نصاب میں شامل نہ ہوں اور اہم ہوں یا پھر حالات و واقعات کے مطابق موضوعات بیان کئے

---

۱ ۔ تنظیمِ اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے ۱۹۷۵ میں قائم کی تھی۔ یہ ایک دینی جماعت ہے جس کا مقصد خلافت کا قیام ہے۔ اس کے بانی اور پہلے امیر بھی ڈاکٹر اسرار احمدؒ تھے اور اس جماعت کی فکر بھی انہی کی دی ہوئی تھی۔ یہ جماعت اس وقت ملک کے تمام بڑے شہروں میں موجود ہے اور ۱۳۰۰۰ سے زائد افراد بیعت کے ذریعے اس کے ممبر زبن چکے ہیں۔

جاتے ہیں۔البتہ سالِ اول اور سال دوم کے کورس کے اضافی محاضرات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سالِ اول کے زیادہ تر اضافی محاضرات دعوتی اور ترغیبی نوعیت کے ہوتے ہیں جبکہ سالِ دوم کے اضافی محاضرات زیادہ تر علمی نوعیت کے ہوتے ہیں۔

- **تفسیر القرآن کورس:**

تفسیر القرآن کورس کا آغاز صرف قرآن اکیڈمی اسلام آباد کے گلزارِ قائد کیمپس میں 2018ء میں کیا گیا۔ کورس کی تدریس ہفتہ اور اتوار کے دن تین تین گھنٹے ہوتی ہے۔اس کورس میں تفسیر کو گہرائی سے پڑھایا جاتا ہے۔لہذا ایک سال میں چند پارے مکمل ہو پاتے ہیں۔سال 2019ء میں اسی کورس کو ایک اور کیمپس ''فیض آباد کیمپس''میں بھی شروع کیا گیا۔

اس کورس کا مقصد ان لوگوں کو قرآن کی عام فہم تفسیر سمجھانا ہے جو تفسیر قرآن کے تکنیکی علوم سے واقف نہیں ہیں۔عوام الناس کی سہولت کے پیش نظر اس کورس کو ہفتہ اور اتوار صبح 9تا11:30 رکھا گیا ہے۔[1]

۱۔پراسپیکٹس قرآن اکیڈمی اسلام آباد،انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد،سال ۲۰۱۵-۲۰۱۶،ص:۱۹

مبحث دوم:

مختصر دورانیے کے کورسز

مختصر دورانیے کے کورسز دو طرز کے ہیں۔ پہلی طرز کے کورسز وہ ہیں جو ایک سے زائد مضمون پر مشتمل ہوتے ہیں اور دوسری طرز کے مضمون وہ ہوتے ہیں جو کہ صرف ایک ہی مضمون پر مشتمل ہوتے ہیں۔

- **متعدد مضامین پر مشتمل مختصر دورانیے کے کورسز:**

  - **فہم القرآن شارٹ کورس**

یہ کورس ملک میں موجود کئی انجمنوں کے زیر انتظام منعقد کیا جاتا ہے۔ اس کورس کا دورانیہ بھی کبھی 40 دن، کبھی 45 دن، کبھی 50 دن رکھا جاتا رہا ہے۔ روزانہ تدریسی دورانیہ 2 تا ڈھائی گھنٹے رکھا جاتا ہے۔ اس کورس کا نام بھی مختلف شہروں میں مختلف رکھا گیا ہے۔ چند نام یہ ہیں۔ قرآن فہمی کورس، تفہیم دین کورس، فہم قرآن کورس۔

مختلف انجمنوں کے ہاں مختلف اوقات میں اس کا نصاب بدلتا رہتا ہے۔ اب تک اس کورس میں جو نصاب پڑھایا گیا ہے وہ مجموعی طور پر ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

1. عربی
2. مطالعہ قرآن
3. مطالعہ حدیث
4. تجوید
5. مبادیات اسلام
6. سیرت النبی ﷺ
7. سیرت صحابہ

مندرجہ بالا مضامین میں نصاب بھی مختلف شہروں اور مختلف سالوں میں مختلف رہا ہے۔ کبھی عربی گرامر میں اردو کتاب سے قواعد پڑھائے جاتے ہیں اور کبھی عربی کتاب سے اور کبھی ڈائریکٹ میتھڈ (Direct Method) کے ذریعے عربی کی

تدریس کروائی جاتی ہے۔اسی طرح مطالعہ قرآن اور مطالعہ حدیث کے نصاب کا معاملہ بھی ہے۔پھر مضامین کا انتخاب بھی ہر شہر کی انجمن کے ذمہ داران کا ذاتی اختیار ہوتا ہے لہذا کبھی یہ کورس چار مضامین پر مشتمل ہوتا ہے اور کبھی پانچ اور کبھی چھ یا اس سے زائد مضامین پر بھی۔

- **قرآن فہمی TPI کورس**

اس کورس میں صرف ایک مضمون "عربی" پڑھایا جاتا ہے جس کے ساتھ ساتھ قرآن کے الفاظ کا ترجمہ بھی شاملِ نصاب ہوتا ہے۔TPI، Total Physical Interaction سے ماخوذ ہے جس سے مراد ایک ایسا طریقہ تدریس ہے جس میں انسانی جسم کی بھرپور شرکت ہوتی ہے اور مختلف اشاروں کی مدد سے مختلف تصورات کو ذہن نشین کروایا جاتا ہے۔اسی طریقہ تدریس کو استعمال کرتے ہوئے انڈیا سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب علم ڈاکٹر عبد العزیز عبد الرحیم نے عربی کی تدریس کو سہل بنایا اور ایک نصاب مرتب کی جو اس وقت دنیا کے بہت سے ملکوں میں مقبول ہے اور پاکستان میں بیسیوں ادارے اس نصاب کو پڑھا رہے ہیں۔انہی میں سے انجمن خدام القرآن کے ماتحت کام کرنے والی اکیڈمیز بھی ہیں جو ایک کورس کے طور پر یہ نصاب پڑھاتی ہیں۔اس کورس کے ذریعے عوام الناس کو نہ صرف بھاری بھر کم اصطلاحات کے بغیر عربی پڑھائی جاسکتی ہے بلکہ مزید دینی تعلیم کے لئے راغب بھی کیا جاسکتا ہے۔

- **فہم اسلام کورس**

اس کورس میں بنیادی دینی موضوعات پر مختلف مقررین کے ذریعے لیکچرز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔یہ لیکچرز روزانہ کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور ایک ترتیب سے منعقد کئے جاتے ہیں جس سے کم وقت میں اسلام کے بنیادی تصورات سے عوام الناس کو روشناس کروایا جاتا ہے۔یہ کورس دس تا بیس دنوں پر مبنی اور روزانہ ایک یا دو لیکچرز دیئے جاتے ہیں اور روزانہ تدریسی دورانیہ تقریباً دو گھنٹے ہوتا ہے۔

- 25روزہ کل وقتی قرآن فہمی کورس "پھر سوئے حرم لے چل"[1]

یہ کورس کل وقتی اقامتی کورس ہے۔اس میں شرکاء کو فہم قرآن کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم کا تعارف بھی کروایا جاتا ہے۔ یہ کورس بطورِ خاص انٹر میڈیٹ پاس طلباء کے لئے ہے۔[2]

ا۔سالانہ رپورٹ،انجمن خدام القرآن جھنگ،۲۰۱۸ء،ص:۳

۲۔ماہنامہ حکمت بالغہ،انجمن خدام القرآن جھنگ،مارچ ۲۰۱۹ء،ص:۶۷

- **ایک مضمون پر مشتمل مختصر دورانیے کے کورسز:**

مندرجہ ذیل کورسز میں ایک ہی مضمون شامل نصاب ہوتا ہے۔اس طرح سے وہ لوگ جن کے پاس وقت بہت ہی قلیل ہوتا ہے ان کورسز میں شریک ہو سکتے ہیں اور اسی طرح وہ لوگ بھی جن کا ذوق کسی خاص مضمون کا ہے وہ بھی اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ذیل میں چند اہم کورسز کی فہرست دی جا رہی ہے۔[1]

- عربی گرامر برائے قرآن فہمی
- عربی گرامر بزبان انگریزی
- دروس اللغۃ العربیہ
- عربی تکلم وانشاء
- حلقہ حجۃ اللہ البالغۃ
- درس قرآن
- درسِ حدیث
- درسِ ریاض الصالحین
- تجوید کورس
- دورۃ ترجمہ قرآن
- سیرت الانبیاء

۱۔پراسپیکٹس قرآن اکیڈمی، انجمن خدام القرآن سندھ، سال ۲۰۱۷-۲۰۱۸، ص:۱۹

فصل چہارم:

تعلیمی خدمات

مبحث اول:

منہج دعوت

مبحث دوم:

خدمات و قابلِ اصلاح پہلو

تمہید:

پچھلی فصول میں انجمن خدام القرآن کے اغراض و مقاصد کا جائزہ لیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ عملی اقدامات کا خلاصہ بھی پیش کیا گیا۔ اس فصل میں انجمن خدام القرآن کی خدمات کا جائزہ لینے سے پہلے منہج دعوت کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔ اس کے بعد انجمن خدام القرآن کی خدمات کا جائزہ لیا جائے گا اور آخر میں قابل اصلاح پہلوؤں کو مختصراً پیش کیا جائے گا۔

مبحث اول:

منہج دعوت

انجمن خدام القرآن کے منہج دعوت کو نکات کی صورت میں ذیل میں بیان کیا جائے گا۔

- انجمن خدام القرآن نے اپنے مخاطبین کا دائرہ کار عام رکھنے کے بجائے محدود اور مخصوص رکھا ہے۔ اس سے دعوت کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔ انجمن خدام القرآن کے مخاطبین وہ جدید تعلیم یافتہ افراد ہیں جنہوں نے انٹر میڈیٹ یا اس سے زائد عصری تعلیم حاصل کی ہو اور وہ دین کو سمجھنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔ مخاطبین کے اس گروہ کو متعین کرنے کے درج ذیل فوائد و مقاصد ہیں۔[1]
  - دورِ حاضر میں معاشرے کی بھاگ دوڑ ایسے افراد کے ہاتھ میں ہے جو دنیاوی اور عصری تعلیم یافتہ ہیں۔ پاکستان میں دینی تعلیم کا جو نظام رائج ہے اس سے تیار شدہ لوگ معاشرے کے اہم انتظامی امور کی ذمہ داریوں کے لئے موزوں نہیں سمجھے جاتے اور نہ عملی طور پر ایسا ہے کہ ملک چلانے والی اہم کلیدی ذمہ داریوں پر دینی تعلیم کے نظام سے تیار شدہ لوگ عملاً مامور ہوں۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر اگر ایسے افراد جنہوں نے پہلے سے دنیاوی تعلیم ایک معتدبہ درجہ تک حاصل کر لی ہے انہیں مخصوص انداز میں دینی تعلیم دی جائے اور ایسے لوگوں میں دینی جذبہ بیدار ہو جائے اور معاشرے کی بھاگ دوڑ سنبھالنے والے افراد اگر دین کو اپنی زندگیوں میں اپنا چکے ہوں تو اس ملک کا نظام تدریجاً اسلام سے قریب تر ہوتا جائے گا۔
  - کسی بھی معاشرے میں اہلِ شعور کی تعداد معاشرے کی مجموعی تعداد کے تناسب سے انتہائی قلیل ہوتی ہے۔ باقی اکثریت جنہیں عوام کہا جاتا ہے، انہیں اہلِ شعور کے نقشِ قدم کی پیروی کرنی ہوتی ہے۔ یہ اہلِ شعور موجودہ دور میں دنیاوی تعلیم یافتہ افراد بھی ہیں اور دینی تعلیم یافتہ بھی لیکن گزشتہ چند دہائیوں میں میڈیا اور کئی دیگر عوامل کی بنا پر معاشرے کے رول ماڈل اور قابل اتباع لوگ عملاً وہی قرار پائے جو کہ دنیاوی تعلیم یافتہ ہیں۔ اس اعتبار سے عملاً معاشرے انہی کی روش پر چلتے ہیں۔ دراصل دنیاوی تعلیم یافتہ افراد کی اکثریت دین سے علمی طور پر اور عملی طور پر

۱۔ پراسپیکٹس قرآن اکیڈمی اسلام آباد، انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد، ۲۰۱۵-۲۰۱۶، ص: ۲۱ (نیز یہ امر انجمن خدام القرآن کے کورسز کی تشہیر کے لئے شائع ہونے والے تمام پمفلٹس سے نمایاں ہوتی ہے جہاں داخلے کی شرائط کے لئے انٹر میڈیٹ یا گریجوایشن بطور شرط لکھی جاتی ہے۔ نیز ادارے کے پراسپیکٹس میں بھی یہ بطور شرط درج ہے۔)

کوسوں دور ہے لہذا عملی طور پر معاشرہ بھی دین سے علمی اور عملی طور پر دور ہو چکا ہے۔ اگرچہ پچھلے بیس سال میں اس معاملہ میں قدرے فرق آیا ہے اور اس میں ایک بڑا عمل دخل ایسے ہی تعلیمی اداروں کا رہا ہے جو کہ اس مقالہ کا اصل موضوع ہیں اور اس امر کی تفصیل مبحث چہارم میں پیش کی جائے گی لیکن یہ پیش رفت ابھی بھی ہدف سے کافی دور ہے۔ مندرجہ بالا تفصیل سے یہ امر مترشح ہے کہ دعوت کے لئے یہ امر نہایت اہم ہے کہ معاشرے کے رول ماڈل افراد کو اگر دینی تعلیم دی جائے اور ایسے لوگ اپنی زندگی دین کے مطابق گزارنا شروع کردیں تو عملا معاشرہ ان کی پیروی کرتے ہوئے خود بخود دین سے قریب ہوتا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں انبیاء کے مخاطبین کے لئے کئی مقامات پر ''ملا'' کا لفظ اختیار کیا گیا ہے اور متعین طور پر سب انبیاء کو جس قوم میں دعوت دینے کے لئے مبعوث کیا گیا ہے انہیں اس معاشرے کے سرکردہ افراد کی طرف جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایسے چند مقامات حسبِ ذیل ہیں۔

قال اللہ تعالی: ﴿ ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مُّوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ٮِٕهٖ فَظَلَمُوۡا بِهَا ﴾

ترجمہ: پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰؑ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس (کی قوم) کے سرداروں کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان (آیات) کے ساتھ ظلم کیا۔[1]

اکثر انبیاء نے اپنی قوموں کو جب دعوت دی تو ان کی قوموں کے ترجمان کے طور پر جواب ان کے سرداروں نے ہی دیا۔ پس اصل میں کسی قوم کے کچھ سرکردہ لوگ ہوتے ہیں اور وہ ازخود قوم کی علمی اور نظریاتی رہنمائی کے منصب پر بھی فائز ہوتے ہیں۔ اگر ایسے افراد کسی نظریہ کو قبول کرلیں تو باقی معاشرہ خود بخود اس نظریہ کو قبول کرلیتا ہے۔ اس سے متعلق قرآن مجید کی چند آیات درج ذیل ہیں۔

قال اللہ تعالی: ﴿ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَـنَرٰٮكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴾

ا۔ سورۃ الاعراف: ۷/۱۰۳

ترجمہ: ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا چنانچہ انہوں نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ یقین جانو مجھے سخت اندیشہ ہے کہ تم پر ایک زبردست دن کا عذاب نہ آ کھڑا ہو۔ ان کی قوم کے سرداروں نے کہا: ہم تو یقینی طور پر دیکھ رہے ہیں کہ تم کھلی گمراہی میں مبتلا ہو۔[1]

قال اللہ تعالیٰ: ﴿ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ، قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ﴾

ترجمہ: اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا پھر بھی تم اللہ سے نہیں ڈروگے؟ ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر اپنا رکھا تھا، کہنے لگے: ہم تو یقینی طور پر دیکھ رہے ہیں کہ تم بے وقوفی میں مبتلا ہو، اور بیشک ہمارا گمان یہ ہے کہ تم ایک جھوٹے آدمی ہو۔[2]

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ---الی قولہ تعالیٰ ---قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا ﴾

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔۔۔ (سے اللہ کے اس فرمان تک)۔۔۔ ان کی قوم کے سرداروں نے جو بڑائی کے گھمنڈ میں تھے، ان کمزوروں سے پوچھا جو ایمان لے آئے تھے۔[3]

مزید برآں سیرت نبی اکرم ﷺ میں بیسیوں مقامات ایسے ہیں جہاں بطورِ خاص سرداروں کو دعوت دی گئی اور اگر کسی جگہ کوئی سردار ایمان لے آیا تو بہت ہی جلد اس کے قبیلے کے اکثر لوگ ایمان لے آئے۔ مثلاً مدینہ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی دعوت پر جب مدینے کے دو سردار سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ ایمان لائے تو ان کے ذریعے ان کے قبیلے کے اکثر لوگ ایمان لے آئے۔[4]

- ایسے افراد کو بطورِ خاص دعوت دینے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ مزید داعی تیار کرنے کے لئے یہ افراد نہایت موزوں ہیں۔ ایسے افراد میں سے داعیین کی تیاری آسان ہے۔ تعداد کے اعتبار سے بھی مخاطبین کے اس گروہ سے ایک بڑی تعداد داعی بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کسی عوامی دعوت کے نتیجے میں اگر سو میں سے

---

۱ ۔ سورۃ الاعراف: ۷/ ۵۹۔۶۰

۲ ۔ ایضاً: ۷/ ۶۵۔۶۶

۳ ۔ ایضاً: ۷/ ۷۳۔۷۵

۴ ۔ محسن انسانیت، نعیم صدیقی، الفیصل ناشران، لاہور، ص: ۲۱۳-۲۱۴

ایک شخص کو داعی بنایا جا سکتا ہے تو مخاطبین کے اس طبقہ کو دعوت دینے کے نتیجے میں سو میں سے دس افراد کو داعی بنانا ممکن ہے۔ یوں دعوت کا عمل تیز تر اور مؤثر ہو جاتا ہے۔

- ہمارے معاشرے کے زوال کے اسباب میں سے ایک اہم سبب جدید تعلیم کا ذہنوں پر غلبہ ہے۔ مغربی فلاسفہ و حکماء میں سے اکثر کے نظریات کا لازمی نتیجہ مذہب و دین سے بیزاری ہے۔ اور یہ نظریات جدید تعلیم کا حصہ ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ میں سے جو لوگ باشعور ہیں ان کے ذہنوں میں ایسے ایسے شکوک و شبہات پیدا ہوئے جن سے ان کا ایمان کمزور ہو گیا۔ اس طبقہ کو بطورِ خاص دعوت دینے سے اگر ان کا ایمان بحال ہو جائے تو اس سے معاشرے میں عمومی طور پر ایمان و یقین میں اضافہ ہو گا۔[1]

- انجمن خدام القرآن کی دعوت مسلک سے بالا تر ہے۔ کسی مخصوص مسلک کے افراد کو دعوت نہیں دی جاتی اور نہ ہی کورسز میں کسی خاص مسلک کی ترجمانی کی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے انجمن خدام القرآن مدارس کی نسبت یکسر مختلف ادارہ ہے۔ مسلک سے بالاتر دعوت کے جہاں کچھ فوائد ہیں وہی کچھ نقصانات بھی ہیں۔ ذیل میں ہم مختصراً فوائد و نقصانات کو نکات کی شکل میں بیان کریں گے۔

  - فوائد:
    - مسلک سے بالاتر تعلیم سے معاشرے میں فرقہ بندی میں کمی واقع ہوتی ہے۔
    - توجہات اسلام کے فروعی معالات سے ہٹ کر اسلام کے اصولی اور اجماعی امور کی طرف مرتکز ہوتی ہے۔
    - معاشرے میں برداشت اور باہمی افہام و تفہیم میں اضافہ ہوتا ہے۔
    - امت میں وحدت پیدا ہونے کے امکانات روشن تر ہوتے ہیں۔
    - فرقہ بندی سے تنگ افراد اس نوعیت کی دعوت کو آگے بڑھ کر قبول کرتے ہیں۔

  - نقصانات:
    - مسلکی حوالے سے حساس لوگ اس دعوت سے ہمیشہ دور رہتے ہیں اور اسے اپنے لئے گمراہی کا سامان سمجھتے ہیں۔ نتیجۃً ایسے اداروں کے مخاطبین مزید محدود ہو جاتے ہیں۔

۱۔ نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت، ڈاکٹر اسرار احمد، مکتبہ انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع: ششم، ۲۰۰۲، ص: ۷۱-۷۲

- مسلکی تعصب رکھنے والے ادارے ایسے اداروں کو اپنا حریف سمجھتے ہیں اور مختلف مسلکی ادارے اس معاملے میں متحد ہو کر ایسے اداروں کی مخالفت کرتے ہیں۔
- ایسے اداروں میں چونکہ افراد کا ذاتی تعلق تو کسی نہ کسی مسلک سے ہوتا ہے لہذا ادارے کے ذمہ داران کے مسلکی مزاج کے موافق ادارے کا مزاج بھی عدم توازن کا شکار رہتا ہے۔ اگر ادارے کے ذمہ داران کی اکثریت کسی ایک مسلک سے ہو تو غیر محسوس طور پر وہ مسلک ادارے میں ترجیح حاصل کرنے لگ جاتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں طلباء بعض اوقات اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں۔
- ایسے ادارے جو خود کو مسلک سے بالاتر کر لیتے ہیں بعض اوقات ان میں شخصیت پرستی بالکل وہی جگہ لے لیتی ہے جو جگہ مسلکی اداروں میں مسلک کی ہوتی ہے۔
- مسلک کی بنیاد پر بننے والے اداروں کو معاشی اور افرادی طور پر مسلک کی مدد حاصل ہوتی ہے جبکہ مسلک سے بالاتر اداروں کے لئے یہ دو امور بھی مشکل ہو جاتے ہیں۔ مالی وسائل کے لئے بھی انہیں اپنے نظریہ کی بنیاد پر لوگوں سے تعاون حاصل کرنا ہوتا ہے جبکہ طلباء جمع کرنے کے لئے انہیں تشہیر وغیرہ کے ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں۔

• انجمن خدام القرآن طلباء کو جمع کرنے کے لئے تشہیر کے تمام جدید ذرائع استعمال کرتی ہے کیونکہ انجمن خدام القرآن کا تعلق کسی مسلک سے نہیں ہے اس لئے اس کے پاس مساجد اور مدارس کا فورم دستیاب نہیں ہے۔ اس ادارے کو براہ راست اپنی دعوت عوام تک پہنچانے کے لئے دو طرح کے کام کرنے ہوتے ہیں۔

▪ دعوتی سرگرمیاں

دعوتی سرگرمیوں کے ضمن میں انجمن خدام القرآن کو تنظیمِ اسلامی کا تعاون حاصل رہتا ہے۔ تنظیمِ اسلامی کی تمام دعوتی سرگرمیوں کے ذریعے بھی انجمن خدام القرآن کے تعلیمی پروگرامز کی تشہیر ہو جاتی ہے اور افراد میسر آجاتے ہیں۔ انجمن خدام القرآن اور تنظیمِ اسلامی کے ماتحت وہ دعوتی سرگرمیاں جن سے انہیں طلباء ملتے ہیں درج ذیل ہیں۔

- عوامی درسِ قرآن
- تربیتی اجتماعات
- تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ قرآن

- اہم دینی امور پر کانفرنسز
- نہی عن المنکر کے لئے پر امن احتجاج

- تشہیر

تشہیر کے لئے انجمن خدام القرآن درج ذیل جدید ذرائع استعمال کرتی ہے۔

- ہینڈ بلز/پمفلٹس کی مساجد، گھروں، بازوں میں تقسیم
- بینرز اور پول ہینگرز کو گلیوں میں آویزاں کرنا۔
- بل بورڈز پر تشہیر
- اخبار اور دینی مجلات میں اشتہار
- سوشل میڈیا پر تشہیر
- وسیع پیمانے پر ایس ایم ایس
- ذاتی روابط

- انجمن خدام القرآن اپنے مخاطبین کی سہولت اور دعوت کو ان کے لئے موزوں ترین بنانے کے لئے کئی طرح کے اقدامات کرتی ہے۔ جو کہ حسب ذیل ہیں
  - تدریسی اوقات طلباء کی مصروفیت کے مد نظر رکھ کر طے کئے جاتے ہیں۔ عصری تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور ملازمت پیشہ افراد کے لئے شام کے اوقات رکھے جاتے ہیں تا کہ یہ افراد اپنی ضروری مصروفیات جاری رکھ سکیں۔
  - کاروباری افراد کے لئے صبح کے اوقات میں کورسز کا اہتمام ہے تا کہ ایسے افراد کورس کے اوقات کے بعد اپنے کاروبار کو وقت دے سکیں۔
  - زیادہ مصروف افراد کے لئے ہفتہ اور اتوار کے دن الگ سے کورسز ہوتے ہیں۔
  - کل وقتی کورس کرنے والے طلباء کے لئے باقاعدہ ہاسٹل کا انتظام ہے۔تا کہ وہ پوری توجہ تعلیم پر مرکوز کر سکیں۔

- کورس کا دورانیہ بھی طلباء کی مصروفیت کو مد نظر رکھ کر طے کیا جاتا ہے۔ زیادہ مصروف طلباء کے لئے مختصر دورانیے کے کورسز ہیں جبکہ جو طلباء وقت نکال سکتے ہیں ان کے لئے ایک سال کے دورانیے کے کورسز ہیں۔
- کلاس رومز جدید سہولیات سے آراستہ ہیں۔ وائٹ بورڈ، ملٹی میڈیا پروجیکٹرز، اے سی، آرام دہ کرسیاں، قالین اور دیگر سہولیات مہیا کی جاتی ہیں جو کہ جدید تعلیم یافتہ افراد کے لئے کشش اور سہولت کا باعث ہیں۔
- مالی اعتبار سے کسی طالب علم کو تعلیم حاصل کرنے میں رکاوٹ نہیں ہے۔ اکثر کورسز کی اگرچہ متعین فیس رکھی جاتی ہے لیکن اولاً تو وہ فیس بالکل معمولی ہوتی ہے اور ثانیاً وہ فیس بھی لازمی نہیں ہوتی۔ جو طلباء فیس ادا کرنے کے قابل نہ ہوں انہیں فیس میں رعایت دے دی جاتی ہے۔[1]

- انجمن خدام القرآن کے منہجِ دعوت کی ایک اہم خصوصیت درجہ وار تعلیمی کورسز ہیں۔ ایسے افراد جو محض بنیادی دین سیکھ کر خود دین پر عمل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ایک سال کا بنیادی کورس کروایا جاتا ہے اور یہ کورس کرنے کے بعد ایسے افراد واپس اپنی عملی زندگی میں چلے جاتے ہیں اور پہلے کی نسبت زیادہ باعمل زندگی گزارتے ہیں جبکہ علم میں گہرائی حاصل کرنے کے خواہش مند طلباء کے لئے مزید ایک سال کا علمی کورس ترتیب دیا گیا ہے اور یہ کورس صرف ایسے افراد ہی کرتے ہیں جو کہ علم میں رسوخ اور دین کے داعی بننے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ یوں سب طلباء پر بوجھ نہیں پڑتا اور ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق وقت دے کر اپنی تعلیمی ضرورت پوری کرتا ہے۔
- انجمن خدام القرآن کے منہج دعوت کی ایک خصوصیت جو اسے مدارس اور یونیورسٹی کے نظام سے ممیز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ انجمن کے تحت ہونے والے دو سالہ کورس کی مروجہ تعلیمی نظام کے اعتبار سے کسی ڈگری کی حیثیت نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ افراد جو یہ کورس مکمل کرتے ہیں انہیں کوئی ایسی سند یا ڈگری نہیں دی جاتی جو ان کے لئے معاشی اعتبار سے مفید ہو سکے۔ لہٰذا ان کورسز سے خالصتاً وہی لوگ استفادہ کرتے ہیں جو صرف اور صرف دین سیکھنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کورسز کا کوئی معاشی فائدہ نہیں ہے۔ اور دین کے داعیوں کے لئے یہ صفت نہایت ہی اہم ہے۔
- طریقِ تدریس کے حوالے سے انجمن خدام القرآن کا طریق تدریس مدارس کی نسبت یونیورسٹیز سے قریب تر ہے۔ نصاب میں کتب کے بجائے مضامین کو اہمیت دی جاتی ہے اور پڑھانے کے انداز میں کتب پڑھانے کے بجائے

۱۔ پراسپیکٹس، قرآن اکیڈمی اسلام آباد، انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد، ۲۰۱۵-۲۰۱۶، ص: ۱۲

موضوعات کو بنیاد بنا کر لیکچرز دیئے جاتے ہیں اور یک طرفہ تدریس کے بجائے Interactive طریقہ تدریس کو اختیار کیا جاتا ہے جس سے طلباء اپنے سوالات کے جوابات حاصل کر کے ذہنی یکسوئی حاصل کرتے ہیں۔

مبحث دوم:

تعلیمی خدمات

تمہید:

اپنے قیام سے لے کر 2019 تک انجمن خدام القرآن کو دینی و تعلیمی خدمات مہیا کرتے ہوئے 47 سال گزر چکے ہیں جو کہ تقریباً نصف صدی ہے۔ اس عرصے میں ہر ادارہ کئی طرح کے نشیب و فراز سے گزرتا ہے اور کئی طرح کے چیلنجز سے سابقہ پڑتا ہے۔ تاہم جو ادارہ جو ایک نسل کی عمر گزار لے اس پر ایک طرح سے حجت تمام ہو جاتی ہے۔ ایک نسل کی مدت 25 سے 35 سال ہوتی ہے۔ اس مدت میں اگر کوئی ادارہ اپنے مقاصد اور اہداف میں کوئی بنیادی کامیابی حاصل کرنے میں ناکام رہے تو مستقبل میں اس بات کی امید کم ہی باقی رہتی ہے کہ اب یہ ادارہ اپنے اہداف میں خاطر خواہ پیش رفت کر سکے گا۔

انجمن خدام القرآن کو 47 سال گزر چکے ہیں۔ اس میں سے 38 سال تک اس ادارے کے بانی ڈاکٹر اسرار احمد حیات رہے۔[1] اور ادارے کی سرپرستی کرتے رہے۔ یہ امر بھی ایک ادارے کے لئے مثبت کردار ادا کرتا ہے۔ کسی ادارے کے بانی سے زیادہ کوئی اور شخص نہ تو ادارے کے نصب العین اور اہداف کا شعور رکھتا ہے اور نہ ہی اس کے اہداف کے لئے کوشاں ہو سکتا ہے۔ اب ہم انجمن خدام القرآن کی خدمات کو اختصار کے ساتھ بیان کریں گے۔

انجمن خدام القرآن کی خدمات کے کئی پہلو ہیں جن میں سے ہر ایک کو الگ الگ عنوان کے تحت بیان کیا جائے گا۔ البتہ اس ضمن میں یہ امر واضح رہے کہ انجمن خدام القرآن پاکستان کے کئی بڑے شہروں میں قائم ہے۔ ان میں سے انجمن خدام القرآن سندھ سب سے زیادہ فعال، سرگرم عمل اور منظم ہے۔ لہذا ذیل میں جو خدمات پیش کی جائیں گی وہ بطورِ خاص اسی انجمن کی خدمات کی بنیاد پر ہوں گی۔ دیگر انجمنوں کا کام اس انجمن سے محدود بھی ہے اور اس کا باقاعدہ ریکارڈ بھی منظم طور پر نہیں رکھا گیا۔ تاہم انجمن خدام القرآن سندھ نہایت منظم انجمن ہے اور اپنے قیام سے لے کر ہر سال باقاعدہ سالانہ رپورٹ کی شکل میں اپنی تمام کارکردگی کو صفحاتِ قرطاس میں محفوظ کرتی رہی ہے۔

---

[1] ۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی وفات ۱۴ اپریل ۲۰۱۰ء کو ہوئی تھی۔

تدریسی خدمات:

انجمن خدام القرآن کے قیام سے لے کر آج تک انجمن کے تحت کئی طرح کے تعلیمی وتدریسی پروگرامز کا انعقاد کیا گیا اور ہر پروگرام سے ایک معتد بہ تعداد نے استفادہ کیا ہے۔ انجمن خدام القرآن کے پاس ہر پروگرام کے حوالے سے مکمل تفصیل موجود نہیں ہے۔ ہمیں جو معلومات انجمن کے تحریری مواد سے حاصل ہوئی ہیں انہی کی بنیاد پر خدمات پیش کی جارہی ہیں۔

انجمن خدام القرآن کے ماتحت ہونے والے اہم تدریسی پروگرامز کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایک سالہ بنیادی قرآن کورس:

اس کورس کا نام رجوع الی القرآن[1]، قرآن فہمی کورس[2] اور فہم القرآن کورس[3] رکھا گیا ہے۔ کورس کی تفصیل اس فصل کی مبحثِ دوم میں بیان کی جاچکی ہے۔ یہ کورس قرآن اکیڈمی لاہور میں 1984، قرآن اکیڈمی کراچی میں 1992، قرآن اکیڈمی اسلام آباد اور قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں 2011 اور قرآن اکیڈمی حیدرآباد میں 2018 میں اور قرآن اکیڈمی ملتان میں 2019 میں شروع کیا گیا۔ یوں یہ کورس ملک کے چھ بڑے شہروں میں جاری ہے۔ ہر شہر اور ہر سال اس میں طلباء کی تعداد مختلف ہوتی ہے۔ قرآن اکیڈمی کراچی کی مختلف شاخوں سے 1992 سے 2018 تک کل 1800 افراد نے یہ کورس مکمل کیا ہے۔[4] علی ہذا القیاس یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کی تمام اکیڈمیز سے یہ کورس مکمل کرنے والے افراد کی تعداد تین ہزار سے چار ہزار کے قریب ہے۔ یہ افراد اس لحاظ سے قابل قدر ہیں کہ ان میں سے بڑی تعداد معاشرے کی بھاگ دوڑ سنبھالنے والے افراد کی ہے۔ جن میں ڈاکٹرز، انجینئرز، وکلاء، صحافی، اساتذۃ، سرکاری افسران ودیگر شعبہ جات زندگی سے متعلق لوگ شامل ہیں۔

---

۱ ۔ یہ نام قرآن اکیڈمی لاہور میں مستقلاً رائج رہا ہے۔ چند سال قبل قرآن اکیڈمی کراچی نے بھی باقی نام چھوڑ کر یہ نام اختیار کرلیا۔ قرآن اکیڈمی ملتان میں بھی اسی نام سے سالِ رواں میں کورس شروع کیا گیا ہے۔

۲ ۔ یہ نام قرآن اکیڈمی اسلام آباد اور قرآن اکیڈمی کراچی میں رائج رہا۔ چند سال قبل دونوں اکیڈمیز نے یہ نام استعمال کرنا ترک کردیا۔

۳ ۔ یہ نام قرآن اکیڈمی اسلام آباد نے چند سال قبل اختیار کیا ہے۔ اور اب یہی نام رائج ہے۔

۴ ۔ سالانہ رپورٹ، انجمن خدام القرآن سندھ، ۲۰۱۵-۲۰۱۶، ص:۵

ایک سالہ ایڈوانس قرآن کورس:

یہ کورس قرآن اکیڈمی لاہور میں 2007 سے باقاعدگی سے جاری ہے۔اس سے قبل متفرق طور پر چند سال یہ کورس منعقد کیا گیا تھا۔قرآن اکیڈمی کراچی میں یہ کورس 2010 میں شروع کیا گیا اور 2018 تک مسلسل جاری رہا۔[1]قرآن اکیڈمی اسلام آباد میں یہ کورس صرف ایک سال 2015 میں منعقد کیا گیا۔[2]اسی طرح قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں یہ کورس چند سال سے جاری ہے۔2018 تک صرف قرآن اکیڈمی کراچی سے اس کورس کی تکمیل کرنے والے افراد کی تعداد 194 تھی۔[3]علی ہذاالقیاس یہ کہاں جاسکتاہے کہ اب تک تقریباً کل 500 کے قریب افراد اس کورس کو مکمل کر چکے ہوں گے۔ان افراد کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر کورس مکمل کرنے کے بعد دین کے داعی بنے ہیں اور درس وتدریس کو بطورِ شعبہ اختیار کیا ہے۔پاکستان کی تمام اکیڈمیز میں تدریس کی ذمہ داری ادا کرنے والوں کی اکثریت اسی کورس سے فارغ التحصیل طلبہ پر مشتمل ہے۔

دورہ ترجمہ قرآن:

دورہ ترجمہ قرآن انجمن خدام القرآن اور تنظیمِ اسلامی کی مشترکہ کاوش ہے۔یہ پروگرام ہر سال ملک کے مختلف شہروں میں 150 کے قریب مقامات پر منعقد کیا جاتاہے۔تراویح کے ساتھ مکمل قرآن کا ترجمہ اور مختصر ترجمانی کے اس پروگرام میں روزانہ چار تا پانچ گھنٹے لگتے ہیں لیکن اس کے باوجود ملک بھر میں اس پروگرام میں بیس تا پچیس ہزار افراد شریک ہوتے ہیں۔ صرف انجمن خدام القرآن سندھ کے تحت ہونے والے پروگرامز میں اوسطاً گیارہ ہزار افراد شریک ہوتے ہیں۔[4]نیز کچھ پروگرامز آن لائن بھی نشر کئے جاتے ہیں جو کہ گھر بیٹھے افراد اور دوسرے شہروں اور ملکوں میں قیام پذیر افراد بسہولت دیکھ سکتے ہیں۔اس نوعیت کا پروگرام صرف انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کی انفرادی خصوصیت ہے۔

۱۔سالانہ رپورٹ،انجمن خدام القرآن سندھ،۲۰۱۲-۲۰۱۳،ص:۳۸

۲۔پراسپیکٹس،قرآن اکیڈمی اسلام آباد،۲۰۱۵-۲۰۱۶،ص:۲۲

۳۔سالانہ رپورٹ،انجمن خدام القرآن سندھ،۲۰۱۷-۲۰۱۸،ص:۱۹

۴۔سالانہ رپورٹ،انجمن خدام القرآن سندھ،۲۰۱۷-۲۰۱۸،ص:۱۹،ص:۲۲

مختصر دورانیہ کے کورسز:

انجمن خدام القران کے تحت مصروف افراد کے لئے مختصر دورانیے کے کورسز بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ان کورسز کی تفصیلات اس فصل کی مبحث دوم میں گزرچکی۔ان کورسز سے گزرنے والے افراد کا متعین اعداوشمار موجود نہیں ہے البتہ مختلف کورسز کی تعداد کو مدنظر رکھیں تواب تک تقریباً بیس تا پچیس ہزار افراد باقاعدہ ان کورسز سے گزرچکے ہوں گے۔ان کورسز سے لوگوں کومزید دینی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔اس کے بعد یہ افراد اپنی سہولت کے مطابق کسی دینی ادارے سے مزید تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔کچھ لوگ انجمن کے ماتحت ہونے والے کورسز کا حصہ بن جاتے ہیں جبکہ کچھ لوگ ان کورسز سے ترغیب حاصل کرکے روایتی مدارس یایونیورسٹیزکارخ کرتے ہیں۔

ناظرہ وحفظ:

چھوٹے بچوں کے لئے ناظرہ اور حفظ کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔مختلف اکیڈمیز میں شعبہ حفظ وقراءت میں سینکڑوں بچے زیر تعلیم ہیں۔[1]

درسِ نظامی:

انجمن خدام القرآن کے ماتحت کلیۃ القرآن لاہور میں درس نظامی کاآغاز کیاگیاہے۔انجمن کے ماتحت یہ ایک منفرد منصوبہ ہے۔اس ادارے کے زیرانتظام درس نظامی کے آٹھوں سال میں طلباء زیر تعلیم ہیں۔

اشاعتی خدمات:

انجمن خدام القرآن کے ماتحت کتب، جرائد، ویڈیوزاورآڈیوز کی تیاری اور اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔اس ضمن میں اب تک سینکڑوں نصابی اور غیر نصابی کتب اور کتابچے شائع ہو چکے ہیں۔ جن کی کئی کئی بار اشاعت ہو چکی ہے۔ بعض کتابچوں کی اشاعت لاکھوں میں ہوچکی ہے۔[2]

---

١ ۔سالانہ رپورٹ،انجمن خدام القرآن سندھ،٢٠١٧-٢٠١٨،ص:١٩-٢٠

٢ ۔مسلمانوں پرقرآن مجید کے حقوق نامی کتابچہ ١٩٦٩ سے ٢٠٠٥ تک ١٣١ مرتبہ شائع ہوچکاہے۔اس کی کل تعداد ٣٩٠٣٠٠ تھی۔اس سے اندازہ کیا جاسکتاہے کہ اب تک یہ کتابچہ کم ازکم چھ لاکھ سے زائد تعداد میں شائع ہوچکاہوگا۔(طبع:٣١،٢٠٠٥)

نیز ہزاروں کی تعداد میں آڈیو اور ویڈیو لیکچرز کو تہذیب کے بعد ویب سائٹ پر استفادہ عام کے لئے اپ لوڈ کیا گیا ہے۔ ماضی میں جب سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز کا رواج عام تھا تو یہ تمام لیکچرز کیسیٹس، سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز کے ذریعے لاکھوں کی تعداد میں فروخت کی جاتی تھی۔ موجودہ دور میں یہ لیکچرز میموری کارڈ کے ذریعے دستیاب کئے جاتے ہیں۔ نیز مختلف قومی و بین الا قوامی چینلز کے لئے باقاعدہ ویڈیو لیکچرز ریکارڈ کئے جاتے ہیں۔[1]

اسی ضمن میں 2عدد ویب سائٹس www.QuranAcademy.com اور www.Tanzeem.org کا دیکھ بھال کا انتظام کیا جاتا ہے۔[2]

ادارہ سازی کی وسعت:

اپنے قیام سے 2019 تک 47 سالوں میں انجمن خدام القرآن نے ملک کے درج ذیل شہروں میں اپنے مراکز قائم کئے ہیں۔ لاہور، فیصل آباد، جھنگ، ملتان، کوٹ ادو، کراچی، حیدر آباد، راولپنڈی، اسلام آباد۔ اس اعتبار سے اس ادارے کا پھیلاؤ کافی وسعت اختیار کر گیا ہے۔ پورے ملک کے 9 بڑے شہروں میں بیسیوں مراکز کے قیام کے نتیجے میں عوام الناس کے لئے دینی تعلیم کے حصول میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھا کر اگر تمام بڑے شہروں پر توجہ مرکوز کی جائے تو عوام الناس کے لئے مزید سہولت پیدا ہوگی اور رجوع الی القرآن کی تحریک مزید آگے بڑھے گی۔

معاشرتی خدمات:

معاشرتی خدمات کے ضمن میں انجمن خدام القرآن کی سب سے بڑی خدمت ہے کہ عوامی سطح پر قرآن فہمی کی سوچ کو پروان چڑھانے میں جن چند اداروں نے تاسیسی کام کیا۔ انجمن خدام القرآن ان میں سے ایک ہے۔ عوامی سطح پر قرآن فہمی کے لئے 1972 میں جب انجمن خدام القرآن نے کام کا آغاز کیا تو درسِ قرآن اور مختصر دورانیہ کے دینی کورسز تقریباً ناپید تھے۔ عوام الناس کی بڑی اکثریت کے پاس یا تو درسِ نظامی کر کے عالم بننے کا آپشن تھا یا پھر ناظرہ پڑھ کر بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کا۔ ان دو کے درمیان کوئی تیسرا آپشن نہ ہونے کے برابر تھا۔ انجمن کے کام کے نتیجے میں نہ صرف عوام الناس میں فہمِ قرآن کی حس بیدار ہوئی بلکہ اس کی عملی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے باقاعدہ پلیٹ فارم بھی دستیاب ہو سکا۔

۱۔ سالانہ رپورٹ، انجمن خدام القرآن سندھ، ۲۰۱۷-۲۰۱۸، ص: ۲۱

۲۔ سالانہ رپورٹ، انجمن خدام القرآن سندھ، ۲۰۱۷-۲۰۱۸، ص: ۲۲

آج سے کچھ دہائیاں قبل معاشرہ دینی اعتبار سے دو قسم کے لوگوں میں تقسیم تھا۔ایک طرف علماء کا طبقہ تھا تو دوسری طرف فہمِ قرآن سے نابلد عوام کی اکثریت۔ لیکن انجمن خدام القرآن اور اس طرز کے اداروں کے کام نے نتیجے میں چند دہائیوں میں معاشرے کی ہیئت بدل گئی اور ایک تیسرا طبقہ وجود میں آگیا۔ یہ وہ طبقہ ہے جو قرآن کا ترجمہ سمجھتا ہے۔ نماز میں جو کچھ پڑھا جا رہا ہوتا ہے اسے سمجھ رہا ہوتا ہے۔ دین کے بنیادی موضوعات سے واقفیت رکھتا ہے۔ فہمِ دین کے لئے دینی کتب کا مطالعہ کرتا ہے۔

یہ طبقہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ جس کی واضح علامتیں یہ ہیں کہ اب گلی گلی عربی اور ترجمے سیکھنے کے لئے کورسز منعقد کئے جا رہے ہیں۔ عوام الناس کو بنیادی دینی تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے سینکڑوں ادارے وجود میں آچکے ہیں۔اور دن بدن ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مساجد میں بھی تجوید اور ترجمہ کی کلاسز ہو رہی ہیں۔ سکولوں میں اسلامی نصاب میں اضافے کے لئے کئی نجی ادارے کام کر رہے ہیں اور اسلامی سکولز کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ عوام الناس میں اسلام اور دینی علوم کی طرف عام رجوع میں ایک بہت بڑا حصہ انجمن خدام القرآن اور اس طرز کے اداروں کا ہے۔

اس کے علاوہ انجمن خدام القرآن سے فارغ التحصیل افراد میں سے کئی لوگوں نے باقاعدہ اپنے ادارے قائم کئے ہیں جن میں سے چند معروف افراد اور ادارے مندرجہ ذیل ہیں:-

- شجاع الدین شیخ صاحب نے العلم فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے جو سکولوں میں اسلامی نصاب کی فراہمی کے لئے کام کر رہا ہے۔
- باسط بلال کوشل صاحب نے الشجر انسٹیٹیوٹ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے جو کہ دینی علوم کے ماہرین اور جدید علوم کے ماہرین کے امتزاج سے اسلام سے متعلق علمی اور کلامی موضوعات پر تحقیق کا کام کر رہا ہے۔
- مفتی اویس پاشا صاحب نے ایک دینی ادارہ بنام ''فقہ اکیڈمی'' قائم کیا ہے جو روایتی دینی تعلیم جدید اسلوب میں پیش کر رہا ہے۔
- ان کے علاوہ مشہور مفکر عمران نظر حسین بھی قرآن اکیڈمی سے تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ان کے علاوہ ڈاکٹر حافظ محمد زبیر اور انجینئر نوید احمد بھی اسی ادارے سے تعلیم یافتہ ہیں جو کہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

قابلِ اصلاح پہلو:

انجمن خدام القرآن کی تمام ترخوبیوں کے باوجود کئی پہلو اصلاح طلب ہیں۔ ادارے چونکہ انسان ہی بناتے ہیں اور انسان ہی ان کو چلاتے ہیں لہذا ان میں قابلِ اصلاح پہلو ہر وقت موجود رہتے ہیں اور کسی ادارے کی بہتری کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ وہ ان قابلِ اصلاح پہلوؤں پر غور و فکر کرے اور ایسے افراد کی آراء کو اپنے حق میں خیر خواہی جانے جو کہ اس ادارے کے ممدوح ہونے کے ساتھ ساتھ ناقد بھی ہوں۔

انجمن خدام القرآن پر تحقیق کے دوران مختلف عوامل کے نتیجے میں جو قابلِ اصلاح پہلو ہمارے سامنے آئے ہیں درج ذیل ہیں۔ یہ تمام نکات اخلاص کے ساتھ اور حدیثِ نبوی ﷺ ''اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ''[1] کے جذبے کے تحت بیان کئے جا رہے ہیں۔

- مرکزی انجمن خدام القرآن کی دیگر شہروں میں قائم ذیلی شاخیں چونکہ آزاد اور خود مختار ہیں لہذا پورے پاکستان میں جاری کورسز کے نصاب میں یکسانیت نہیں ہے۔ ذیلی انجمنوں کو وسائل کی جمع آوری اور خرچ کرنے اور انتظامی طور پر تو مکمل خود مختار کرنا چاہیے لیکن کورسز کے نصاب کی تعیین کے حوالے سے یا تو ذیلی انجمنوں کو مرکزی انجمن کے ماتحت ہونا چاہیے یا پھر تمام انجمنوں پر ایک وفاق قائم کرنا چاہیے جو نصاب کی حد تک یکسانیت پیدا کرنے کے لئے کردار ادا کرے اور تمام انجمنیں اس کے ماتحت ہوں۔
- انجمن خدام القرآن کی سب سے بڑی خدمت چونکہ عوام الناس کو بنیادی دینی تعلیم مہیا کرنا ہے جس کے لئے انہوں نے ایک سالہ قرآن کورس کو جاری کیا ہے لہذا اس کورس کو عوام الناس کے لئے مزید باسہولت بنانے کے لئے درج ذیل امور کو مدِ نظر رکھا جائے۔
    - یہ کورس ہر بڑے شہر میں کئی مقامات پر ہونا چاہیے۔ زندگی چونکہ مصروف ہو چکی ہے اور ٹریفک کے مسائل کی وجہ سے بڑے شہروں میں یہ ممکن نہیں ہے کہ پورے شہر کے لوگ ایک جگہ جمع ہو سکیں۔ لہذا اگر ہر چار سے چھ کلومیٹر کے علاقے میں یہ کورس منعقد کیا جائے تو ایک بڑی تعداد ان کورسز کا حصہ بن سکتی ہے۔

۱۔ سنن نسائی، ابو عبد الرحمن النسائی، کتاب البیعۃ، باب النصیحۃ للامام، حدیث: ۴۲۰۳، جلد: سوم، ص: ۱۸۱

لاہور میں 1983 سے 2019 تک صرف ایک مقام پر صرف صبح کے وقت یہ کورس منعقد کیا جارہا ہے جبکہ صرف لاہور میں کم سے کم دس مقامات پر یہ کورس منعقد کرنا چاہیے۔

- معاشی بوجھ کی وجہ سے اکثر لوگوں کے لئے یہ ممکن نہیں رہا کہ وہ ایک سال معاشی فراغت حاصل کر کے باقاعدہ یہ کورس کر سکیں لہذا اس کورس کو تمام بڑے شہروں میں صبح کے ساتھ ساتھ شام کے اوقات اور ویک اینڈ پر بھی منعقد کیا جائے تا کہ ایک بہت بڑی تعداد اس سے مستفید ہو سکے۔

- 47 سال گزرنے کے باوجود بھی یہ ادارہ ملک کے 9 شہروں تک رسائی حاصل کر سکا ہے جبکہ اتنے عرصہ میں تمام بڑے شہروں تک رسائی ہو سکتی تھی۔اس کام کے لئے چند امور کو مد نظر رکھا جائے تو یہ کام آسانی سے جلدی آگے بڑھ سکتا ہے۔

- اداروں کے قیام کے لئے اپنی عمارت کے حصول کے بجائے کرائے کی عمارتیں حاصل کی جائیں جیسے کہ انجمن خدام القرآن اسلام آباد نے اختیار کیا ہے۔اس سے بہت جلد تمام شہروں میں رسائی ہو سکے گی۔
- عمارتوں کے حصول میں یہ بات مد نظر رہے کہ پہلی ترجیح کورسز کو دی جائے۔اگر کسی عمارت میں لائبریری اور دیگر شعبہ جات نہ بھی قائم ہو سکیں لیکن ایک سالہ کورس شروع ہو سکے تو اتنی وسعت کی عمارت سے کام شروع کر دینا چاہیے۔بعد ازاں وقت اور ضرورت کے مطابق اس میں توسیع ہو سکتی ہے۔

- ادارے کے واضح موقف کے باوجود کہ یہ ادارہ کسی خاص مسلک سے متعلق نہیں ہے ادارے میں حنفیت اور دیوبندیت کا جھکاؤ نمایاں ہونا شروع ہو چکا ہے۔اس کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ نصاب کے اندر ایک فقہ کو ترجیح دی جارہی ہے اور اساتذہ میں بڑی تعداد فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والی ہے۔اس عدم توازن کی وجہ سے ماضی قریب میں کچھ افراد کراچی اور اسلام آباد سے ادارے سے جدا بھی ہو چکے ہیں۔اس تاثر کو جتنی جلدی ممکن ہو ختم کیا جائے اور اپنے اصل معیار کو برقرار رکھا جائے۔ مسلکی نوعیت کے اداروں کی اس ملک میں پہلے بھی کمی نہیں ہے۔دورِ حاضر میں ضرورت ان اداروں کی ہے جو کہ مسلک سے بالاتر ہوں۔ایسے حالات میں اگر مسلک سے بالاتر ادارے بھی مسلکی تعصب کا شکار ہونے لگ جائیں تو یہ امر معاشرے کے لئے پریشان کن ہے۔

- علم کے میدان میں موجودہ دور میں جہاں مردوں کی ضرورت ہے وہیں خواتین کی بھی ضرورت ہے۔موجودہ دور میں خواتین کی بڑی اکثریت عصری تعلیم حاصل کرتی ہے لہذا دین وایمان کے حوالے سے جو مسائل مرد حضرات کو پیش آتے ہیں قریباً وہی مسائل خواتین کو بھی پیش آتے ہیں۔اس لئے انجمن خدام القرآن کو چاہیے کہ اپنے تعلیمی نظام کو

مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے یکساں بنائے۔ کئی بنیادی کورسز میں بھی خواتین کا اہتمام نہیں ہوتا جبکہ سال دوم کا کورس صرف مرد حضرات کے لئے ہوتا ہے۔ اس کورس میں بھی خواتین کا انتظام ہونا چاہیے کیونکہ آج کے دور میں خواتین داعیات کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اب وہ دور نہیں رہا جب مرد دین سیکھ کر اپنی عورتوں کو سکھایا کرتا تھا۔ آج کے دور میں اکثر ایسا دیکھنے کو ملتا ہے کہ اگر مرد دین سے قریب ہے تو اس کی عورت دین سے قریب نہیں ہوگی اور اگر کوئی عورت دین سے قریب آگئی ہے تو شاید اس کا مرد دین کے قریب نہ ہو۔ لہذا مرد و خواتین دونوں کے لئے دینی تعلیم کے تمام مواقع یکساں میسر ہونے چاہیے۔

- چونکہ انجمن خدام القرآن نے روایتی مدارس سے ہٹ کر دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا ہے لہذا جو افراد اس سلسلہ تعلیم سے دو سال تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ نہ تو اس ادارے سے دینی تعلیم کی تکمیل کر سکتے ہیں اور نہ اس قابل رہتے ہیں کہ ایسے سلسلہ سے مزید تعلیم حاصل کریں جو ان دو سالوں کے بعد سے کوئی باقاعدہ درجہ وار تعلیم دیتا ہو۔ لہذا انجمن خدام القرآن کو چاہیے کہ ان دو سالوں کے بعد مزید ضروری دینی تعلیم کے لیے کورسز کا اجراء کرے تاکہ وہ افراد جو دینی تعلیم میں رسوخ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ مزید تعلیم کے لئے کسی اور سلسلے میں مصنوعی طور پر شامل ہونے کے بجائے فطری طور پر انجمن کے تحت سلسلہ تعلیم کو جاری رکھ سکیں اور ضروری دینی تعلیم مکمل کر سکیں۔
- انجمن خدام القرآن اپنے مقاصد میں سے بنیادی مقاصد میں کسی قدر کامیاب رہی ہے۔ یعنی تعلیم و تعلمِ قرآن اور عربی زبان کی ترویج کا کام کسی نہ کسی سطح پر کر چکی ہے لیکن اپنے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد کی طرف ابھی تک پیش قدمی نہیں کر سکی اور وہ مقصد یہ ہے۔

"ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے"

پہلے تو ان امور پر غور کیا جائے کہ وہ کیا مانع ہیں جن کی وجہ سے آج تک اس مقصد میں پیش رفت نہیں ہو سکی اور پھر ان امور پر غور و فکر کیا جائے جو اس پیش رفت میں مددگار بن سکیں۔ شائد اس طرح سے اس مقصد میں پیش رفت کا آغاز ہو سکے۔

باب چہارم:

قرآن فہمی کے میدان میں خدمات: دیگر ادارے

فصل اول:

الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل

فصل دوم:

المدرار انسٹیٹیوٹ و بروج انسٹیوٹ

فصل سوم:

الفلاح منزل ٹرسٹ وآذان انسٹیٹیوٹ

فصل چہارم:

البلاغ فاؤنڈیشن وانٹر نیشنل انسٹیٹیوٹ فار قرآن لرننگ

فصل اول:

الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل

مبحث اول:

تعارف بانیِ الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل

مبحث دوم:

تعارف الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل

مبحث سوم:

نصاب و کورسز

مبحث چہارم:

خدمات و قابلِ اصلاح پہلو

تمہید:

جیسا کہ باب سوم کی تمہید میں بیان کیا گیا تھا کہ قرآن فہمی کے میدان میں خدمات سرانجام دینے والے اداروں کے کام کا تجزیہ دو ابواب میں منقسم ہے۔ تیسرے باب میں ایک ادارے کی تفصیل تھی جبکہ چوتھے باب میں سات اداروں کے کام کو اختصار سے پیش کیا جارہا ہے۔ان میں سے الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل کو کام کی وسعت اور زمانہ طوالت کے باعث مفصل بیان کیا جا رہا ہے جبکہ دیگر چھ اداروں کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے۔اس باب کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ دور میں قرآن فہمی کے لئے خدمات سرانجام دینے والے اداروں کا مختصر تعارف پیش کردیا جائے تاکہ جو لوگ خود قرآن فہمی کا حصول چاہتے ہیں وہ ان میں سے جس ادارے کو مناسب سمجھیں اس سے مستفید ہو جائیں اور جو لوگ قرآن فہمی کی غرض سے ادارہ بنانا چاہتے ہیں وہ ان تمام اداروں سے واقفیت حاصل کرکے نئے ادارے کے لئے بہتر لائحہ عمل بنا سکیں۔

مبحث اول:

تعارف بانیِ الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل

پیدائش اور ابتدائی حالاتِ زندگی:

ڈاکٹر فرحت ہاشمی 22 دسمبر 1957 کو سرگودھا میں پیدا ہوئیں۔آپ کے والد عبد الرحمٰن ہاشمی ایک عالم دین اور جماعت اسلامی کے علاقائی رہنما تھے۔آپ کے والدِ محترم کا شجرہ نسب جلیل قدر صحابی حضرت عباس کے بیٹے سے ملتا ہے اور آپ ان کی نسل 53 نمبر پر آتے ہیں۔[1]

ڈاکٹر صاحبہ نے بنیادی تعلیم اپنے علاقائی سکول سے حاصل کی۔اس کے بعد گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرگودھا سے انٹر میڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے عربی کی ڈگری حاصل کی۔اسلام کی بنیادی تعلیمات ان کو والد صاحب نے دی۔اور یونیورسٹی آف گلاسکو، سکاٹ لینڈ سے پی ایچ ڈی کی۔اس ڈگری کے دوران آپ کے شوہر بھی آپ کے ساتھ مصروف تعلیم تھے۔[2]

دورانِ تعلیم آپ نے کئی ملکوں کا سفر کیا جن میں ترکی، لبنان، شام، مصر اور سعودی عرب شامل ہیں۔پی ایچ ڈی کے بعد ڈاکٹر صاحبہ پاکستان واپس آگئی تھی اور انٹر نیشنل اسلامی یونیورسٹی میں بطور لیکچرر فرائض سرانجام دیئے۔اس کے ساتھ ساتھ پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ بھی شروع رہا۔البتہ 2005 میں ڈاکٹر صاحبہ کینیڈا منتقل ہو گئیں۔[3]

ڈاکٹر صاحبہ کے شوہر ڈاکٹر ادریس زبیر بھی نا صرف آپ کے شریک حیات ہیں بلکہ خدمت دین میں بھی وہ آپ کے ساتھ مکمل طور پر مصروف عمل ہیں۔ڈاکٹر ادریس زبیر نے 1983 میں اپنی عملی زندگی کا آغاز بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ اصول الدین میں بطور لیکچرر کے کیا۔1985 میں وہ پی ایچ ڈی کے لئے یونیورسٹی آف گلاسکو، سکاٹ لینڈ چلے گئے۔بعد ازاں وہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں مختلف ذمہ داریوں پر بھی فائز رہے۔[4]

1 https://www.farhathashmi.com/profile-section/dr-farhat-hashmi-at-a-glance/

2 http://www.idreeszubair.com/about/

3 https://en.wikipedia.org/wiki/Farhat_Hashmi

4 http://www.idreeszubair.com/about

ڈاکٹر صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا ہے۔آپ نے خدمت دین کو معاشرتی ذمہ داریوں میں رکاوٹ نہیں بننے دیا اور نہ معاشرتی ذمہ داریوں کو خدمت دین پر اثر انداز ہونے دیا۔[1] آپ کے بچے بھی دینی کام میں آپ کا بھر پور ساتھ دیتے ہیں۔آپ کی بیٹی تیمیہ زبیر بھی کئی اداروں میں قرآن مجید کی تدریس میں مصروف عمل ہیں۔[2]

تحریکی اور عملی زندگی:

ڈاکٹر صاحبہ نے اپنے شوہر کے ساتھ مل کر 1994 میں الھدیٰ کی بنیاد رکھی۔الھدیٰ کے قیام سے پہلے کئی سال تک آپ متفرق طور پر قرآن کلاسز کا اہتمام کرتی رہیں۔الھدیٰ کے قیام کے بعد آپ کی تمام توجہات کا مرکز الھدیٰ کے ذریعے خواتین کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنا بن گیا۔آپ نے خود بھی مختلف کورسز میں تدریس کروائی اور اس کے ساتھ ساتھ ملک کے طول و عرض کے تعلیمی دورے بھی کئے اور گھر گھر قرآن کی تعلیم کے سلسلے کو پھیلا دیا۔[3]

اعزازات:

ڈاکٹر صاحبہ کی خدمات کے پیش نظر آپ کو کئی اعزازات سے بھی نوازا گیا۔چند نمایاں اعزازات درج ذیل ہیں۔

- 2000ء میں Federation of Business and Professional Women's Club, Pakistan نے آپ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ ایوارڈ سے نوازا۔
- 2010ء میں لبنان کے ایک ادارے روئیل اسلامک سٹریٹیجک سٹڈیز سینٹر نے "500 سب سے زیادہ باثر اسلامی شخصیات'' کے عنوان سے کتاب شائع کی جس میں آپ کو ان 500 افراد کی فہرست میں شامل کیا گیا۔
- 21 مارچ 2011 کے نیوز ویک پاکستان کی اشاعت نے آپ کو پاکستان کی 100 باثر ترین خواتین میں شمار کیا ہے۔[4]
- 2015 میں ایک ادارے Wonder Women Association of Pakisan نے آپ کو Woman Icon Award سے نوازا۔[5]

---

1 https://www.farhathashmi.com/profile-section/dr-farhat-hashmi-at-a-glance/

2 https://www.almaghrib.org/instructors/taimiyyah-zubair

3 https://www.farhathashmi.com/profile-section/dr-farhat-hashmi-at-a-glance/

4 https://www.farhathashmi.com/profile-section/dr-farhat-hashmi-at-a-glance/

5 http://www.wonderwomenpakistan.com/award-recipients-womens-icon

- 2016 میں ایک ادارے iMurshid نے آپ کو "International Contribution Dawah Awards" سے نوازا۔[1]

اہل علم کی طرف سے تعریفی کلمات:

ڈاکٹر صاحبہ کے کام کی تحسین کئی اہل علم نے کی ہے جن میں سے چند اہل علم کے تعریفی کلمات درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک فرماتے ہیں:

"ترجمہ: ڈاکٹر فرحت ہاشمی اور ان کے شوہر قابل قدر کام کر رہے ہیں۔ وہ طلباء بہت خوش نصیب ہیں جو ان کے ادارے میں پڑھ رہے ہیں۔ باقی تمام لوگ بھی جو ان کے ادارے کے ساتھ منسلک ہیں وہ سب قابل تحسین ہیں۔ الھدیٰ نے پوری دنیا میں خواتین کے لئے جو کام کیا ہے وہ قابل قدر ہے۔ اللہ آپ سب کو اجر دے۔ آپ لوگوں نے قرآن کی نشر واشاعت کے لئے بہت کام کیا ہے"۔[2]

شیخ سعید احمد فرماتے ہیں:

"ترجمہ جب پہلی بار گلاسکو میں میری ملاقات ڈاکٹر فرحت ہاشمی سے ہوئی تو مجھے اسی وقت یہ اندازہ ہو گیا کہ یہ بہت ہی تواضع سے مجھے استاذ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ دونوں (ڈاکٹر فرحت ہاشمی اور ڈاکٹر ادریس زبیر) علم کی تحصیل کی غرض سے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے ان دونوں میں علم کی شدید پیاس محسوس کی ہے۔ یہ مجھ سے یورپی ممالک میں رہنے والی خواتین کو درپیش مسائل سے متعلق مجھ سے سوالات کرتی تھی۔ اس سے مجھے یہ لگتا تھا کہ اللہ مستقبل میں ان سے کوئی اچھا کام لے گا۔ میں نے الھدیٰ آکر دیکھا ہے کہ میری محنتوں کا اچھا نتیجہ نکل رہا ہے۔ اسلام آباد میں کسی نے مجھ سے پوچھا کہ ہم آپ سے کیسے علم حاصل کر سکتے ہیں تو میں نے کہا کہ آپ میرے بجائے میری شاگرد یعنی ڈاکٹر فرحت ہاشمی سے علم حاصل کریں"۔[3]

---

1 https://www.farhathashmi.com/profile-section/international-contribution-dawah-award-۲۰۱۶/

2 https://www.farhathashmi.com/profile-section/testimonials/

3 https://www.farhathashmi.com/profile-section/testimonials/

مولانا طارق جمیل فرماتے ہیں:

"میرے کسی جاننے والے کی اہلیہ نے یہاں سے کورس کیا اور وہ دین پر عمل کرنا شروع ہو گئی ہیں۔ یہ جان کر مجھے خوشی ہوئی کہ ایسا ادارہ موجود ہے۔ ایسے اور ادارے ہونے چاہیں کیونکہ مردوں میں تو دین کا کام بہت ہو رہا ہے لیکن خواتین کے لئے دین سیکھنے کے مواقع کم ہیں۔ مجھے ان کے کام کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ اللہ ان کی مساعی کو قبول فرمائے"[1]

اہل علم کی نقد:

امام مالک نے مسجد نبوی ﷺ میں تدریس کے دوران فرمایا: كل يؤخذ من قوله ويرد إلا صاحب هذا القبر (ترجمہ: ہر ایک کی بات قبول یا غیر قبول ہو سکتی ہے سوائے اس قبر والے کے (یعنی نبی اکرم ﷺ کے))۔ اسی مناسبت سے جہاں ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ کے کام کی کئی اہل علم نے تحسین و توصیف کی ہے وہیں کچھ اہل علم نے گرفت بھی ہے۔ اس نقد میں سے بطور مثال کچھ تنقید ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔

مفتی محمد اسماعیل طورو صاحب فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر صاحبہ کا درس مختلف مقامات سے سنا۔ ان کے درس میں اصولِ تفسیر کے قواعد اور آداب کی رعایت نہیں رکھی گئی۔ نیز ان کا اندازِ بیان بھی انتہائی غیر محتاط ہے"[2]

تصنیفات:

ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ نے خدمت دین کے لئے تدریس اور تقریر کے راستے کا انتخاب کیا اور آپ کا پیغام آڈیو کیسیٹس اور بعد ازاں سی ڈیز اور انٹرنیٹ کے ذریعے عام ہوا۔ آپ نے سینکڑوں موضوعات پر لیکچرز ریکارڈ کروائے جو بلا مبالغہ لاکھوں افراد نے سنے اور ہزاروں لوگوں کے عمل میں اصلاح کا ذریعہ بنے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحبہ کی کچھ تصنیفات بھی ہیں جو کہ زیادہ تر تربیت سے متعلق ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ کی تصنیفات درج ذیل ہیں۔

---

1 https://www.farhathashmi.com/profile-section/testimonials/

۲ ۔ الھدیٰ انٹرنیشنل، مفتی محمد اسماعیل طورو، دارالافتاء، جامعہ اسلامیہ صدر، راولپنڈی، اشاعت: ہفتم، ۱۴۲۶ ہجری، جلد اول، ص: ۱۴۵

کتاب کا نام	نمبر شمار
قرآن مجید لفظی ترجمہ	1
شہر رمضان	2
والدین ہماری جنت	3
وایک نستعین	4
قرآنی و مسنون دعائیں	5
محمد ﷺ کے معمولات اور معاملات	6
سونے اور جاگنے کے آداب واذکار	7
كيف تنجو من مكائد الشيطان	8
الاربعون النووية	9
سونے اور جاگنے کے اذکار	10

مبحث دوم:

تعارف الھدیٰ انٹر نیشنل

تمہید:

الھدیٰ انٹر نیشنل سے متعلق تحقیق کے لئے مقالہ نگار نے ایچ ایون میں واقع الھدیٰ کے مرکز کا دورہ کیا اور کچھ ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں اور الھدیٰ سے متعلق تفصیلات کا استفسار کیا۔ جس کے نتیجے میں مقالہ نگار کو بتایا گیا کہ الھدیٰ انٹر نیشنل سے متعلق تمام تفصیلات وہی ہیں جو کہ اس کی انٹرنیٹ سائیٹ پر ہیں۔ اور ایک پمفلٹ میں کچھ تفصیلات دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی تفصیلات تحریری شکل میں دستیاب نہیں ہے اور ادارے کا اصولی مزاج ہے کہ اپنی کار گردگی اور دیگر تفصیلات کو قلم بند نہیں کرتے۔ نیز مقالہ نگار کو یہ بھی بتایا گیا کہ ادارے کی پالیسی ہے کہ ادارے کے سربراہ کے علاوہ ادارے کے کسی ذمہ دار کو ادارے سے متعلق کسی قسم کا انٹرویو دینے کی اجازت نہیں ہے اور اگر ادارے کے کسی ذمہ دار کے نام سے الھدیٰ سے متعلق کوئی بھی شخص کچھ تحریر کرتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کاروائی کرنے کا حق ادارے کے پاس موجود ہے۔ اس پر مستزاد ادارے کے سربراہ ملک سے باہر ہیں اور ان کا اکثر وقت ملک سے باہر ہی گزرتا ہے۔ یہ صورتِ حال خود مقالہ نگار کے لئے نئی بھی تھی اور پریشان کن بھی۔ اس صورت حال کے نتیجے میں مقالہ نگار کو ادارے سے متعلق جو کچھ میسر آسکا اس کی روشنی میں تحقیق کو قلمبند کیا جارہا ہے۔

تاسیس:

الھدیٰ ویلفیر انٹر نیشنل ایک تعلیمی، تحقیقی اور فلاحی ادارہ ہے جس کا عمومی مقصد تعلیم یا مسلمانوں اور خصوصی مقصد خواتین کا رشتہ قرآن سے جوڑنا ہے۔ اگرچہ اس ادارے سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے رنگ نسل اور تعلیم کی کوئی قید نہیں ہے تاہم یہ ایک حقیقت ہے اس ادارے کے مخاطبین اول تعلیم یافتہ افراد ہی ہیں اور ان میں سے بھی بطور خاص تعلیم یافتہ خواتین۔ اس کے علاوہ الھدیٰ اس طرح سے بھی اہم ہے کہ اس نے نہ صرف پڑھی لکھی خواتین کو علم دین کے لئے راغب کیا بلکہ معاشی طور پر معاشرہ کے اعلیٰ طبقات جو عموماً دین کی طرف مائل نہیں ہوتے، ان کی ایک بڑی تعداد کو قرآن کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔

الھدیٰ 1994ء میں قائم کیا گیا۔ ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ الھدیٰ کے قیام سے قبل بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں شعبہ اصول الدین میں بطور لیکچرر تدریسی فرائض سرانجام دیتی رہی اور متفرق طور پر مختلف مقامات پر قرآن کے حلقے بھی قائم کئے

البتہ جب انہیں اس امر کی ضرورت واہمیت کا احساس ہوا کہ قرآن مجید کی تعلیم اور نشر واشاعت کے لئے باقاعدہ ایک ادارے کی ضرورت ہے تو انہوں نے الھدیٰ قائم کیا۔[1]

اغراض ومقاصد:

الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل کے اغراض و مقاصد الھدیٰ کے نعرے سے بخوبی واضح ہوتے ہیں۔ الھدیٰ کا نعرہ جو کہ اکثر و بیشتر سننے میں آتا ہے وہ اس طرح ہے۔

قرآن سب کے لیے، ہر دل میں، ہر ہاتھ میں۔[2]

اس نعرے سے ادارے کے اغراض و مقاصد سے متعلق درج ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں۔

- الھدیٰ قرآن مجید کو دعوت کا مرکز و محور بنانا چاہتا ہے۔
- الھدیٰ کسی مسلک یا فرقہ کو نہ اپنا تشخص بنانا چاہتا ہے اور نہ کسی خاص مسلک یا فرقہ کا پرچار کرتا ہے۔
- الھدیٰ کا مقصد صرف عوام الناس کو ایسی تعلیم دینا جو لوگوں کی ہدایت اور اخروی کامیابی سے متعلق ہو۔
- الھدیٰ ہر خاص وعام کو قرآن کی تعلیم دینا چاہتا ہے یعنی الھدیٰ معاشرے کے کسی خاص طبقہ کے لئے نہیں ہے بلکہ یکساں طور پر معاشرے کے ہر فرد کو قرآن کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔

مندرجہ بالا امور سے یہ تشریح ہوتی ہے کہ الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل اپنے اغراض و مقاصد میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کا فروغ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

بنیادی اخلاقی اقدار:

الھدیٰ اپنے تعلیمی نظام کے ذریعے درج ذیل بنیادی اقدار کو فروغ دینے کے لئے کوشاں ہے۔[3]

- اخلاص

---

1 http://www.idreeszubair.com/about/

۲۔ پرا سپیکٹس، تعلیم القرآن کورس، الھدیٰ پبلیکیشنز، ص:۱

۳ ۔ پرا سپیکٹس، تعلیم القرآن کورس، الھدیٰ پبلیکیشنز، ص:۱

- دیانت داری
- برداشت
- عزم
- نظم
- عزت
- احسان

شعبہ جات:

الھدیٰ کے زیر اہتمام تین شعبہ جات قائم ہیں۔

شعبہ تعلیم و تربیت:

شعبہ تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام طلباء و طالبات کو قرآن مجید کی تعلیم اور کردار سازی و تربیت کے لئے مختلف دورانیے کے درج ذیل کورسز منعقد کئے جاتے ہیں۔[1]

- تعلیم القران ڈپلومہ کورس
- تحفیظ القرآن کورس
- تعلیم التجوید سرٹیفیکیٹ کورس
- تعلیم دین کورس
- تفہیم دین کورس
- صوت القرآن کورس
- تعلیم الحدیث سرٹیفیکیٹ کورس
- فہم القرآن سرٹیفیکیٹ کورس
- خط و کتابت کورسز

---

۱ ۔ قرآن اور احسان، الھدیٰ شعبہ تحقیق، الھدیٰ پبلی کیشنز، اسلام آباد، اشاعت: اول، ۲۰۱۸، ص: ۲۵۵

- سمر کورسز
- سوشل میڈیا کے ذریعے کورسز
- روشنی کا سفر
- روشنی کی کرن
- ریالٹی چیچ
- ہمارے بچے کورس: منارالاسلام
- ہمارے بچے کورس: مصباح القرآن
- ہمارے بچے کورس: مفتاح القرآن

شعبہ خدمت خلق:

اس شعبے کے تحت معاشرتی فلاح و بہبود کے مندرجہ ذیل منصوبہ جات پر کام کیا جاتا ہے:[1]

- رمضان المبارک میں راشن کی فراہمی
- عیدالاضحیٰ کے موقع پر اجتماعی قربانی
- روزگار کی فراہمی
- بیوہ اور نادار خواتین کے لئے ماہانہ وظائف
- مستحق طلبہ کے لئے تعلیم وظائف
- کچی بستیوں میں تعلیم اور رفاہی کام
- پریشان افراد کے لئے دینی و سماجی رہنمائی
- کفن کی دستیابی
- فری میڈیکل کیمپوں کا قیام
- کنوؤں کی کھدائی اور پانی کی فراہمی
- قدرتی آفات کے موقع پر ضروری امداد

۱۔ قرآن اور احسان، الھدیٰ شعبہ تحقیق، الھدیٰ پبلی کیشنز، اسلام آباد، اشاعت: اول، ۲۰۱۸، ص: ۲۵۵

شعبہ نشرواشاعت:

اس شعبہ میں درج ذیل امور سرانجام دیئے جاتے ہیں۔[1]

- کتب کی اشاعت: انگریزی، اردو اور دیگر علاقائی زبانوں میں مختلف دینی موضوعات پر کتب، کارڈز، کتابچے اور پمفلٹس تیار کئے جاتے ہیں۔
- آڈیو اور ویڈیو: قرآن مجید کی تفسیر، حدیث، سیرت، فقہ اور دیگر تعلیمی، تربیتی، اخلاقی اور معاشرتی موضوعات پر آڈیو اور ویڈیو لیکچرز تیار کیے جاتے ہیں۔ اور اس مواد کو ویب سائٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے عام کیا جاتا ہے۔
- ویب سائٹس کی دیکھ بھال
- سوشل میڈیا فورمز کی دیکھ بھال
- موبائل ایپس کی دیکھ بھال

مراکز:

الھدیٰ کا آغاز اسلام آباد کے علاقے ایف ایٹ سے ہوا تھا لیکن اب نا صرف ملک کے ہر بڑے شہر میں الھدیٰ کے مراکز قائم ہو چکے ہیں بلکہ کئی دوسرے ممالک میں بھی الھدیٰ اپنے مراکز قائم کر چکا ہے۔ الھدیٰ کے چند نمایاں مراکز کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اسلام آباد:

الھدیٰ کا سب سے بڑا اور اہم مرکز اسلام آباد کے علاقے ایچ الیون میں واقع ہے۔ اس مرکز کا کل رقبہ 2 ایکڑ ہے۔ اور تہہ خانہ کو شامل کر کے کل پانچ منزلہ عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ یہ مرکز جدید ترین ٹیکنالوجی سے آراستہ ہے۔ اس مرکز میں درج ذیل شعبہ جات قائم ہیں۔

- شعبہ تعلیم و تربیت
- ہاسٹل
- سکول

ا ۔ قرآن اور احسان، الھدیٰ شعبہ تحقیق، الھدیٰ پبلی کیشنز، اسلام آباد، اشاعت: اول، ۲۰۱۸، ص: ۲۵۵

- مسجد
- لائبریری
- شعبہ تحقیق
- مکتبہ
- مطعم

اس کے علاوہ مستقبل کے منصوبہ جات میں اس مرکز میں ایک شادی ہال بھی قائم کیا جائے گا جہاں اسلامی اقدار کے مطابق شادی کے انتظامات کی سہولت دی جائے گی۔اس مرکز کے پاکستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں الھدیٰ کے مراکز قائم ہیں جن میں چند نمایاں شہر درج ذیل ہیں۔

- کراچی
- لاہور
- فیصل آباد
- ملتان
- سیالکوٹ
- پشاور

پاکستان کے علاوہ دوسرے درج ذیل ممالک میں الھدیٰ کے مراکز قائم ہو چکے ہیں۔

- کینیڈا
- آسٹریلیا
- امریکہ

الھدیٰ سکول:

الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل نے ستمبر 2010 میں اسلام آباد میں سکول کا آغاز کیا۔الھدیٰ انٹر نیشنل سکول کا مقصد اسلامی اصولوں کی روشنی میں اعلیٰ معیار کی تعلیم مہیا کرنا ہے۔کچھ ہی عرصہ میں الھدیٰ سکول سے آگے بڑھ کر ایک تیزی سے پھیلتا ہوا ایجوکیشن سسٹم بنتا جارہا ہے۔الھدیٰ سکول کا مقصد نوجوان نسل کی ایسی تعلیم و تربیت ہے جس کے نتیجے میں ایسے نوجوان تیار ہوں

گے جن کے قلوب واذہان اللہ کی معرفت اور اس کے یقین سے سرشار ہوں اور وہ لسانی، ذہنی اور معاشرتی طور پر باصلاحیت ہوں تاکہ وہ ایک باعمل مسلمان کی طرح زندگی گزار سکیں اور معاشرے کو اچھے طریقے سے سنوار سکیں۔[1]

الھدیٰ سکول کا شاخیں پاکستان کے درج ذیل شہروں میں قائم ہو چکی ہیں۔

- اسلام آباد
- کراچی
- پشاور
- فیصل آباد

۱۔ پراسپیکٹس ۲۰۱۸-۲۰۱۹، الھدیٰ انٹرنیشنل سکول، الھدیٰ پبلیکیشنز، ص:۱

مبحث سوم:

کورسز و خدمات

الھدیٰ انٹرنیشنل میں زیادہ تر کورسز خواتین کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں تاہم کچھ سالوں سے الھدیٰ نے مردوں کے لئے بھی کورسز کا اجراء کر دیا ہے۔ عوامی سطح پر قرآن فہمی کو فروغ دینے کے لئے الھدیٰ کے زیرِ اہتمام درج ذیل کورسز منعقد کئے جا رہے ہیں۔[1]

1. تعلیم القرآن کورس:

اس کورس کا بنیادی مقصد قرآن مجید کو براہ راست عربی زبان سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔ یہ کورس مختلف صورتوں میں منعقد کیا جاتا ہے۔ جو خواتین ایک سال میں کورس مکمل کرنا چاہیں ان کے لئے چھ گھنٹے روزانہ اور ہفتہ میں چھ دن تدریس پر مشتمل ایک سال کا کورس کروایا جاتا ہے۔ جو خواتین دو سال میں کرنا چاہیں ان کے لئے چار گھنٹے روزانہ اور ہفتہ میں پانچ دن تدریس پر مشتمل کورس کروایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسی خواتین جو روزانہ کی بنیاد پر وقت نہیں دے سکتی ان کے لئے یہ کورس ہفتہ وار بنیادوں پر منعقد کیا جاتا ہے۔ اس طرح معاشرے کی ایک بڑی اکثریت کے لئے اس کورس میں شرکت کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ یہ کورس اردو اور انگلش دونوں زبانوں میں منعقد کیا جاتا ہے۔۔ اس کورس میں تجوید، قرآن مجید کے لفظی ترجمہ و تفسیر کے ساتھ ساتھ حدیث رسول ﷺ، سیرت النبی ﷺ، فقہ العبادات اور دیگر کچھ مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ کورس میں داخلے کے لئے کم از کم تعلیمی قابلیت انٹرمیڈیٹ ہے۔[2]

2. تعلیم الحدیث کورس:

اس کورس میں وہ خواتین حصہ لیتی ہیں جن کا تعلیم القرآن کورس مکمل ہو گیا ہو۔ یہ کورس طالبات میں حدیث نبی اکرم ﷺ کے علم اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کا شعور بیدار کرنے کے لئے کروایا جاتا ہے۔ اس کورس میں صحیح بخاری کے منتخب ابواب کو براہ راست عربی زبان میں پڑھایا جاتا ہے اور ان کا ترجمہ کروایا جاتا ہے۔

۱۔ الھدیٰ ایک نظر میں (پمفلٹ)، الھدیٰ پبلیکیشنز، ص:۱-۳

۲۔ پراسپیکٹس، تعلیم القرآن کورس،، الھدیٰ پبلیکیشنز، ص:۶

3. خط وکتابت کورس:

وہ افراد جو کسی وجہ سے ادارے میں آکر باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ان کے لئے خط و کتابت کورس کے ذریعے انفرادی طور پر یا گروپ کی شکل میں گھر بیٹھے کورس کرنے کی سہولت موجود ہے۔

4. آن لائن کورس:

لوگوں کی سہولت کے لئے انٹرنیٹ کے ذریعے اردو اور انگریزی زبان میں مختلف اوقات اور دورانیے کے کورسز آن لائن پیش کئے جاتے ہیں۔

5. مختصر دورانیے کے کورس:

دیہی علاقوں کی لڑکیوں کے لئے ''روشنی کا سفر'' اور ناخواندہ افراد کے لئے ''روشنی کی کرن'' کے نام سے کورس کروائے جاتے ہیں۔

6. ہفتہ وار کورس:

جو افراد روزانہ کی بنیاد پر وقت نہیں دے سکتے ان کے لئے تعلیم القرآن، فہم القرآن اور تعلیم التجوید جیسے کورسز ہفتہ وار بنیادوں پر منعقد کی جاتے ہیں۔

7. بچوں کے کورس:

قومیں اپنے بچوں کے بل بوتے پر ترقی کرتی ہیں۔ جس قوم کو بھی اپنا مستقبل روشن کرنا ہو اس کا مطمع نظر اپنے بچوں کا بہتر مستقبل ہو۔ مسلم امت کو بھی اپنے مستقبل کو دین کے ساتھ جوڑنے کے لئے نئی نسل کی دینی تربیت کا خاص اہتمام کرنا ہوگا۔ اسی ضمن میں الھدیٰ کی جانب سے بچوں کی عمر، ضروریات اور دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہفتہ وار پروگرام ''منار الاسلام'' اور ''مصباح القرآن'' کروایا جاتا ہے۔ جبکہ ناظرہ قرآن کی تعلیم دینے کے لئے روزانہ ''مفتاح القرآن'' کے نام سے تدریسی پروگرام بھی کروایا جاتا ہے۔ انہی بچوں کی ماؤں کے لئے اسلامی طریقہ تربیت پر مشتمل ''امہات کلاس'' کروائی جاتی ہے۔[1]

۱۔ الھدیٰ ایک نظر میں (پمفلٹ)، الھدیٰ پبلیکیشنز، ص: ۲

8. دورہ ترجمہ قرآن:

رمضان المبارک کی مناسبت سے خصوصی طور پر مختلف عوامی مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں جو دورانِ رمضان ہی تکمیل پذیر ہوتے ہیں اور بڑی تعداد میں عوام قرآن مجید کے مضامین سے متعارف ہوتی ہے۔

9. درس قرآن:

مختلف مقامات خصوصاً محلے کی سطح پر مختلف گھروں میں ہفتہ وار بنیادوں پر درس قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے جس سے اہل محلہ قرآن مجید کے علوم سے روشناس ہوتے ہیں۔

10. خصوصی مواقع کے کورسز:

حج وعمرہ اور خوشی وغمی ودیگر مواقع پر اس موقع سے متعلق لوگوں کی قرآن سنت کے مطابق رہنمائی کے لئے خصوصی تدریس کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔

11. تدبر قرآن کورس:

یہ کورس صرف ان طالبات کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کورس مکمل کر چکی ہوں۔ اس کورس میں طالبات کو قرآنی آیات پر غور وفکر کرنا سکھایا جاتا ہے۔ عربی قواعد اور اصولِ تفسیر کے ذریعے مختلف تفاسیر اور مناہج المفسرین کا تعارف کروایا جاتا ہے تاکہ طالبات مختلف تفاسیر کو نہ صرف خود پڑھ سکیں بلکہ قرآن مجید میں غور وخوض کرنے کی اعلیٰ صلاحیت پیدا کر سکیں۔ یہ کورس چار ماہ کے دورانیے پر مشتمل ہے۔[1]

12. فہم القرآن کورس:

یہ کورس قرآن مجید کے ترجمہ اور مختصر تفسیر پر مشتمل ہے جس کا مقصد قرآن مجید سے عمومی آگاہی ہے۔

۱۔ پراسپیکٹس، تعلیم القرآن کورس،، الھدیٰ پبلیکیشنز، ص:۷

.13 تعلیم التجوید کورس:

تجوید کا علم دینی علوم میں سے بنیادی علم ہے۔ ناظرہ قرآن، تجوید کے قواعد اور عملی مشق اور تلاوت قرآن کو تجویدی غلطیوں سے پاک کرنے کے لئے تجوید پر مشتمل کورس کروایا جاتا ہے۔

.14 تحفیظ القرآن کورس:

یہ کورس تعلیم التجوید اور تعلیم القرآن کی ان طالبات کے لئے منعقد کیا جاتا ہے جو قرآن مجید کو حفظ کرنے کا شوق رکھتی ہیں۔

.15 سمر کورس:

بچوں، لڑکیوں، لڑکوں اور خواتین کے لئے گرمیوں کی چھٹیوں میں سمر کورسز کروائے جاتے ہیں۔ جس میں ناظرہ، تجوید، قرآن مجید کی منتخب سورتوں کا ترجمہ و تفسیر اور آداب و اخلاق سکھائے جاتے ہیں۔

مبحث چہارم:

خدمات و قابلِ اصلاح پہلو

خدمات:

الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل کی خدمات کو الھدیٰ کے شعبہ جات کے مطابق ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

تعلیمی و تربیتی خدمات:

- تعلیمی و تربیتی میدان میں الھدیٰ انٹر نیشنل نے پچھلے پچیس سالوں میں بلا مبالغہ ہزاروں خواتین کو ایک سال اور دو سال کے قرآن کورسز سے آراستہ کیا ہے۔ یہ ہزاروں خواتین الھدیٰ آنے سے پہلے قرآن کی چند آیات بھی خود سے نہ سمجھتی ہوں لیکن ایک سال الھدیٰ سے علم حاصل کرنے کے بعد ان خواتین کا نہ صرف تعلق قرآن مجید کے ساتھ قائم ہو گیا بلکہ یہ خواتین با عمل مسلمان خواتین میں تبدیل ہو گئیں۔
- الھدیٰ کی توجہ کا مرکز چونکہ خواتین ہیں اور نئی نسل کی پہلی تعلیم گاہ ماں کی گود ہوتی ہے لہذا الھدیٰ نے نہ صرف ہزاروں خواتین کو قرآن کی تعلیم دی بلکہ الھدیٰ نے قوم کو وہ مائیں بھی دی ہیں جو کہ ایک مہذب، تعلیم یافتہ اور باکردار نسل کو پروان چڑھا سکیں۔ جیسا کہ نپولین کا مشہور قول ہے۔[1]

"Give me an educated mother, I shall promise you the birth of a civilized, educated nation."

ترجمہ: ”مجھے ایک تعلیم یافتہ ماں دو میں تمہیں مہذب اور تعلیم یافتہ قوم کی تعمیر کی ضمانت دوں گا“۔

- الھدیٰ انٹر نیشنل اس طرح بھی آگے بڑھی ہے کہ اس نے بیک وقت دور دراز کے دیہاتوں میں رہنے وال ناخواندہ اور نیم خواندہ خواتین کے لئے بھی قرآن فہمی کا راستہ پیدا کیا اور اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور معاشی اور معاشرتی اعتبار سے اعلیٰ طبقات سے تعلق رکھنے والی خواتین کو بھی کتاب اللہ سے وابستہ کر دیا۔

---

1 https://quotefancy.com/quote/۸۷۰۲۸۳/Napoleon-Give-me-an-educated-mother-I-shall-promise-you-the-birth-of-a-civilized-educated

- الھدیٰ انٹر نیشنل نے اسلامک سکول قائم کر کے بچوں کی اسلامی اقدار کی روشنی میں جدید تعلیم کے لئے مضبوط اور قابل قدر ادارہ بنادیا اور والدین کو اولاد کی تربیت کے حوالے سے درپیش پریشانیوں سے نجات دلادی۔
- الھدیٰ نے طویل دورانیے کے کورسز کے علاوہ مختصر دورانیے کے کورسز، دروس قرآن اور دورہ ترجمہ قرآن کے ذریعے عوامی قرآن فہمی کو فروغ دیتے ہوئے بلا مبالغہ لاکھوں افراد تک قرآن کا پیغام پہنچایا ہے۔
- گھروں اور محلوں کی سطح پر قرآن فہمی کو عام کر کے الھدیٰ نے نہایت کم اور معمولی وسائل کے ساتھ قرآن فہمی کو عوامی بھی بنادیا اور اس کے فروغ کے لئے ایک راستہ بھی پیدا کر دیا۔

فلاحی خدمات:

الھدیٰ کی تعلیمی و تربیتی خدمات کے ساتھ ساتھ فلاحی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ اگرچہ ادارہ کا اصولی مزاج یہ ہے کہ وہ اعداد و شمار نہ جمع کرتا ہے اور نہ عوامی سطح پر اعداد و شمار کو بیان کرنے کو پسند کرتا ہے تاہم الھدیٰ کے فلاحی منصوبہ جات عوامی سطح پر معلوم اور متعارف ہیں۔ الھدیٰ ویلفیئر انٹر نیشنل نے زندگی کے درج ذیل شعبہ جات میں انسانی ہمدردی کے تقاضوں کے تحت لوگوں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی ہے۔[1]

- بیواؤں، یتیموں اور مستحق خاندانوں کو ماہانہ مالی مدد دی جاتی ہے۔
- اسکول اور کالج کے مستحق طلباء کو تعلیمی اخراجات کی مد میں وظائف دیئے جاتے ہیں۔
- ایسے افراد جو معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا چاہتے ہیں لیکن کم از کم ضروری وسائل بھی نہیں پاتے انہیں ٹھیلا، سلائی مشین یا اس طرح کی دیگر معاونت کے ذریعے معاشی طور پر خود کفیل بنانے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔
- ایسے والدین جو اپنے بچوں کی شادی کے لئے بنیادی اخراجات برداشت نہیں کر سکتے انہیں شادی کے لئے ضروری سامان فراہم کیا جاتا ہے۔
- مختلف پریشانیوں کے حل کی بھی خطوط اور ای میل کے ذریعے قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی دی جاتی ہے۔
- فوتگی کے موقع پر کفن فراہم کیا جاتا ہے۔ نیز ضرورت کے مطابق خاتون میت کو غسل دینے کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے۔

۱۔ الھدیٰ ایک نظر میں (پمفلٹ)، الھدیٰ پبلیکیشنز، ص: ۳-۵

- موجودہ دور میں مناسب رشتوں کی تلاش والدین کے لئے شدید پریشانی کا باعث ہے۔اس حوالے سے الھدیٰ نے مناسب رشتوں کی تلاش کے لئے میرج بیورو کے تحت والدین کی مدد کرنے کا راستہ پیدا کیا ہے۔
- مستحق مریضوں کے لئے میڈیکل کیمپس اور دیگر ذرائع سے مدد کی جاتی ہے۔
- ہنگامی حالات جیسے سیلاب، زلزلہ یا کسی حادثے کی صورت میں ہر ممکن مدد کا بندوبست کیا جاتا ہے۔
- جن علاقوں میں پانی کی قلت ہے وہاں کنوؤں کی کھدائی اور دیگر ذرائع سے عوام الناس کے لئے پانی کا انتظام کیا جاتا ہے۔
- عیدالاضحی کے موقع پر غریبوں میں گوشت تقسیم کرنے کے لئے اجتماعی قربانی بھی کی جاتی ہے۔
- روزوں کے مہینے میں غریب لوگوں کو راشن دیا جاتا ہے تاکہ معاشی ریلیف کے نتیجے میں لوگ رمضان کے اوقات کو عبادت کے لئے بہتر طور پر استعمال میں لاسکیں۔
- دیہی علاقوں اور کچی بستیوں میں ووکیشنل سینٹرز قائم کئے گئے ہیں۔
- قیدیوں کی فلاح کے لئے راشن و کپڑے کی فراہمی اور قرآن وسنت کی بنیادی تعلیم دی جاتی ہے۔

اشاعتی ونشریاتی خدمات:

اشاعتی ونشریاتی میدان میں الھدیٰ کی چند چیدہ چیدہ خدمات درج ذیل ہیں۔

- شعبہ تحقیق واشاعت کے تحت اردو اور انگریزی زبان میں 50 سے زائد اسلامی کتب شائع کی جاچکی ہیں اور الھدیٰ کے توسط سے بڑے پیمانے پر عام بھی کی گئی ہیں۔
- آسان دینی رہنمائی کے لئے مختلف موضوعات پر 20 سے زائد کتابچے شائع کئے گئے ہیں۔
- ان کے علاوہ دینی رہنمائی اور تربیتی تقاضوں کے پیش نظر پمفلٹس، پوسٹرز، کارڈ اور دیگر چیزیں شائع کی جاتی ہیں۔
- ملٹی میڈیا کے شعبہ میں آڈیو اور ویڈیو لیکچرز کو کیسیٹس، سی ڈیز اور انٹرنیٹ کے ذریعے عام کیا جاتا ہے۔
- مختلف ریڈیو اور ٹی وی چینلز سے قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر کے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔

قابل اصلاح پہلو:

الھدیٰ ویلفیئر انٹرنیشنل حقیقی معنوں میں امت مسلمہ کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے اور اس کی خدمات ناقابل تردید ہیں۔ لیکن چونکہ ادارے افراد پر مشتمل ہوتے ہیں اور افراد میں اصلاح کی گنجائش موجود ہوتی ہے لہذا ہر ادارے میں بھی اصلاح کی

گنجائش ہر دور میں باقی رہتی ہے۔ ذیل میں وہ باتیں جن پہ عمل سے یہ ادارہ مزید اچھا ہو گا۔ یہ تمام نکات اخلاص کے ساتھ اور حدیثِ نبوی ﷺ "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ"[1] کے جذبے کے تحت بیان کئے جا رہے ہیں۔

- الھدیٰ انٹرنیشنل کا کام بہت وسیع ہے لیکن اس کی معلومات مرتب شکل میں دستیاب نہیں ہیں۔ ہر ہر کورس کا نصاب بمعہ مکمل تفصیل کے انٹرنیٹ اور شائع شدہ شکل میں باآسانی دستیاب ہونا چاہیے۔ اسی طرح ادارے کی کارگردگی سے متعلق سالانہ رپورٹ مرتب شکل میں دستیاب ہونی چاہیے۔
- الھدیٰ کی شاخیں اندرون ملک و بیرون ملک میں پھیلی ہوئی ہیں لیکن الھدیٰ کی ویب سائٹ پر جامع شکل میں سب کی تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔ یہ تفصیلات اس طرح سے دستیاب ہونی چاہیں کہ دنیا کے کسی بھی حصے سے کوئی شخص اگر یہ دیکھنا چاہے کہ اس سے قریب ترین دین سیکھنے کے لئے کونسی جگہ پر الھدیٰ کا مرکز قائم ہے تو اسے ایک ہی جگہ پر ساری تفصیل مل جائے۔
- الھدیٰ کا نعرہ اگرچہ قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنا ہے اور وہ علی الاعلان کسی مسلک کے ماتحت نہیں ہے لیکن عملی طور پر عوام الناس میں یہ تاثر عام ہے کہ الھدیٰ ایک خاص فقہی مسلک سے وابستہ ہے اور اپنے طلباء کو اسی مسلک کا پیروکار بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن کو مرکز بنا کر کام کرنے والے ادارے کے لئے یہ عوامی تاثر انتہائی نقصان دہ ہے۔ ادارے کے ذمہ داران کو چاہیے کہ اس تاثر کے اسباب و وجوہات کا جائزہ لیں اور اس تاثر کو جلد از جلد ختم کریں۔
- دین پر عمل کرنے کے لئے ایمان بنیاد ہے اور ایمان کی آبیاری قرآن مجید کے علم کے ذریعے ہوتی ہے۔ ایمان کی آبیاری سے پہلے طلباء کو عمل پر ابھارنے کے لئے انتظامی سختی مفید کے بجائے مضر ثابت ہو سکتی ہے۔ الھدیٰ کے بارے میں ایک عوامی تاثر یہ بھی ہے کہ طالبات کو باعمل بنانے کے لئے انتظامی سختی کی جاتی ہے۔ ذمہ داران اس مسئلے کا بھی جائزہ لیں اور مناسب اقدامات کریں تاکہ طالبات ایمان کی آبیاری کے نتیجے میں باعمل بنیں نہ کہ انتظامی سختی کے نتیجے میں۔ اس سے طالبات کے دین سے بدظن ہونے کے امکانات بھی ہوتے ہیں اور دینی ماحول سے نکلنے کے بعد دوبارہ بے عمل ہونے کے امکانات بھی ہوتے ہیں۔

۱۔ سنن نسائی، کتاب البیعۃ، باب النصیحۃ للامام، حدیث: ۴۲۰۳، جلد: سوم، ص: ۱۸۱

فصل دوم:

بروج انسٹیوٹ والمدرار انسٹیٹیوٹ

مبحث اول:

تعارف وخدمات بروج انسٹیٹیوٹ

مبحث دوم:

تعارف وخدمات المدرار انسٹیٹیوٹ

مبحث اول:

تعارف وخدمات بروج انسٹیٹیوٹ

تعارف:

بروج انسٹیٹیوٹ کراچی کے علاقے کراچی ایڈ منسٹریشن ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی (K.A.E.C.H.S) میں واقع ہے۔اس کے بانی اور سی ای او ایک نوجوان صاحب علم طہٰ پاشا صاحب ہیں جنہوں نے آئی بی اے کراچی سے بزنس ایڈ منسٹریشن میں گریجوایشن کی ہے اوراس کے متوازی جامع ابو بکر سے درس نظامی کے بھی فاضل ہیں۔

بروج انسٹیٹیوٹ جدید تعلیم یافتہ خواتین وحضرات اور بالخصوص نوجوانوں کے لئے قرآن کی تعلیم کا مرکز ہے۔ یہاں چند دنوں سے لے کر ایک سال تک کے کورسز کروائے جاتے ہیں اور مزید علم کی پیاس رکھنے والے طلباء کے لئے درس نظامی کی سہولت بھی موجود ہے جو کہ پانچ سالوں پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ سیمینارز اور ورکشاپس بھی منعقد کی جاتی ہیں۔

بروج انسٹیٹیوٹ اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھنے والے جید علماء کرام کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے اور کئی جید علماء بروج انسٹیٹیوٹ میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتے ہیں۔

وژن(Vision):

We envision to illuminate the hearts and minds through Islamic education.[1]

ترجمہ: ہم دلوں اور دماغوں کو اسلامی تعلیم کے ذریعے منور کرنا چاہتے ہیں۔

مشن(Mission):

Connecting masses to Ilm and Ulama in contemporary manner.

ترجمہ: عوام الناس کو عصری انداز میں علم اور علماء کے ساتھ وابستہ کرنا۔

1 http://www.buroojinstitute.org/about-us/

خدمات:

بروج انسٹیٹیوٹ میں سال پر مشتمل درج ذیل کورسز منعقد کئے جاتے ہیں۔

- **تاسیس**

تاسیس ایک سال پر مشتمل کورس ہے جو کہ علم دین کے سفر کی طرف پہلا قدم ہے۔اس کورس کے بعد طلباء درس نظامی میں درجہ عامہ کے امتحان دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔اس کورس میں درج ذیل مضامین شاملِ نصاب ہیں۔[1]

I. القرآن: سورۃ یونس تا سورۃ الکھف

II. الحدیث: عمدۃ الاحکام

III. عقیدہ: القواعد الاربعہ، الاصول الثلاثہ، کتاب التوحید (پہلے پچاس ابواب)

IV. عربی گرامر: (منتخب) عربی گرامر

V. اللغہ العربیہ: دروس اللغہ حصہ اول مکمل و حصہ دوم نصف

- **البدایہ فہم دین کورس:**

البدایہ ہفتہ وار کورس ہے جس کی کلاس ہر ہفتہ میں ایک دن ہوتی ہے۔اس کا دورانیہ 10 ماہ ہے۔اس کورس میں درج ذیل مضامین شامل نصاب ہیں۔[2]

I. تزکیہ

II. حدیث

III. عقیدہ

IV. قرآن

V. اصول دین

VI. عربی

1http://www.buroojinstitute.org/diploma-courses/at-tasees/

2 http://www.buroojinstitute.org/course/on-campus-al-bidayah/

- **الارتقاء**

یہ کورس ایسے طلباء کے لئے ہے جنہوں نے التاسیس مکمل کر لیا ہو یا درس نظامی میں درجہ عامہ پاس کر چکے ہوں۔ یہ کورس دو سال پر مشتمل ہے۔ جس میں درج ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔[1]

I. قرآن: مکمل

II. حدیث: سنن نسائی، سنن ابو داؤد، سنن ترمذی (منتخب ابواب)

III. عقیدہ: عقیدہ واسطیہ

IV. اصول حدیث: مصطلح الحدیث

V. اصول فقہ: الاصول من علم الاصول

VI. اصول تفسیر

دیگر خدمات:

- نوجوانوں کی تربیت
- ڈیویلیپ منٹ پرو گرام
- ہفتہ وار قرآن کلاسز
- آن لائن قرآن کلاس
- خطبات جمعہ
- فیس بک لائیو سیشنز
- کاؤنسلنگ سیشنز
- علماء کے ساتھ ملاقاتیں
- علماء کے خطابات

1 http://www.buroojinstitute.org/the-alamiyyah/al-irtiqaa/

مبحث دوم:

تعارف وخدمات المدرار انسٹیٹیوٹ

تعارف:

المدرار انسٹیٹیوٹ کراچی کے علاقے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں واقع ہے۔اس ادارے کی بنیاد 2013 میں شیخ عاطف احمد نے رکھی تھی۔ شیخ عاطف احمد نے بزنس مینیجمنٹ میں ہاؤسٹن یونیورسٹی ،دلاس سے گریجوایشن کی۔اس کے علاوہ انہوں نے جامعہ معہد القرآن کراچی سے درس نظامی بھی کیااور اس کے علاوہ صحیح بخاری کا اجازہ بھی حاصل کیا۔[1]

المدرار انسٹیٹیوٹ ایک جدید ترین تعلیمی، تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد لوگوں کو زندگی کے مختلف شعبوں میں آگے بڑھنے میں رہنمائی دیناہے۔المدرار انسٹیٹیوٹ جدید ترین مسائل اور نت نئے چیلینجز کا جواب اسلام کی روشنی میں دینے کے لئے کوشاں ہیں تاکہ مسلمان پورے اعتماد کے ساتھ اپنی عملی زندگی اسلام کے مطابق گزار سکیں۔

المدار انسٹیٹیوٹ کا ایک اہم خاصہ یہ ہے کہ یہ دینی ودنیاوی اور قدیم وجدید تعلیم کا ایک حسین امتزاج مہیا کرتا ہے۔ ایک ہی ادارے میں جہاں جہاں قرآن،علومِ قرآن اور دیگر دینی علوم کی تدریس ہوتی ہے وہی جدید تعلیم جیسے معاشیات، نفسیات اور مینیجمنٹ جیسے مضامین کی بھی اعلیٰ معیار کی تعلیم دی جاتی ہے۔[2]

وژن(Vision):

Al Midrar aspires to become the epitome of Islamic Intellectualism, a place where people find profound solutions to contemporary problems through the learning, research and application of those timeless principles which had, to a very great extent, remained locked inside the classical Islamic corpus.[3]

ترجمہ:المدرار اسلامی دانش کا مظہر بننے کا خواہش مند ہے،ایک ایسی جگہ جہاں لوگ جدید عصری مسائل کا تعلیم، تحقیق اور زمان و مکان کی قید سے آزاد تطبیق کے اصولوں ذریعے بھرپور حل حاصل کر سکیں۔جو علم کتابوں میں قید کر دیا گیاہے۔

---

1 https://almidrar.com/shaykhatifahmed/

2 https://almidrar.com/about-us

3 https://almidrar.com/about-us/#Ourvision

خدمات:

تعلیم کے میدان میں المدرار انسٹیٹیوٹ کے زیر اہتمام چار نوعیت کے تعلیمی کورسز منعقد کئے جاتے ہیں۔ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔[1]

- **طویل دورانیے کو کورسز(Executive Courses)**

I. الصفوة

الصفوة جدید تعلیم یافتہ افراد کے لئے دو سال پر مبنی کورس ہے جو کہ نہ صرف علم دین کی مضبوط بنیادیں مہیا کرتا ہے بلکہ اس کے بعد درس نظامی کے اگلے مرحلے میں داخلہ بھی لیا جاسکتا ہے۔اس کورس میں درج ذیل مضامین شامل نصاب ہیں۔

- تفسیر
- حدیث
- عقیدہ
- اصولِ حدیث
- اصول فقہ
- فقہ
- عربی

II. القدوة

القدوہ ان طلباء کے لئے ہے جو الصفوة پاس کر چکے ہوں اور علم دین میں مزید گہرائی پیدا کرنا چاہتے ہوں۔اس کورس میں پہلے سے پڑھائے گئے مضامین کو مزید گہرائی کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔

- **مختصر دورانیے کو کورسز**

I. قرآنی عربی

II. سپیکرز کورٹ یارڈ(Speaker's Courtyard)

---

1 https://almidrar.com/

- ورکشاپس

I. تعلیمی

II. ترغیبی

III. معاشرتی

IV. روحانی

V. پیشہ وارانہ

- **لیکچر سیریز**

I. مواعظ

II. مدارج

III. بصائر

IV. رجوع اللہ

V. معارج

دیگر خدمات:

- کاؤنسلنگ
- رقیہ
- دورہ ترجمہ قرآن

فصل سوم:

الفلاح منزل ٹرسٹ وآذان انسٹیٹیوٹ

مبحث اول:

تعارف وخدمات الفلاح منزل ٹرسٹ

مبحث دوم:

تعارف وخدمات آذان انسٹیٹیوٹ

مبحث اول:

تعارف وخدمات الفلاح منزل ٹرسٹ

تعارف:

الفلاح منزل ٹرسٹ اسلام آباد کے علاقے ای الیون میں واقع ہے۔ یہ ادارہ 2009 میں ایک صاحبِ خیر ارشد اقبال ملک صاحب نے قائم کیا۔ ارشد اقبال ملک صاحب نے ٹیکنالوجیکل انٹر پرینیور شپ اکنامکس اور کیمیکل انجینئرنگ میں یونیورسٹی آف پنسلوانیا سے بی ایس کیا اور بعد ازاں امریکن اوپن یونیورسٹی سے علومِ اسلامیہ میں گریجوایشن اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے ماسٹرز کیا ہے۔ ارشد اقبال صاحب قرآن کی تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے علاوہ ایک کاروبار بھی کرتے ہیں۔[1]

الفلاح منزل ٹرسٹ کا بنیادی مقصد امت مسلمہ کو غفلت کی نیند سے بیدار کرنا ہے تاکہ وہ نوع انسانی کی قیادت کے منصب پر دوبارہ سے فائز ہو سکیں۔ اس مقصد کے لئے اللہ کے نازل کردہ کلام سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا الفلاح منزل ٹرسٹ نے عوامی سطح پر قرآن فہمی کے لئے ڈاکٹر عبد العزیز عبد الرحیم کا تیار کردہ کورس Understand Quran through TPI[2] بطورِ نصاب اختیار کیا ہے۔[3]

الفلاح منزل ٹرسٹ ایک ایسا ادارہ ہے جس کا مقصد ہر عام وخاص کو آسان طریقے سے نماز اور قرآن سمجھانے میں مدد کرنا ہے۔ الفلاح منزل کسی مذہبی یا سیاسی جماعت کے ساتھ منسلک نہیں۔ الفلاح منزل کا دستور قرآن اور صحیح احادیث ہیں اور بلا تفریق قرآن وسنت کو زندگی میں لانا اس کا ہدف ہے۔[4]

وژن(Vision):

Al Falah Manzil Trust has been established with the objective to bring together like minded families for the revival of islamic ummah, starting at the

1 https://www.linkedin.com/in/arshad-malik-۱۸۲b۸۸۴۵/

2 https://understandquran.com/course-۱-with-salah-۵۰-quranic-words-urdu/

3 https://alfalahmanzil.net/alfalahwp۲۰۱۸/sample-page/introduction/

۴۔ آیئے نماز اور قرآن سمجھیں، ڈاکٹر عبد العزیز عبد الرحیم، الفلاح منزل ٹرسٹ، اسلام آباد، ۲۰۱۹، ص: ۱

grass root level. It strive to promote the Islamic way of living on a 24x7 basis in our personal, family & business lives.[1]

ترجمہ:الفلاح منزل ٹرسٹ کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ مسلم امت کی تجدید کے لئے ہم خیال خاندانوں کو جمع کرے۔اس کاآغاز بالکل بنیادی درجے سے کیا جائے۔یہ ادارہ اسلامی طرز زندگی کو اس طرح فروغ دینا چاہتا ہے کہ ہماری نجی، خاندانی اور کاروباری زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزرنا شروع ہو جائے۔

خدمات:

الفلاح منزل ٹرسٹ کے تحت درج ذیل کورس کروایا جارہاہے۔

قرآن فہمی کورس:

یہ کورس 25 گھنٹوں پر مشتمل ہے اور اس میں قرآن مجید کے وہ الفاظ سکھائے جاتے ہیں جو کثرت سے قرآن مجید میں دہرائے گئے ہیں۔اس طرح قرآن مجید میں کل استعمال شدہ الفاظ کا نصف حصہ صرف 25 گھنٹوں میں سکھادیا جاتاہے۔اس مقصد کے لئے صرف نماز، سورۃ الفاتحہ اور آخری چھ سورتوں کو نصاب میں ڈالا گیاہے اور اس نصاب کی تدریس کے بعد نہ صرف طالب علم قرآن کے 50% الفاظ سیکھ جاتاہے بلکہ اسے پوری نماز اور اس میں پڑھی جانے والی چند سورتوں کا ترجمہ بھی یاد ہو جاتاہے۔ اس طرح عربی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ نماز میں بھی بہتری آجاتی ہے۔[2]

کورس کے مقاصد:

- یہ ثابت کرنااور آپ کو یقین دلاناکہ قرآن کو سمجھناآسان ہے۔
- قرآن کو سمجھنے کاآسان طریقہ سکھانا۔ لفظی ترجمے اور TPI(Total Physical Interaction) کے ذریعے۔
- نماز کو مؤثر طریقے سے پڑھنے کا طریقہ بتاناتاکہ نماز میں خوب دل لگے، خشوع وخضوع حاصل ہو اور نماز کے اثرات ہماری روزانہ کی زندگی میں آئیں۔
- ایمان کو مضبوط کرنااور عمل صالح اور اچھے اخلاق کی ترغیب دلانا۔

۱۔آیئے نماز اور قرآن سمجھیں،ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالرحیم،الفلاح منزل ٹرسٹ،اسلام آباد،۲۰۱۹،ص:۱

2 https://understandquran.com/course-۱-with-salah-۵۰-quranic-words/

- قرآنی مضمون سے متعلق عربی بول چال کے تقریباً 100 جملے سیکھنا۔[1]

۱۔آیئے نماز اور قرآن سمجھیں، ڈاکٹر عبد العزیز عبد الرحیم، الفلاح منزل ٹرسٹ، اسلام آباد، ۲۰۱۹، ص:۶

مبحث دوم:

تعارف وخدمات آذان انسٹیٹیوٹ

تعارف:

آذان انسٹیٹیوٹ کا آغاز کراچی سے ہوا تھا تاہم چند سالوں میں یہ ادارہ پاکستان کے کئی بڑے شہروں میں پھیل چکا ہے۔آذان انسٹیٹیوٹ 2012 میں کاشف نسیم دلکشا صاحب نے قائم کیا تھا۔کاشف نسیم دلکشا صاحب نے ساؤتھ ایسٹرن یونیورسٹی، واشنگٹن ڈی سی سے اکنامکس میں بی ایس کیا۔اس کے بعد اقراء یونیورسٹی کراچی سے بزنس ایڈمنسٹریشن میں ماسٹرز کیا۔اس کے بعد انہوں نے وفاق المدارس کے زیر اہتمام درسِ نظامی مکمل کیا۔[1]

آذان انسٹیٹیوٹ اس وقت ملک کے چار بڑے شہروں میں باقاعدہ کام کر رہا ہے جن میں کراچی، لاہور، اسلام آباد اور میاں چنوں شامل ہیں۔[2]

آذان انسٹیٹیوٹ کا مقصد پاکستان کے باشعور اور تعلیم یافتہ نوجوان طبقے کی دین سیکھنے اور قرآن سے تعلق پیدا کرنے کی شدید پیاس بجھانے کے لئے ایک کوشش کرنا ہے۔آذان انسٹیٹیوٹ کا تعلق کسی بھی مذہبی یا سیاسی جماعت سے نہیں ہے۔آذان انسٹیٹیوٹ ایک تعلیمی ادارہ ہے جس کا مقصد جدید ترین ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے ورکشاپس اور کورسز کے ذریعے اسلامی عقائد و نظریات کی تعلیم دینا ہے۔اب تک آذان انسٹیٹیوٹ سے 5000 افراد علمی طور پر مستفید ہو چکے ہیں۔

وژن(Vision):

To educate, coach and inspire individuals to enjoy a meaningful life.

ترجمہ: افراد کو تعلیم دینا، تربیت کرنا اور حوصلہ افزائی کرنا تاکہ وہ ایک بامقصد زندگی گزار سکیں۔[3]

---

1 https://www.azaaninstitute.org/instructors/sheikh-kashif-naseem-dilkusha/

2 https://www.azaaninstitute.org/contact-us/

3 https://www.azaaninstitute.org/about-us/

خدمات:

آذان انسٹیٹیوٹ طوویل دورانیے کے کورسز کے بجائے مختصر دورانیے کے کورسز اور ورکشاپس منعقد کرتا ہے جس کا اجمالی تعارف حسب ذیل ہے۔

ایونٹس(Events):

آذان انسٹیٹیوت کے تعلیمی پروگرامز میں ایک قسم کو ایونٹس کہا جاتا ہے۔ان پروگرامز میں کوئی ماہر استاذ کئی گھنٹوں پر مشتمل ایک دن میں ایک پروگرام منعقد کرتا ہے جس میں دینی موضوعات میں سے کسی موضوع کو تفصیل کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔یہ پروگرام وقتاً فوقتاً مختلف شہروں میں دوران سال منعقد ہوتے رہتے ہیں۔اب تک جو پروگرام منعقد ہو چکے ہیں ان کے عنوانات یہ ہیں۔[1]

- حقیقت شیطان اور اس کے ہتھکنڈے
- سب سے بڑا دھوکے باز دجال: حقیقت یا تخیل
- فتنوں کے دور میں
- امت کے اگلے سو سال
- خوبصورت عورت: عورت کی حقیقی خوبصورتی کیا ہے؟
- توبہ کی کہانی
- حضرت عائشہؓ کی عصمت
- لیڈر شپ: حضرت موسیٰ کے واقعہ سے رہنمائی
- دیوار کے پیچھے: یاجوج ماجوج کی حقیقت
- بولنے اور خاموش رہنے کے مابین: کردار کی خوبصورتی
- محبت کی حقیقت
- اسلامی زندگی: سورۃ حجرات کی روشنی میں
- شمائل محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

1 https://www.azaaninstitute.org/courses/

- آخرت کا سفر
- دعا: عبادت کا مغز
- فقہ التوبہ
- حکیم کی نصیحت: سورۃ لقمان کی روشنی میں

کانفرنس(Conference):

کانفرنس ایک یا دو دن پر مشتمل ایک ایسا پروگرام ہے جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے اور مختلف شہروں اور ملکوں سے تعلق رکھنے اہل علم و فن کو دعوت دی جاتی ہے اور وہ مخاطبین کے سامنے اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ یوں ایک چھت تلے ایک ہی دن کئی ملکی اور غیر ملکی اہل علم و فن سے مستفید ہونے کا موقع میسر آجاتا ہے۔ اس نوعیت کی ایک کانفرنس ہر سال پاکستان کے تین بڑے شہروں کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں منعقد کی جاتی ہے۔ اس کانفرنس کا عنوان ''دلوں کا سفر'' ''Journey of the Hearts'' ہے۔[1]

1 http://www.journeyofthehearts.com/

فصل چہارم:

البلاغ فاؤنڈیشن و انٹر نیشل انسٹیٹیوٹ فار قرآن لرننگ

مبحث اول:

تعارف و خدمات البلاغ فاؤنڈیشن

مبحث دوم:

تعارف و خدمات انٹر نیشل انسٹیٹیوٹ فار قرآن لرننگ

مبحث اول:

تعارف وخدمات البلاغ فاؤنڈیشن

تعارف:

البلاغ فاؤنڈیشن لاہور کے علاقے کینٹ میں واقع ہے۔البلاغ فاؤنڈیشن 1997 میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ ایک ادارہ ایک شخص کے بجائے پانچ لوگوں نے مل کر بنایا ہے۔اوران 5افراد نے ادارے میں عہدوں کی تقسیم نہیں کی بلکہ مل جل کر کام کرتے ہیں۔ جن کے نام اور عملی زندگی کے شعبہ جات درج ذیل ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عامر عزیز	آرتھوپیڈک
لطف الرحمان خان	اسٹیٹ لائف
بریگیڈیئر(ر)ڈاکٹر غلام مرتضیٰ	پلاسٹک سرجن
نعیم نقی	مینجمنٹ کنسلٹنٹ
انیس الحق	اسٹیٹ لائف

البلاغ فاؤنڈیشن کا ہدف ہے اسلامی علوم کی تبلیغ۔اس کے علاوہ کوئی کام اس ادارے کے پیش نظر نہیں۔ علم دین کی تبلیغ کا کوئی بھی طریقہ اپنالیں۔ادارے نے پہلا ذریعہ خط وکتابت کا اختیار کیا ہے۔البلاغ فاؤنڈیشن اس مقالے میں ذکر کیے گئے دیگر اداروں سے اس لحاظ ممتاز ہے کہ اس ادارے نے منظم طور پر خط وکتابت کے ذریعے ہزاروں لوگوں تک علم دین کو پہنچایا ہے۔

البلاغ فاؤنڈیشن اور اس کے ذمہ داران کا تعلق کسی خاص مسلک سے نہیں ہے۔ بلکہ ادارے کے کورسز بھی اس انداز سے مرتب کئے گئے ہیں کہ ان کے نتیجے میں اندھی تقلید کو ترک کرنے اور اپنے عقیدہ اور عمل کی بنیاد قرآن وسنت کے علم کو بنانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔[1]

۱۔ تعارف، البلاغ فاؤنڈیشن، البلاغ فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۱۷، ص:۱-۳

خدمات:

البلاغ فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اب تک خط و کتابت کے ذریعے چھ کورسز جاری کئے گئے ہیں۔

1. مطالعہ قرآن حکیم
2. ترجمہ قرآن مجید
3. آسان عربی گرامر
4. جینے کا سلیقہ
5. اسلام کا جائزہ
6. حدیث کا جائزہ

ان کورسز میں طلباء کی تعداد اجراء سے لے کر ۳۰ ستمبر 2017 تک درج ذیل ہے۔[1]

کورس	تاریخ اجراء	طلباء کی تعداد
مطالعہ قرآن حکیم	ستمبر 1999	12,602
ترجمہ قرآن مجید	جون 2002	12,203
آسان عربی گرامر	دسمبر 1998	5,180
جینے کا سلیقہ	نومبر 1998	14,115
اسلام کا جائزہ	جنوری 1997	16,350
حدیث کا جائزہ	نومبر 1997	14,894

۱۔ تعارف، البلاغ فاؤنڈیشن، البلاغ فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۱۷، ص: ۳

مبحث دوم:

تعارف وخدمات انٹر نیشنل انسٹیٹیوٹ فار قرآن لرننگ

تعارف:

انٹر نیشنل انسٹیٹیوٹ فار قرآن لرننگ (IIQL) کا اصل مقصد پوری دنیا میں موجود مسلمانوں کو علمِ قرآن سے متعلق آن لائن سہولیات مہیا کرنا ہے۔ ادارے کا بنیادی مقصد قرآن مجید کی تجوید کے کورسز اور حفظ قرآن کو آن لائن مہیا کرنا ہے۔ تاکہ ایسے لوگ جن کے قرب وجوار میں دینی ادارے موجود نہیں ہیں وہ بھی قرآن مجید سیکھ سکیں۔ اور وہ لوگ بھی جو اپنی مصروفیات کی وجہ سے باقاعدہ کسی ادارے میں جا کر قرآن نہیں سیکھ پاتے وہ بھی قرآن سیکھ سکیں۔ تجوید القرآن اور حفظ قرآن کے علاوہ ترجمہ قرآن اور دیگر کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔

خدمات:

یہ ادارہ درج ذیل کورسز کرواتا ہے۔[1]

- تجوید کورس

یہ کورس پانچ سال اور اس سے زائد عمر کے افراد کے لئے ہے۔ اور اردو اور انگلش دونوں زبانوں میں تدریس کروائی جاتی ہے۔ اس کورس کا مقصد تلاوت میں کی جانے والی تلفظ کی غلطیوں کی تصحیح کرنا ہے۔ کورس میں پہلے قواعدِ تجوید پڑھائے جاتے ہیں اور بعد ازاں ان قواعد کی عملی مشق کروائی جاتی ہے۔ کورس تیس اسباق پر مشتمل ہے اور اس کا دورانیہ چار سے چھ ماہ ہوتا ہے۔

- ویک اینڈ اسلامک سکول

مختلف سکولوں میں زیر تعلیم اطفال کی دینی تعلم کے لئے ہفتہ اور اتوار کے دن بچوں کی کلاسز منعقد کی جاتی ہیں جن میں بچوں کو دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور ساتھ میں کھیل اور غیر نصابی سر گرمیاں بھی کروائی جاتی ہیں۔ بچوں کو پانچ سال میں ترجمہ وتفسیر پر مشتمل دس حصوں پر مبنی نصاب پڑھایا جاتا ہے جو خاص طور پر بچوں کی عمر کے لحاظ سے ترتیب شدہ ہے۔ یہ کلاسز 8 سے 14 سال کے اطفال کے لئے ہیں۔

1 https://iiql.co.uk/

ان کے علاوہ درج ذیل مزید کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔

- حفظ قرآن
- عربی زبان
- تفسیر قرآن

خاتمہ الباب:

اس باب میں مذکور اداروں میں سے الھدیٰ انٹر نیشنل کے علاوہ دیگر ادارے ابھی نوزائیدہ ہیں اور چند سالوں بعد ان کا تشخص مزید نکھر کر سامنے آجائے گا۔ تاہم ان اداروں کی اصلاح کے حوالے سے چند امور قابل ذکر ہیں۔ جو کہ کسی ادارے کو متعین کئے بغیر ذکر کیے جا رہے ہیں۔

- اداروں کے وجود میں آنے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لئے ادارے کے بانی/بانیوں کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ لیکن اگر ادارہ بننے کے بعد بانی کی حیثیت اس طرح ہو جائے کہ ہر کام میں وہ پیش پیش ہوں اور اپنے ماتحت لوگوں کو آگے بڑھنے کا زیادہ موقع نہ دے تو اس ادارے کی وسعت محدود ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایک شخص کا فیض ایک سے زائد اشخاص کے فیض سے بہر حال کم ہوتا ہے۔ لہذا ادارے کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ ادارے کے فیصلوں اور دیگر اہم معاملات میں اپنی حیثیت مسلم رکھیں لیکن خدمات کے میدان میں کبھی کبھی تصنع کر کے کچھ اہم ذمہ داریاں ماتحت افراد کو دی جائیں تاکہ قیادت کے لئے مزید لوگ تیار ہو سکیں۔ ایسے ادارے جو محض ایک شخص پر انحصار کر رہے ہوتے ہیں نہ صرف ان کا فیض محدود رہتا ہے بلکہ کسی بھی وجہ سے اس شخص کی عدم دستیابی کے نتیجے میں پورا ادارہ شدید متاثر ہو جاتا ہے۔
- جدید اداروں میں ایک قابلِ اصلاح پہلو یہ بھی ہے کہ کام کو جلدی پھیلانے کے لئے بعض اوقات کچھ ایسی ذمہ داری جو تجربہ کار اور گہرے علم کے حامل اہلِ علم کو دینی چاہیں وہ ایسے افراد کو دے دی جاتی ہیں جو علم اور عمر میں ابھی پختہ نہیں ہیں۔ اس کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ عوام الناس کی صحیح رہنمائی نہیں کر پاتے اور دوسری طرف علم میں پختہ نہ ہونے کی وجہ سے بعض حساس امور میں ایسی علمی آراء بھی پیش کر دیتے ہیں جو اہل علم کے نزدیک صحیح نہیں ہوتی۔
- جدید اداروں کی قیادت اور مخاطبین چونکہ نوجوان اور جوان لوگ ہیں لہذا اپنے مخاطبین کے مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ادارے دعوت کے لئے ایسا اسلوب اختیار کرتے ہیں جو نوجوانوں کے لئے پرکشش ہو۔ یہ امر قابل تحسین ہے لیکن اس وقت تک جب تک یہ دین کی دی ہوئی اخلاقی تعلیمات کی حدود میں رہے۔ اس حوالے سے ان اداروں کو جو بات مد نظر رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ دین کی دعوت کے لئے جو اسلوب یہ اختیار کریں اس کے لئے محض فقہی دائرہ کار کو اپنانے کے بجائے دین کی اخلاقی تعلیمات کو اپنائیں اور ایک داعی اور عالم دین کو جو وقار اپنانے کی دین تلقین کرتا ہے وہ لازماً اپنائیں۔ بعض اوقات ایسے مشاہدات ہوتے ہیں کہ نوجوانوں کو دین کی طرف

راغب کرنے کے لئے ان داعیوں نے ایسا لباس اور ایسا حلیہ اختیار کیا ہوا ہوتا ہے جو دینی اخلاق کے لحاظ سے مناسب نہیں ہوتا۔

- سوشل میڈیا کو دین کی تبلیغ کے لیے اختیار کرنے کے حوالے سے اگرچہ بالکل فقہی اعتبار سے تو اکثر اہل علم جائز کا حکم لگاتے ہیں لیکن جو اہل علم فقہ کے بجائے اخلاقی معاملات کو زیادہ پیش نظر رکھتے ہیں ان کی رائے کے مطابق سوشل میڈیا کو دین کی تبلیغ کے لئے استعمال کرنے سے فائدے سے زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ جیسا کہ دین کے داعیوں کا غیر سنجیدہ پن، بلاوجہ ہر نجی سرگرمی کی تصاویر کی سوشل میڈیا پر تشہیر، ایسے علمی اختلافات جو اہل علم کے مابین رہنے چاہیں انہیں سوشل میڈیا پر عام عوام کے سامنے بیان کرنا کہ جس سے علم سے خالی عوام کا دین کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہونا وغیرہ۔ ان امور کی وجہ سے جدید تعلیمی ادارے جو سوشل میڈیا کو دین کی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے ہیں انہیں حد درجہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔
- دورِ حاضر میں ایک مسئلہ یہ بھی پیدا ہو گیا ہے کہ عوام الناس جہاں دنیاوی معاملات میں ہر چیز اپنی خواہش کے مطابق چاہتے ہیں وہیں وہ دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھی چاہتے ہیں کہ ادارے ان کی خواہشات کے مطابق سارے معاملات ترتیب دیں۔ انتظامی معاملات اور اوقات کار کی حد تک لوگوں کی سہولت کو مد نظر رکھنا تو اہم بھی ہے اور قابلِ تحسین بھی لیکن محض عوام کی خواہشات کے پیش نظر تعلیمی نظام کو ہی بدل دینا قابل تشویش ہے۔ جدید اداروں میں سے کچھ ادارے یہ کر رہے ہیں کہ وہ عوام کی خواہشات کی رعایت ان معاملات میں بھی رکھ رہے ہیں جہاں نہیں رکھنی چاہیے۔ جیسا کہ صرف وہ مضامین پڑھانا جو عوام کی اکثریت پڑھنا چاہتی ہے اگرچہ وہ اکیلے فائدہ کے بجائے نقصان کا باعث بن رہے ہوں۔ مثلاً عوام الناس کی اکثریت جو بنیادی دین سے بھی واقف نہیں ہے وہ صرف عربی سیکھنا چاہتی ہے۔ جو کہ علومِ عالیہ نہیں بلکہ علومِ آلیہ میں سے ہے۔ اب جو ادارے محض عربی کے کورس کروا رہے ہیں ان کورسز سے گزرنے والے لوگ عربی سیکھ کر قرآن کو بغیر اصولِ دین اور شانِ نزول کے محض عربی لغت سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ لوگ اس طرح گمراہ کن نظریات بھی اپنا لیتے ہیں۔ یا انکارِ حدیث کے فتنے کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ اس ضمن میں ان اداروں کو چاہیے کہ عوام الناس کے مطالبات اور خواہشات کے بجائے دین کے مفاد اور اہل علم کے مشوروں کے مطابق کورسز ترتیب دیں۔
- بعض جدید ادارے دینی تعلیم کو بھی جدید تعلیم کے اسلوب میں ڈھالنا شروع ہو گئے ہیں۔ چند امور میں مشابہت ہو جانے میں تو مضائقہ نہیں ہے لیکن کچھ امور ایسے بھی ہیں جو دینی اور دنیاوی تعلیم میں بہر حال مختلف رہنے

چاہیں۔اسی حوالے سے بعض جدید ادارے چند دنوں پر مشتمل دینی کورسز پر بھی سرٹیفیکٹ کو ایک بنیادی وصف کے طور پر پیش کرتے ہیں اور کئی لوگ جو بالکل بھی دینی علم نہیں رکھتے وہ چند دنوں پر مشتمل کورس کر کے خود کو سرٹیفائڈ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور دین کے معاملات میں خود کو صاحب الرائے سمجھنے لگتے ہیں۔اس حوالے سے ان اداروں کو چاہیے کہ جب تک کوئی کورس مناسب حد تک دینی تعلیم کی ضرورت پوری نہ کرے سرٹیفیکیٹ جاری نہ کریں اور سرٹیفیکیٹ جاری کرنے کے لیے محض کسی کورس میں شرکت کے بجائے علمی قابلیت کو پیشِ نظر رکھیں۔

نتائج بحث

اس مقالے میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کی خدمات کو چند اداروں کے تناظر میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ نظری اور علمی ہے اور دوسرا حصہ عملی اور انتظامی ہے۔ پہلا حصہ پہلے دو ابواب پر مشتمل ہے جس میں قرآن فہمی کی ضرورت و اہمیت اور مستقبل میں قرآن فہمی کے فروغ کے لئے کرنے کے اہم کام بیان کئے گئے۔ جبکہ دوسرا حصہ تیسرے اور چوتھے باب پر مشتمل ہے جس میں عوامی سطح پر قرآن فہمی کی خدمات کو آٹھ مختلف اداروں کی کاوش کے تناظر میں دیکھا گیا ہے۔ اس مقالہ سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں وہ ذیل میں نکات کی صورت میں بیان کئے جا رہے ہیں۔

- تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ عوامی سطح پر قرآن فہمی کے لئے کام کرنا کوئی نفلی یا اضافی کام نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر یہ کام امت کے لئے فرض کفایہ ہے جبکہ انفرادی سطح پر قرآن کا بنیادی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

- تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ قرآن فہمی کے فروغ کی ضرورت صرف اخروی کامیابی کے لئے ہی نہیں بلکہ دنیاوی کامیابی کے لئے بھی ضروری ہے کیونکہ امت مسلمہ کے بڑے اصحاب علم نے امت کے زوال کا سب سے بڑا اور بنیادی سبب قرآن سے دوری کو قرار دیا ہے اور زوال سے نکلنے کا اول اور اہم ترین ذریعہ رجوع الی القرآن بتایا ہے۔

- قرآن سے دوری کے مقالہ ہذا کی تحقیق کے مطابق بڑے اسباب چار ہیں اور وہ تاریخی، سیاسی، علمی اور تہذیبی اسباب ہیں۔

- تحقیق سے ثابت ہوا کہ قرآن فہمی کے فروغ کے لئے سرکاری اداروں کی سطح پر سکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں تبدیلی و اضافہ ضروری ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مناسب تجاویز تفصیل کے ساتھ مقالہ میں دی گئیں۔

- تحقیق سے معلوم ہوا کہ انجمن خدام القرآن قرآن فہمی کے میدان میں ایک بڑا ادارہ ہے جو 47 سال سے قرآن کی خدمات سرانجام دے رہا ہے اور ملک کے 8 بڑے شہروں میں 20 اکیڈمیز قائم کر چکا ہے۔

- مقالہ ہذا میں مذکور اداروں میں سے انجمن خدام القرآن کے بعد سب سے بڑا ادارہ الھدیٰ ویلفیئر انٹرنیشنل ہے۔ الھدیٰ کی خدمات 26 سال پر محیط ہیں اور ملک کے 7 بڑے شہروں میں مراکز قائم ہیں جبکہ پاکستان کے علاوہ تین دیگر ممالک میں بھی مراکز قائم ہیں۔

- بروج انسٹیٹیوٹ، المدرار انسٹیٹیوٹ، آذان انسٹیٹیوٹ، البلاغ فاؤنڈیشن، الفلاح منزل ٹرسٹ اور انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ فار قرآن لرننگ نوزائیدہ اداروں میں سے ہیں ان اداروں کو خدمات سرانجام دیتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ایک دہائی گزری ہے۔ یہ ادارے جدید دور کے تقاضوں سے بخوبی آگاہ ہیں اور اسلوب دعوت میں ان تقاضوں کا بھرپور خیال لحاظ رکھتے ہیں۔

سفارشات

پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا اور اس کے بنانے والوں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ ہم ایک ایسا ملک بنا رہے ہیں جہاں ہم اسلام پر بحیثیت قوم عمل کر کے پوری دنیا کو اسلام کا عملی نمونہ بنا دیں گے لیکن آج سات دہائیاں گزرنے کے باوجود بھی یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔اسلام کا عملی نمونہ بننا تو بہت دور کی بات ہے ہمارا معاشرہ بنیادی انسانی اقدار پر بھی کاربند نہیں ہے۔ اس زوال پذیر معاشرے میں جہاں دیگر بیسیوں اقدامات کی ضرورت ہے وہیں اس مقالہ کے توسط سے عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ کے لئے درج ذیل اقدامات کی سفارش کی جاتی ہے۔

- سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں ہر سطح کے تعلیمی نظام میں اسی مناسبت سے قرآن کی تعلیم کو شامل کیا جائے۔پرائمری سکول کی سطح پر ناظرہ قرآن، تجوید، حفظ،بنیادی عربی اور قرآن مجید کی بنیادی اخلاقی تعلیم کو شامل نصاب کیا جائے۔ہائی سکول کی سطح پر ترجمہ قرآن،قرآن عربی اور اصول دین کی تعلیم کو شامل نصاب کیا جائے اور کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر ایسے مضامین شامل نصاب کئے جائیں جس سے اسلام پر اعتماد پیدا ہو اور قرآن مجید کی عظمت ایسے طریقے سے دلوں میں پیدا ہو کہ قرآن مجید علم کا سب سے بڑا اور سب سے مستند ماخذ تسلیم کیا جائے اور قرآن مجید کے مسلمات سے ٹکرانے والے کسی نظریہ کو کوئی وقعت نہ دی جائے۔
- مساجد کو محض نماز کی جگہ بنانے کے بجائے دورِ نبوی ﷺ اور دورِ صحابہؓ کے مطابق معاشرے کا مرکز بنایا جائے اور تعلیم و تعلمِ قرآن کا مرکز بنایا جائے۔
- مدارس کے نصاب کے ابتدائی حصہ کو عوامی کر کے قرآن مجید کو مرکز بنایا جائے اور علم دین کی ابتداء کو چند مخصوص لوگوں کے بجائے سارے معاشرے کے لئے سہل بنایا جائے۔تاہم ابتدائی تعلیم کے بعد علم دین میں مہارت حاصل کرنے کے لئے جو لوگ تیار ہوں انہیں دین کے باقاعدہ اعلیٰ تعلیم دی جائے۔
- جن دینی اداروں کا تعارف اس مقالہ میں پیش کیا گیا ہے ایسے ہزاروں مزید اداروں کی ضرورت ہے۔ ہر ادارے کی اپنی امتیازی خصوصیت ہوتی ہے اور معاشرے کے کسی خاص طبقے کو اپنا مخاطب بنانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ لہذا ایسے اداروں کی کثرت فائدہ مند ہو گی بشرطیکہ ان کے وجود کی بنیاد عداوت، تفرقہ اور حبِ جاہ نہ ہو۔
- مقالہ میں اداروں سے متعلق جو قابل اصلاح پہلو بیان کئے گئے ہیں۔اداروں کے ذمہ داران ان پر غور کر کے اپنے اداروں کے کام کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں۔

- نوزائیدہ ادارے اپنے مستقبل کے لئے ان اداروں کے کام کا بغور جائزہ لیں جنہوں نے اس میدان میں ایک مدت لگائی ہے اور ان کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے مستقبل کی حکمت عملی وضع کریں۔
- حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان تمام عناصر کا قلع قمع کریں جو کہ عوام الناس کو قرآن سے دور کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ جیسے کہ میڈیا کی عریانی وفحاشی، باطل نظریات کی کھلے عام تبلیغ اور اسلام دشمن قوتوں کی دیگر تمام کوششیں۔

فہارس

فہرست آیات قرآنی

نمبر شمار	آیت	سورت	آیت	صفحہ نمبر
1.	وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ ۔۔۔	سورۃ البقرۃ	48	56
2.	اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۔۔۔		121	52
3.	وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۔۔۔		143	20
4.	﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ		273	88
5.	لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ۔۔۔	سورۃ آلِ عمران	164	19
6.	وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ		185	45
7.	كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۔۔۔		185	95
8.	وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ ۔۔۔	سورۃ الانعام	7	36
9.	وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۔۔۔		92	15
10.	لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۔۔۔	سورۃ الاعراف	59-60	133
11.	وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۔۔۔		65-66	133
12.	وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا		73-74	133
13.	ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۔۔۔		103	132

7	175-176		وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ۔۔۔	.14
14	6	سورۃالتوبۃ	وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ	.15
15	122		وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ۔۔۔۔	.16
16	15	سورۃیونس	وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ۔۔۔	.17
84	29	سورۃہود	وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا۔۔۔	.18
38	9	سورۃالحجر		.19
36	103	سورۃالنحل	وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ۔۔۔	.20
16	9	سورۃالاسراء	اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ	.21
39	79		وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔۔۔	.22
8	79	سورۃطہ	وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى۔۔۔	.23
7	124-126		وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔۔۔	.24
45	62	سورۃالحج	ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ ۔۔۔	.25
21	78	سورۃالحج	لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ	.26
37	32	سورۃالفرقان	وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً	.27
26	30	سورۃالنمل	وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا۔۔۔	.28
37	103		لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ	.29
7	4	سورۃالقصص	اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا۔۔۔	.30

31.	قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ---		63	4
32.	اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ	سورۃ العنکبوت	45	52
33.	ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ ---	سورۃ روم	41	7
34.	وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ---	سورۃ الذاریات	56-57	11
35.	فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ---	سورۃ النجم	29-30	6
36.	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ	سورۃ القمر	17	30
37.	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ---	سورۃ الصف	2-3	84
38.	هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ ---	سورۃ الجمعہ	2	38
39.	قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ---		8	95
40.	وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ	سورۃ الحاقہ	41	37
41.	وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ		42	37
42.	وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ---	سورۃ الجن	18	68
43.	وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا	سورۃ المزمل	4	50
44.	وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ---	سورۃ النازعات	40	56
45.	وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى	سورۃ الاعلیٰ	17	45
46.	لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ---	سورۃ التین	4-5	7

فہرست احادیثِ نبویہ ﷺ

نمبر شمار	حدیث	حوالہ	صفحہ نمبر
1.	أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِتَمْرٍ فَرَأَيْتُهُ يَأْكُلُ وَهُوَ مُقْعٍ مِنَ الْجُوعِ	شمائل ترمذی	۱۰
2.	أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَدَحَ خَشَبٍ غَلِيظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيدٍ	شمائل ترمذی	۱۰
3.	اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ	سنن نسائی	۱۴۵
4.	اقْرَأْ وَارْتَقِ	صحیح ابن حبان	۵۳
5.	أَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا:كِتَابُ اللهِ فِيْهِ الْهُدَى وَالنُّورُ،	صحیح مسلم	۲۴
6.	اِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَاالْكِتَابِ اَقْوَامًاوَّيَضَعُ بِه اٰخَرِيْنَ	صحیح مسلم	۸۷
7.	إِنَّ فَضْلَ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ	سنن ابن ماجہ	۲۵
8.	إِنَّ لِله أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ	سنن ابن ماجہ	۲۵
9.	إِنَّمَا بُعِثْتُ لأَتَمِّمَ صَالِحِي الْأَخْلَاقِ	صحیح بخاری	۸۴
10	إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهُ لِيفٌ	شمائل ترمذی	۱۰
11	بَلِّغُوْا عَنِّى وَلَوْ آيَة	صحیح بخاری	۸۱
12	تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا	موطا امام مالک	۲۳
13	خَيْرُكُم مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ	صحیح بخاری	۱۱
14	ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالآخَرُ عَالِمٌ	جامع ترمذی	۲۶
15	طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ	ابن ماجہ	۵۱
16	كُنَّا عِنْدَ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ	شمائل ترمذی	۹
17	لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ	بخاری ومسلم	۵۱
18	مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَه	صحیح مسلم	۲۳

19	مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا ، لَمْ يَأْتِ إِلاَّ لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ ، أَوْ يُعَلِّمُهُ	سنن ابن ماجہ	۲۵
20	مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يقرأ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ	صحیح نسائی	۵۱
21	مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ، أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ،	سنن ابی داود	۵۴

فہرست اصطلاحات

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
1.	الحاد	۱۰۳
2.	اسماءورجال	۱۲۲
3.	امر بالمعروف	۲۲
4.	انفاق	۸۶
5.	تربیت	۹
6.	تزکیہ	۱۶
7.	ترتیل	۵۰
8.	تصوف	۴۱
9.	جہادِ کبیر	۲۲
10.	راجح و مرجوح	۱۲۲
11.	سلف و خلف کا اجماع	۱۱۹
12.	شہادت علی الناس	۲۰
13.	صرفی و نحوی تحلیل	۱۱۷
14.	فقہ الواقع	۴۲
15.	فقہ المعاملات	۶۲
16.	مخاصمہ	۱۶
17.	مجادلہ	۱۶
18.	نہی عن المنکر	۲۲
19.	نشاۃ ثانیہ	۹۶
20.	واضعین حدیث	۴۰

فہرست اعلام

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
1.	ابن تیمیہؒ	۴۱
2.	ارشد اقبال ملک	۱۷۹
3.	ارسطو	۴۱
4.	افلاطون	۴۱
5.	انجینئر نوید احمد	۱۴۴
6.	بریگیڈئیر عنایت ولی خان	۱۰۹
7.	باسط بلال کوشل	۱۴۴
8.	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	۴۱
9.	ڈاکٹر ذاکر نائیک	۱۵۳
10.	ڈاکٹر فرحت ہاشمی	۱۵۱
11.	ڈاکٹر حافظ محمد زبیر	۱۴۴
12.	ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالرحیم	۱۲۷
13.	ڈاکٹر محمد امین	۷۳
14.	ڈاکٹر رفیع الدین	۶۲
15.	ڈاکٹر اسرار احمد	۲۱
16.	ڈاکٹر محمود احمد غازی	۵۸
17.	حافظ عبدالسلام بھٹوی	۳۱
18.	شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ	۲۹
19.	شاہ ولی اللہ	۱۲۱
20.	شجاع الدین شیخ صاحب	۱۴۴
21.	شیخ سعید احمد	۱۵۳
22.	شیخ عاطف احمد	۱۷۵

23. طہ پاشا		۱۷۲
24. عمران نظر حسین		۱۴۴
25. علامہ نعیم الدین مرادآباد		۳۲
26. علامہ محمد اقبال		۳۴
27. علامہ ابن قیمؒ		۵۹
28. فاروق احمد		۱۱۲
29. کاشف نسیم دلکشا		۱۸۲
30. لطف الرحمان خان		۱۸۶
31. مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری		۶۸
32. مولانا مناظر احسن گیلانی		۹
33. مولانا عبدالرحمٰن کیلانی		۳۱
34. مولانا طارق جمیل		۱۵۳
35. مولانا امین احسن اصلاحی		۲۱
36. مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ		۶۹
37. مولوی عبدالستار		۱۱۶
38. مفتی کلیم رحمانی		۱۴
39. مفتی محمد شفیعؒ		۱۵
40. مفتی اویس پاشا		۱۴۴
41. مفتی محمد اسماعیل طورو		۱۵۴
42. نعیم صدیقی		۱۳۳
43. یحیی بن شرف الدین النووی		۲۸

فہرست اماکن

نمبر شمار	اماکن	صفحہ نمبر
1.	امریکہ	۱۶۱
2.	آسٹریلیا	۱۶۱
3.	برصغیر	۴۱
4.	پنسل وانیا	۱۷۹
5.	ترکی	۱۵۱
6.	حیرہ	۱۷
7.	حصار	۹۱
8.	سعودی عرب	۱۵۱
9.	کینیڈا	۱۶۱
10.	گلاسکو، سکاٹ لینڈ	۱۵۱
11.	لبنان	۱۵۱
12.	مالٹا	xii
13.	مصر	۱۵۱
14.	منٹگمری (جس کا نام بعد میں تبدیل کر کے ساہیوال رکھ دیا گیا)	۹۱
15.	واشنگٹن ڈی سی	۱۷۵
16.	ہاؤسٹن، دلاس	۱۸۲

فہرست مصادر ومراجع

القرآن الکریم

کتب تفاسیر:

الجامع لأحکام القرآن، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر القرطبی، موسسہ الرسالہ، بیروت، 2006

أنوار التنزیل وأسرار التأویل، ناصر الدین ابو الخیر عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی الشافعی البیضاوی، داراحیا التراث العربیہ، بیروت

بیان القرآن، ڈاکٹر اسرار احمد، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، اشاعت: ہفتم، 2017

تدبر قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2009

تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی،، دارالاندلس، لاہور، 2014

تیسیر القرآن، مولانا عبدالرحمن کیلانی، مکتبۃ السلام، لاہور، طبع: نہم، 1437ھ

خزائن العرفان، علامہ نعیم الدین مرادآباد، مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی، کراچی، 1432ھ

معارف القرآن، مفتی محمد شفیع،، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2008

کتب احادیث:

الأدب المفرد، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، (مترجم: محمد ارشد کمال) مکتبۃ اسلامیہ، لاہور، 2015

جامع ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، (مترجم: مولانا ناظم الدین)، مکتبۃ العلم، لاہور

خیر الصالحین شرح ریاض الصالحین، مولانا محمد ادریس میرٹھی، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۱۴۳۰ھ

ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین، امام یحیی بن شرف النووی، المصباح، لاہور، 2013

ریاض الصالحین (اردو مترجم)، حافظ صلاح الدین یوسف، دارالسلام، لاہور

سنن ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، (مترجم: مولانا عطاءاللہ ساجد)، دارالسلام، لاہور، 1428ھ

سنن ابوداؤد، ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، (مترجم: ابو عمار فاروق سعیدی) دار السلام، ریاض، سعودی عرب، 1427ھ

سنن نسائی، ابو عبدالرحمن النسائی، اسلامی اکادمی، لاہور، طبع: اول، 1985

شمائل ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (زبیر علی زئی)، مکتبۃ الفہیم، یوپی، انڈیا، 2011

صحیح بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، (مترجم: مولانا داؤد راز)، مرکزی جمعیت اہل حدیث، ہند، 2004

صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری (مترجم: علامہ وحید الزمان)، نعمانی کتب خانہ، لاہور، 2004

طریق السالکین شرح ریاض الصالحین، ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۰۸

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، قاری علی بن سلطان محمد القاری، دار الکتب العلمیہ، بیروت

مظاہر حق اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف، مولانا محمد قطب الدین، دار الاشاعت، کراچی، 2009ء

موطا امام مالک، (مترجم: علامہ وحید الزمان)، نعمانی کتب خانہ، لاہور، 2006

کتب سیرت:

الرحیق المختوم، مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری، المکتبہ السلفیہ، لاہور، 2000

النبی الخاتم، مولانا سید مناظر احسن گیلانی، مکتبہ اخوت، لاہور

رحمۃ للعالمین، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، مرکز الحرمین الاسلامی، 2007

زاد المعاد، ابو عبداللہ محمد بن قیم، (مترجم: رئیس احمد جعفری) نفیس اکیڈمی، کراچی، 1990

محاضراتِ سیرت، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران، 2006

محسن انسانیت، نعیم صدیقی، الفیصل ناشران، لاہور

کتب اصول:

جامع الاصول، ڈاکٹر عبدلکریم زیدان و ڈاکٹر احمد حسن، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، طبع اول، 2014

علوم الحدیث، شاہ محمد عزالدین پھلواروی، لاہور

محاضرات حدیث، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران، اشاعت ششم، 2010

مقدمہ اصولِ تفسیر، احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ (مولانا عبدالرزاق ملیح آباد)، المکتبۃ السلفیۃ، 2001

من اطیب المنح فی علم المصطلح، عبدالکریم المراد و عبدالمحسن العباد، (مترجم محمد محفوظ اعوان و عبدالمنان راسخ)، مکتبہ محمدیہ لاہور

کتب لغات:

القاموس الوحید، مولانا وحیدالزماں قاسمی کیرانوی، ادارہ اسلامیات، لاہور۔ کراچی، اشاعت اول، جون 2001

المنجد، لوئیس معلوف (مولانا عبدالحفیظ بلیاوی)، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2009

آسان عربی گرامر، مؤلف: لطف الرحمان خان، ناشر: انجمن خدام القرآن سندھ

عربی کا معلم، مؤلف: مولوی عبدالستار خان، مکتبۃ العلم، لاہور

مصباح اللغات، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 1999

متفرق:

اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش، ڈاکٹر محمد امین، بیت الحکمت، لاہور، 2006

اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع: بارہ، 2004

اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اصول، قاری محمد طیب، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، 1991

اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت، ڈاکٹر اسرار احمد، انجمن خدام القرآن، لاہور

اصول دعوت، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان (ترجمہ: گل زادہ شیر پاؤ)، البدر پبلی کیشنز، لاہور، طبع: اول، 2010

التبیان فی آداب حملۃ القرآن، یحیی بن شرف الدین النووی، دارالرواد، مصر، الطبعۃ السابعۃ، 2018

الھدیٰ انٹرنیشنل، مفتی محمد اسماعیل طورو، دارالافتاء، جامعہ اسلامیہ صدر، راولپنڈی، اشاعت: ہفتم، 1426ھ

آیئے نمازاور قرآن سمجھیں،ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالرحیم،الفلاح منزل ٹرسٹ،اسلام آباد،2019

بانگ درا،علامہ محمد اقبال،جوابِ شکوہ، نظم: دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

تذکرہ اولیائے دیوبند،حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری،مکتبہ رحمانیہ،لاہور

حساب کم وبیش،ڈاکٹر اسرار احمد،انجمن خدام القرآن،لاہور، طبع: سوم،2005

حقیقتِ تصوف،ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور،اشاعت دوم،2003

خطبات، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی،اسلامی پبلی کیشنز،لاہور،نومبر 2016

دعوت الی اللہ اور مبلغین کے اوصاف، عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (ترجمہ: محمود احمد غضنفر)، مرکز الدعوۃ الاسلامیہ،لاہور، طبع: دوم،1981

دعوت حق کے تقاضے،عبدالعزیز بن احمد المسعود (ترجمہ: مولانا محمد یونس بٹ)،دار لسلام،،۱۴۲۷ھ، ریاض، سعودی عرب

دعوت دین کون دے،ڈاکٹر فضل الٰہی، مکتبہ قدوسیہ،لاہور،2007

دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر،ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن،لاہور، طبع: سوم،2001

ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی ایک تعارف، تنظیم اسلامی،انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، طبع: سوم،2012

ڈاکٹر اسرار احمد: شخصیت اور خدمات، رافعۃ الجبین، مکتبہ خدام القرآن،لاہور، طبع: اول،2016

عزم تنظیم،ڈاکٹر اسرار احمد، تنظیمِ اسلامی،لاہور

عیسائیت اور اسلام،ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن،لاہور، طبع: سوم،2007

قرآن اور احسان،الھدیٰ شعبہ تحقیق،الھدیٰ پبلی کیشنز،اسلام آباد،اشاعت: اول،2018

قرآن اور علم جدید،ڈاکٹر محمد رفیع الدین،ڈاکٹر رفیع الدین فاؤنڈیشن،لاہور، طبع ہشتم،2016

قرآن مجید کے مسلمانوں پر حقوق، صہیب احمد، مکتبہ بیت السلام، ریاض

محاضراتِ قرآن،ڈاکٹر محمود احمد غازی،الفیصل ناشران،اشاعت پنجم،2009

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، طبع: 31، 2005

مطالعہ قرآن مجید کا منتخب نصاب، ڈاکٹر اسرار احمد، انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع دوم، 2010

نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت، ڈاکٹر اسرار احمد، مکتبہ انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع: ششم، 2002

وحدت امت، مولانا مفتی محمد شفیع، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع: سوم، 1997

ہمارا دینی نظام تعلیم، ڈاکٹر محمد امین، دارالاخلاص، لاہور، طبع اول، 2004

رسائل و جرائد:

جسارت سنڈے میگزین، ۶ جنوری ۲۰۱۷

ماہنامہ حکمت بالغہ، انجمن خدام القرآن جھنگ، مارچ 2019

ہفت روزہ ندائے خلافت، تنظیم اسلامی، شمارہ 27 اپریل 2010 تا 03 مئی 2010

اداروں کی کارکردگی رپورٹس:

الھدیٰ ایک نظر میں (پمفلٹ)، الھدیٰ پبلیکیشنز

پراسپیکٹس، الھدیٰ انٹرنیشنل سکول، الھدیٰ پبلیکیشنز، 2019-2018

پراسپیکٹس، تعلیم القرآن کورس، الھدیٰ پبلیکیشنز

پراسپیکٹس، قرآن اکیڈمی، انجمن خدام القرآن سندھ، سال 2013-2012

پراسپیکٹس، قرآن اکیڈمی، انجمن خدام القرآن سندھ، سال 2018-2017

پراسپیکٹس، قرآن اکیڈمی، انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد، سال 2016-2015

سالانہ رپورٹ، انجمن خدام القرآن سندھ، 2012/2013

سالانہ رپورٹ، انجمن خدام القرآن سندھ، 2015-2016

سالانہ رپورٹ، انجمن خدام القرآن سندھ، 2016/2017

سالانہ رپورٹ، انجمن خدام القرآن سندھ، 2017/2018

سالانہ رپورٹ، انجمن خدام القرآن جھنگ، 2018

انٹرنیٹ:

www.guinnessworldrecords.com [15:39 - 22/01/2020]

http://www.jahan-e-urdu.com/deen-mien-quraan-fahami-ki-ahamiat-part-1 [15:39 - 22/01/2020]

http://magazine.mohaddis.com/shumara/168-sep-2003/2114-quran-fehm-bunyadi-usool-lughat-arab [15:39 - 22/01/2020]
https://www.mukaalma.com/22787/ / [15:40 - 22/01/2020]
https://www.dawnnews.tv/news/1093439 [15:40 - 22/01/2020]
https://ur.wikipedia.org/wiki/آئین_پاکستان [15:41 - 22/01/2020]
https://tif.edu.pk/ [15:41 - 22/01/2020]
https://cef.org.pk/ [15:44 - 22/01/2020]
http://zahidrashdi.org/2063 [15:44 - 22/01/2020]
http://magazine.mohaddis.com/shumara/53-jul2008/1212-deni-madaris-main-taleem-quran-ka-jamie-aor-sahi-tarika [15:46 - 22/01/2020]
http://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/PAKISTAN%20TEHSIL%20WISE%20FOR%20WEB%20CENSUS_2017.pdf [15:47 - 22/01/2020]
https://en.wikipedia.org/wiki/Israr_Ahmed [15:52 - 22/01/2020]
http://quranacademy.com/Anjuman-Introduction [15:54 - 22/01/2020]
https://www.farhathashmi.com/profile-section/dr-farhat-hashmi-at-a-glance/ [15:54 - 22/01/2020]
http://www.idreeszubair.com/about/ [15:54 - 22/01/2020]
https://en.wikipedia.org/wiki/Farhat_Hashmi [15:56 - 22/01/2020]
http://www.idreeszubair.com/about [15:57 - 22/01/2020]
https://www.farhathashmi.com/profile-section/dr-farhat-hashmi-at-a-glance/ [15:57 - 22/01/2020]
https://www.almaghrib.org/instructors/taimiyyah-zubairhttps://www.farhathashmi.com/profile-section/dr-farhat-hashmi-at-a-glance/ [15:57 - 22/01/2020]
https://www.farhathashmi.com/profile-section/dr-farhat-hashmi-at-a-glance/ [15:58 - 22/01/2020]
http://www.wonderwomenpakistan.com/award-recipients-womens-icon [15:58 - 22/01/2020]
https://www.farhathashmi.com/profile-section/international-contribution-dawah-award-2016/ [15:59 - 22/01/2020]
https://www.farhathashmi.com/profile-section/testimonials/ [16:00 - 22/01/2020]

http://www.idreeszubair.com/about/ [16:02 - 22/01/2020]
https://quotefancy.com/quote/870283/Napoleon-Give-me-an-educated-mother-I-shall-promise-you-the-birth-of-a-civilized-educated [16:02 - 22/01/2020]
http://www.buroojinstitute.org/about-us/ [16:02 - 22/01/2020]
http://www.buroojinstitute.org/diploma-courses/at-tasees/ [16:04 - 22/01/2020]
http://www.buroojinstitute.org/course/on-campus-al-bidayah/ [16:04 - 22/01/2020]
http://www.buroojinstitute.org/the-alamiyyah/al-irtiqaa/ [16:05 - 22/01/2020]
https://almidrar.com/shaykhatifahmed/ [16:05 - 22/01/2020]
https://almidrar.com/about-us [16:07 - 22/01/2020]
https://almidrar.com/about-us/#Ourvision [16:08 - 22/01/2020]
https://almidrar.com/ [16:09 - 22/01/2020]
https://www.linkedin.com/in/arshad-malik-182b8845/ [16:11 - 22/01/2020]
https://understandquran.com/course-1-with-salah-50-quranic-words-urdu/ [16:15 - 22/01/2020]
https://alfalahmanzil.net/alfalahwp2018/sample-page/introduction/ [16:16 - 22/01/2020]
https://understandquran.com/course-1-with-salah-50-quranic-words/ [16:18 - 22/01/2020]
https://www.azaaninstitute.org/instructors/sheikh-kashif-naseem-dilkusha/ [16:20 - 22/01/2020]
https://www.azaaninstitute.org/contact-us/ [16:20 - 22/01/2020]
https://www.azaaninstitute.org/about-us/ [16:21 - 22/01/2020]
https://www.azaaninstitute.org/courses/ [16:21 - 22/01/2020]
http://www.journeyofthehearts.com/[16:22 - 22/01/2020]